Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ نام کتاب : بحرالمصائب

☆ تالیف : السید امداد علی الحسینی الواسطی

☆ تدوین : مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

☆ مطبوعہ : نظامی پریس لکھنؤ

☆ سن اشاعت : December-2005

☆ قیمت : Rs. 100/-

ملنے کا پتہ

Nizami Press Book Dipot

Victoria Street, Lucknow

Tel: 2267964, 2240672

فہرست

حرف مصائب	4
بحرالمصائب پر ایک نظر	7
حصہ اوّل	
امام حسینؑ کی ولادت باسعادت	12
"	21
"	31
شان و مقام حسینؑ	37
خدمت امام میں ہرنی کا اپنا بچہ پیش کرنا	43
امام حسینؑ پر شب تار میں بجلی کا چمکنا	53
عید کے روز حسینؑ کے بہشتی لباس کا آنا	59
امامؑ کی شہادت مسلم کی آگاہی	66
فرشتہ بحکم خدا محافظ حسینؑ	72
فضائل امام حسینؑ	78
امام حسینؑ کا ایک مومنہ کو زندہ کرنا	83
امام حسینؑ کی سخاوت و مروت پر مشتمل ہے	90
"	96
حصہ دوم	
امام مظلومؑ کی مدینہ سے روانگی	106
"	116
"	124

بحر المصائب

حجۃ الاسلام
مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

Presented by www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com

بحر المصائب

تالیف

السید امداد علی الحسینی الواسطی

تدوین

حجۃ الاسلام مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر
نظامی پریس بکڈپو، وکٹوریہ اسٹریٹ، لکھنؤ

Presented by www.ziaraat.com

بوقت روانگی امامؑ سے جنات اور ملائکہ کی ملاقات	131
شہادت حضرت مسلمؑ	137
امام حسینؑ کا سفر عراق	149
امامؑ کی شہادت مسلم سے آگاہی	156
ملاقات زہیر بن قین اور شہادت زہیر وسعید	164
لشکر حُر کی سیرابی	172
امام مظلوم سے حُر کی ملاقات	178
امام مظلومؑ کا کربلا میں ورود	184
شب عاشور کے مختصر حالات و واقعات	191
حضرت حُر کی شہادت	200
حضرت وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت	208
حضرت حبیب ابن مظاہر کی شہادت	214
حضرت عابس، سوید بن عمرو، عروہ غفاری......	221
شہزادہ عبداللہ ابن مسلم اور شہزادہ قاسم ابن الحسن کی شہادتیں	229
جناب عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت	238
جناب حضرت عباس علمدارؑ کی شہادت	242
"	249
شہزادہ علی اکبرؑ کی شہادت	253
شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت	260
"	265
مظلوم کربلا کا آخری الوداع	269
مظلوم کربلا کا وداع آخر	275
شہادت مظلوم کربلا	279

"	283
"	288
قربانی اسماعیلؑ اور شہادت حسینؑ کا تقابل	293
لوٹو تبرکات امام غریبؑ کو	298
تاراجیٔ خیام اہل بیتؑ	302
اہل حرم کی مقتل سے روانگی	307
لاشہ ہائے شہداء کے واقعات پُرسوز	313
سر حسینؑ کے معجزات	318
قافلہ اہل بیتؑ کی کوفہ میں آمد	323
خاندان عصمت دربار ابن زیاد میں	328
شہدائے کربلا کے سروں کی شام روانگی	334
حالات سفر شام	339
اہل بیتؑ عسقلان میں	344
قافلہ اہل بیتؑ دمشق میں	348
مخدرات عصمت بازار شام میں	354
اہل حرم دربار یزید میں	358
مظلوم کربلا کی شہادت کی خبر مدینے میں	363
اہل بیتؑ کی دمشق سے دوبارہ کربلا روانگی	367
قافلہ اہل بیتؑ کی مدینہ کی طرف روانگی	371
زیارات حسینؑ کے فضائل	377
امام سجادؑ کے فضائل و مصائب	382
امام موسیٰؑ کاظم کے فضائل و مصائب	387
امام رضاؑ کے فضائل و مصائب	392

Presented by www.ziaraat.com

حرف مصائب

آج ہم اگرچہ فضائل ومصائب آل محمدؐ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کے لیے فارسی کتب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کے تراجم کر کے شیعان برصغیر کو اہل ایران کی تحقیق وتدقیق سے مستفید کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر بنظر غائر برصغیر پاک و ہند کی علمی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو علمائے دہلی ولکھنو براہ راست عربی کتب سے استفادہ کر کے ہمارے لیے فضائل ومصائب اور دیگر علوم دینیہ کا وسیع و وقیع ذخیرہ چھوڑ چکے ہیں لیکن شومئی قسمت کہ آج ہم سہل پسندی اور آرام طلبی کا شکار ہو چکے ہیں نیز اردو زبان ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے سلیس اور عام فہم صورت اختیار کر چکی ہے جبکہ ان محققین کی زبان اپنے زمانے کے تقاضوں اور مجبوریوں کے مطابق نہایت ادق، پیچیدہ اور مقفیٰ ومسجع تھی۔ آج کا اردو قاری اسے ملاحظہ کرے تو یہی سمجھتا ہے کہ کسی عربی یا فارسی کتاب کو پڑھ رہا ہے۔

چنانچہ ہم نے فارسی زبان سے تراجم کے ساتھ ساتھ اس معرب ومفرس اردو کی حامل کتب کو بھی مفید اور قابل مطالعہ بنانے کا ارادہ کیا۔ اس صنف کو ہمارے فاضل دوست پروفیسر مظہر عباس صاحب نے ''تجدید'' کا نام دیا ہے۔ بحر المصائب، نہر المصائب اور ذکر المصائب اسی تسہیل سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ ہم نے اس کار خیر کے لیے زبان وادب پر دسترس رکھنے والے اصحاب کا ایک بورڈ تشکیل دے دیا ہے اور اس سفر میں سب سے پہلے خود گامزن ہوئے ہیں۔

لیجئے علامہ سید امداد علی الحسینی الواسطی کی تالیف کی تسہیل وتجدید پیش خدمت

ہے۔ علامہ موصوف نے عربی عبارات پر انحصار کرتے ہوئے احادیث وروایات پر مبنی مختصر اردو مجالس ترتیب دیں لیکن ان کی زبان اس زمانے کے تقاضوں اور مجبوریوں کے مطابق پیچیدہ وادق تھی جس کا مجموعی تذکرہ قبل ازیں کیا جا چکا ہے۔ ہم نے الفاظ کے اس گورکھ دھندے سے نجات حاصل کی اور سادہ وعام فہم مفاہیم کو نذر قارئین کیا ہے۔ احباب کا کہنا ہے کہ یہ کاوش اختصار وجامعیت کی خوبصورت مثال ہے۔ ہم اس کا حتمی فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ مومنین میں پذیرائی اور بارگاہ ایزدی میں قبولیت ہی ہمارے لیے سند امتیاز ہوگی۔

بحر المصائب واقعی مصائب کا سمندر ہے۔ تاریخ کربلا اور ماقبل ومابعد کا جوہر اور نچوڑ ہے۔ اہل بیتؑ عظام کی عظیم اور تابناک قربانیوں کا مرقع ہیں۔ مدینے سے مکے، مکے سے کربلا اور کربلا سے کوفہ وشام کی مکمل داستان ہے۔ یقیناً یہ ذاکرین مظلوم کربلاؑ کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے۔ جو زبان وبیان کی کچھ قباحتوں کے سبب طاق نسیان پر رکھ دیا گیا تھا۔ آج عصر حاضر کی ضرورت کے عین مطابق منظر عام پر آرہا ہے۔ مصائب کا یہ مجموعہ ہم گناہگاروں کی بخشش ومغفرت کا سامان ثابت ہوگا۔ خطباء وذاکرین اس کی مستند روایات پر انحصار کر کے غلط بیانی سے بچ سکیں گے اور قارئین وسامعین کو معتبر مواد پڑھنے اور سننے کو ملے گا۔

بحر المصائب کی ترتیب وتدوین میں میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں رہا۔ جو ذی عقل اور ذی شعور ان مصائب کو پڑھے گا یقیناً اس پر رقت طاری ہوگی اور وہ گریہ کناں ہوگا۔ جبکہ گریہ وعزاداری کی اہمیت کتاب ہذا کی ہر روایت سے عیاں ہے۔ اور اس کی لذت دنیا ومافیہا بلکہ عقبیٰ کی لذتوں سے بھی زیادہ ہے مگر یہ لذت آشنا صرف عشاق ہی کو حاصل ہوتی ہے بقول شاعر۔

Presented by www.ziaraat.com

کریم کربلاؑ سے رابطہ ہے
مرے پیش نظر کرب و بلا ہے
مجھے خواہش نہیں عرض وسما کی
وہ تحفہ مجھ کو خالق نے دیا ہے

اتفاقات زمانہ دیکھیے کہ ہم اس کتاب کو اس وقت شائع کر رہے ہیں جب شیطان کبیر امریکہ نے سرزمین عراق پر جارحیت کر کے مقامات مقدسہ میں ظلم و بربریت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ بے سروسامان، نہتے معصوم عراقیوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ گویا تاریخ کربلا کو دھرایا جا رہا ہے امریکہ یزیدیت کے روپ میں حسینیت پر یلغار کر رہا ہے۔

آج پھر معرکہ کرب و بلا ہے درپیش
آج شبیرؑ پہ پھر عالم تنہائی ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلمان فلسفہ شہادت حسینؑ سے سبق لیتے ہوئے شیطانیت اور جارحیت کی اس یلغار کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند متحد ہو جائیں تو پھر باطل کی تمام طاقتیں خاکستر ہو کر رہ جائیں گی۔ بقول جوش

نقش اسلام ابھر جائے جلی ہو جائے
ہر مسلمان حسین ابن علیؑ ہو جائے

دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور قافلہء حسینی کو عزم بالجزم کے ساتھ راہ شہادت اور صراط جہاد پر گامزن کرے۔

طالب دعا!

مولانا ریاض حسین جعفری

سربراہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

بحر المصائب پر ایک نظر

صادق آل محمدؑ کا فرمان ہے کہ جو شخص مظلوم کربلاؑ کا ذکر کرے یا سنے اور آپؑ کی مصیبت پر اس کی آنکھ سے مچھر کے پر کے برابر آنسو جاری ہو جائے تو اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس مؤمن کو بہشت میں داخل کرنے سے کم کسی اجر پر راضی نہ ہوگا۔

بحر المصائب آل محمدؑ پر گزرنے والی مصیبتوں کے ذکر کا وہ سمندر ہے کہ جس کی ہر روایت خونچکاں اور ہر واقعہ دلآویز ہے۔ امام عالی مقام کے قافلہ کی مدینہ سے روانگی سے لے کر یوم عاشور کی روایات مقتل تک اور شام غریباں سے لے کر واپس مدینہ پہنچنے تک کے مرحلہ بہ مرحلہ مصائب ترتیب وار درج کیے گئے ہیں اور اس پر مستزاد ان کو مجلسی انداز دے کر صاحبان منبر اور اہل خطابت کے لیے اور بھی آسانی کی صورت پیدا کر دی گئی ہے۔ فاضل جلیل مولانا سید امداد علی الحسینی الواسطی مرحوم نے حاجی خواجہ محمد شریف کربلائی کی فرمائش پر تالیف کیا اور ۱۹۲۹ء میں دہلی میں شائع ہوئی۔ اس کی تالیف کو تقریباً ایک صدی گزرنے والی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس دور کی زبان اور آج کی ترقی یافتہ زبان میں بہت فرق ہے۔ ویسے بھی مصنف کا انداز بیان نہایت ادق اور مقفی و مسجع تھا۔ یقیناً اس دور میں یہ زبان کا حسن تھا لیکن آج یہ زبان نہایت مشکل

Presented by www.ziaraat.com

محسوس ہوتی ہے۔ نیز آج کے خطباء وذاکرین خصوصاً قارئین کے لیے اس سے کماحقہ، مستفید ہونا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ ادارہ منہاج الصالحین نے اسے سادہ وعام فہم مروج زبان میں ڈھالنے کی ذمہ داری سنبھالی، یہ شرف مولانا آغا ریاض حسین جعفری صاحب سرپرست ادارہ ہذا کونصیب ہوا۔ مولانا قبلہ نے کتاب ہذا کی تجدید زبان سے لے کر تجدید اشاعت تک کے امور کونہایت خوش اسلوبی اور حسن فن سے نبھایا ہے۔ وہ عالم کے ساتھ ساتھ ناشر بھی ہیں لہٰذا ہر دوفنون سے باخبر ہیں۔ ان کی اس کاوش سے آنے والی نسلوں کے لیے ایک سرمایہ مصائب محفوظ ہوگیا ہے۔ نئے ابھرنے والے خطباء اور ذاکرین کوسینہ گزٹ اور غلط روایت کے بیان سے گریز کرنے اور پرانے پڑھنے والوں کواپنی اصلاح کر کے مستند مصائب کو بیان کرنے کی سہولت میسر ہوگی۔

کتاب ہذا میں امام عالی مقامؑ کے واقعہ ولادت باسعادت سے لے کر قافلہ اہل بیتؑ کی مدینہ واپسی تک کے ساتھ ساتھ چہار مجالس فضائل زیارت حسینؑ، مصائب امام زین العابدین اور فضائل مصائب امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ بھی موجود ہیں۔ مجدد نے اس کتاب کے حسن کو نکھارنے کے لیے اعتدال کا رستہ اپنایا ہے اور انتہا پسندی کا ثبوت نہیں دیا۔ اول تو غلط اور غیر مستند روایات جو مروج ہونے کے سبب شامل کتاب کرلی گئی تھیں انہیں چھان پھٹک کر بعد خارج کر دیا گیا ہے۔ ثانیاً ہم نے اردو زبان کی روانی وسلاست کے ساتھ ساتھ اصلاحات غم اور الفاظ مودت پر خصوصی توجہ دی ہے۔ مثلاً عربی زبان کے بکثرت استعمال ... باب میں جو ثقالت تھی اس کے خاتمے کے لیے فرمودات معصومین یا پھر مصائب بھرے ضروری جملات کو ہی برقرار رکھا گیا ہے جبکہ ہر ایک جملے کی ار... ے پہلے عربی کے ذکر کے طریقہ کار کو مناسب نہیں جانا۔ بعد ازاں اس کو زبان ..لی کی ..ان پر چڑھایا گیا ہے۔ رموز واوقاف اور اعراب کا بھی

خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس طرح ایک پرانی یادگار کتاب اپنی قدامت کے سبب بے فائدہ ہونے کی بجائے مفید ترین خزانہ بن گئی ہے۔

بحرالمصائب کی تلاوت سے جبین نیاز جھکتی ہی چلی جاتی ہے اور ہر ورق پر منقول احادیث کو بوسہء عقیدت دینے کو جی چاہتا ہے۔ کہیں اکبرؑ و قاسمؑ وعلمدار کی شجاعت وشہامت اور وغا و وفا کا ذکر ہے تو کہیں مسلمؑ و وھبؑ اور عابسؑ وشوذبؑ کے بے مثال جہاد کا تذکرہ۔ کہیں عونؑ ومحمدؑ ہم شکل پیغمبرؑ کا صدقہ بنتے ہیں تو کہیں مسلمؑ و شہزادگان مسلمؑ امام الشھداء کا حق امامت ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ کہیں اصغرؑ وسکینہؑ کی تشنہ لبی دل کو تڑپاتی ہے تو کہیں شام غریباں میں خیام اہل بیتؑ کی تاراجی خون کے آنسو رلاتی ہے۔

کربلا میں اشقیاء کے ظلم وستم کا شمار ہی ناممکن ہے۔ اکبرؑ کے سینے میں لگی برچھی، اصغرؑ کا سہ شعبہ تیر سے چھدتا ہوا نازک گلا، قاسمؑ کے گل بدن کے برگ ہائے پارہ پارہ، عباسؑ غازی کے کٹے بازو، اصحاب حسینؑ کے تیروں، تلواروں اور نیزوں سے دریدہ بدن، حالت سجدہ میں جانب پشت سے کٹتا ہوا گلوئے امامؑ، سکینہؑ کے چھنتے ہوئے در، زینبؑ وکلثومؑ کی لٹتی ہوئی چادریں، سید ابرار کے جلتے ہوئے خیمے، عابدؑ بیمار کے تپ زدہ گلے میں طوق ورسن، سربرہنہ سیدانیوں کے پس پشت بندھے ہاتھ، مقتل میں گم شدہ سکینہؑ کو تلاش کرتی ہوئی پھوپھیاں، جلی ہوئی چوب خیمہ ہاتھ میں لئے یتیموں کا پہرہ دیتی ہوئی زینبؑ کبریٰ مقتل میں لاشہ ہائے شہداء کے پاس سے گزرتی ہوئی قیدی شہزادیاں، کوفہ وشام کی جانب بھاگتے ہوئے بغیر پالانوں کے اونٹ، اونٹوں سے گرتے ہوئے معصوم بچے، بیمار کی پشت پر برستے ہوئے کوڑے، بازار شام میں مخدرات عصمت کے سروں پر برستے ہوئے پتھر، دربار میں بوسہ گاہ رسولؐ پر پڑتی ہوئی چھڑی۔ شراب

Presented by www.ziaraat.com

حصہ اوّل

خوروں کے مجمع میں خطبے دیتی ہوئی بنت علیؑ ، بے سقف زندان میں دھوپ میں بیٹھی کبھی ٹھنڈا پانی نہ پینے والی ربابؑ خیمے کی جلی ہوئی لکڑیوں کو سینے سے لگا کر شہید بے شیر کا غم منانے والی رسول معظمؐ کی بہو، قریہ قریہ قافلہ حسینی کے ساتھ چلنے والی روح بتولؑ .... آؤ میرے جعفری! آؤ حسینیو! بتولؑ عذرا اپنے اجڑے گلستان کا پرسہ لینے آئی ہیں۔ اگر روز محشر شفاعت سیدہ زہراؑ کے طلب گار ہو تو آنسوؤں کا نذرانہ دو، آہوں کے گلدستے پیش کرو، غم کی جاگیر سجاؤ، ماتم کی دنیا آباد کرو، زندگی غم حسینؑ کے نام کر دو اور فلسفہ شہادت حسینؑ کو کبھی نہ بھولو۔

پروفیسر مظہر عباس
ویسٹ منسٹر کالج لاہور

Presented by www.ziaraat.com

مجلس اوّل

امام حسینؑ کی ولادت باسعادت

پہلی مجلس

امام حسینؑ کی ولادت باسعادت

"فِی بِحَارِ الاَنوَارِ عَنِ الْمَنَاقِبِ اَنَّهٗ وُلِدَ الْحُسَيْنُ بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ اَوْ يَوْمَ الثَّلَثَا لِخَمْسَ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ الْمُعَظَّمِ سَنَةَ اَرْبَعٍ مِنْ هِجْرَةِ النَّبِيِّ الاَكْرَمِ بَعْدَ اَخِيْهِ الْحَسَنِ بِعَشْرَةِ اَشْهُرٍ وَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا"

"بحار الانوار میں مناقب شہر آشوب سے منقول ہے کہ شہزادہ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام بدھ کے روز یا بروایت دیگر جمعرات کے روز مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت ہجرت نبوی کو چار سال گزر چکے تھے۔ آپؑ کے بڑے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام آپؑ سے دس ماہ اور بیس روز بڑے تھے"

وَ فِی عِلَلِ الشَّرَائِعِ وَالاَمَالِی عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ اَنَّهٗ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ هَبَطَ جِبْرَئِيْلُ بِاَمْرِ اللّٰهِ الْجَلِيْلِ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَهَنَّاهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"

کتاب علل الشرائع اور کتاب امالی میں چوتھے تاجدار ولایت حضرت امام سید الساجدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت امام حسین

Presented by www.ziaraat.com

علیہ السلام پید ہوئے، اسی وقت جبرئیلؑ بحکم رب جلیل پیغمبر اسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور آنحضرتؐ کو نواسے کی ولادت باسعادت پر مبارک باد دی۔

ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّہٖ بِابْنِ ھَارُوْنَ فَاِنَّ عَلِیًّا مِنْکَ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی :

اور پھر جبرئیلؑ نے مبارکباد پیش کرنے کے بعد بارگاہ رسولؐ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! ذات احدیت نے بعد تحفہء درود وسلام کے ارشاد فرمایا ہے:

''اس مولود مسعود کا وہی نام رکھو جو کہ فرزند ہارونؑ کا تھا، اس لیے کہ آپؐ کے بھائی علیؑ کو آپؐ کے ساتھ وہی نسبت ہے کہ جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا اسْمُہٗ قَالَ شَبِیْرٌ وَ فِی الْاِنْجِیْلِ طَابَ فَقَالَ لِسَانُ عَرَبِیٌّ قَالَ سَمِّہِ الْحُسَیْنَ فَسَمَّاہُ بِہٖ فَاسْمُہٗ فِی الْعَرَبِیِّ الْحُسَیْنُ وَفِی التَّوْرٰۃِ شَبِیْرٍ وَفِی الْاِنْجِیْلِ طَابَ .

جناب رسالتمآب نے جبرئیل سے فرمایا:

''اے بھائی! ہارونؑ کے فرزند کا نام کیا تھا''؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا: ''یارسول اللہؐ ہارونؑ کے فرزند کا نام شبیر تھا۔'' آنحضرتؐ نے فرمایا ''یہ تو عبرانی زبان ہے جبکہ ہماری زبان عربی ہے'' جبرئیلؑ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! اگر آپ کو اس شہزادہ کونین کا نام اپنی زبان میں رکھنا مقصود ہے تو آپؐ اس کا نام حسینؑ رکھیں۔ کیونکہ عربی زبان میں اس کا معنی ومفہوم حسینؑ بنتا ہے''

پس جناب رسالتمآب نے اس کے بعد اپنے نواسہ کا نام حسینؑ رکھا۔ اور

توریت میں آپ کا نام ''شبیرؑ'' ہے جبکہ انجیل میں اسے ''طاب'' کہا گیا ہے۔ یعنی پاک وپاکیزہ حسین اور خوبصورت۔

امام عالی مقام کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور آپؑ کے القاب بہت زیادہ ہیں۔ اور ان میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں کہ آپ کو رشید، ذکی، مبارک، تابع لمرضات اللہ، طیب، سید اور وفی ''یعنی اپنے عہد ووعدہ کو پورا کرنے والے'' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور آپ کے القاب میں سب سے زیادہ مشہور لقب ''ذکی'' ہے۔

لیکن وہ لقب کہ جو ان سب القاب میں رتبتہ میں زیادہ ہے وہ لقب ہے کہ جس سے رسالتمآب نے اپنے دونوں نواسوں امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کو ملقب کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

اے شہزادگان عصمت! اَنْتُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ'' تم دونوں جوانان جنت کے سید وسردار ہو''

کتاب منتخب میں ابن عباسؓ سے روایت منقول ہے کہ جب ذات احدیت نے چاہا کہ اپنے حبیب حضرت محمدؐ کو فرزند ارجمند یعنی حسینؑ عطا فرمائے۔ اور وقت وضع حمل بھی قریب پہنچا اس وقت لعبا کو حکم ہوا کہ جلد جناب فاطمہ زہراءؑ بنت محمد مصطفیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو، اور جو خدمات بوقت وضع حمل دایہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ سب بجالائے۔

کہ ستر ہزار حوریں اس کی پرستار اور خدمت گزار ہیں، اور ستر ہزار قصر کہ ان میں انواع واقسام کے جواہر سے مرصع ستر ہزار کمرے ہیں، اسے مرحمت ہوئے ہیں اور ایک قصر خاص کہ جو تمام قصر ہائے جنت سے بلند تر ہے۔ ''لعبا'' کو رہنے کے لیے ملا ہے۔ اور خداوند احسن الخالقین نے اس حوریہ کو ایسا حسن وجمال عنایت کیا ہے کہ لعبا کے

Presented by www.ziaraat.com

نور جمال سے تمام جنتیں روشن اور منور ہو جاتی ہیں۔

''لعبا'' پروردگار عالم کے حکم سے خاتون جنت کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئی اور بکمال تعظیم تسلیم بجا لائی، لیکن لعبا کی حیثیت و شخصیت کے مطابق فرش نہ ہونے کی وجہ سے شرمندگی دامن گیر ہوئی۔ آپؑ کے پاس فقط گوسفند کی ایک کھال تھی اس پر آنحضرت کا اونٹ دن کو دانا کھاتا تھا اور رات کو خود معصومہؑ اور امیرؑ کائنات استراحت فرماتے تھے۔

جناب سیدۂ کونینؑ اسی تردد میں تھیں کہ اچانک ایک بہشتی حور جنتی فرش کے ساتھ حاضر ہوئی۔ اس فرش کو خانہ بتولؑ میں بچھا دیا گیا۔ پس لعبا اپنی کنیزوں کے ہمراہ اس فرش پر بیٹھی۔

پس جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کے عدیم المثال نور جمال سے تمام عالم نورانی ہوا۔ اور لعبا نے اس وقت معدن امامت کے اس آفتاب عالمتاب کو اپنی گود میں لیا۔ اور اس مولود مسعود سے پیار کیا۔ اور ایک سفید بہشتی کپڑے میں لپیٹ کر کہا: ''اے مولود مسعود! اللہ تعالیٰ آپ کی ولادت باسعادت کو آپ کے لیے مبارک قرار دے۔

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب وہ پارۂ جگر رسولِ خداؐ اور گوشوارۂ عرش معلیٰ، زینت آغوش فاطمہ زہراءؑ پیدا ہوا تو اس وقت پروردگار عالم نے جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کو حکم دیا کہ تم سب افواج ملائکہ کے ساتھ ہمارے حبیب حضرت محمدؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو اور آپؐ کو حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر ہماری طرف سے مبارک دو۔

پس بحکم پروردگار جبرئیلؑ اور میکائیلؑ ملائکہ کے گروہوں کے ساتھ بکمال

فرحت وسرور خدمت جناب رسالتمآب میں حاضر ہوئے اور ہر ایک نے ذات احدیت کی طرف سے حسینؑ کی ولادت باسعادت پر ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ اور وہ تمام فرشتے بہشتی حوروں اور لعبا کے ساتھ سات شب و روز تک اس مولود مسعود کی خوشی وسرور کے لیے خانہ رسول اسلامؐ پر موجود رہے۔ اور جب آٹھواں روز طلوع ہوا تو سب فرشتے لعبا کے ہمراہ رسول خداؐ سے اجازت لے کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب یہ فرشتے رخصت ہوئے تو رسول ثقلینؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب لعبا آسمان پر گئی ہے تو اس وقت سے وہ تمام حوران بہشتی پر فخر ومباہات کرتے ہوئی کہتی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی میری نظیر اور ہم مثل نہیں ہے، اس لیے کہ میں فرزند رسول الثقلینؐ کی دایہ اور خادمہ ہوں۔

کتاب کافی میں ہے کہ جب شہزادۂ کونینؑ، فرزند رسول الثقلینؐ امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو اس کے ساتویں روز جبرئیلؑ خدمت بابرکت رسول جلیلؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے رسولؐ! حق سبحانہ تعالیٰ نے بعد تحفہ سلام کے امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت پر مبارک باد دی ہے اور فرمایا ہے کہ آج ولادت کا ساتواں روز ہے لہٰذا اس مولود مسعود کا نام رکھو، اور کنیت کا انتخاب کرو، اور آج ہی اس کے سر کے بال اترواؤ، اور عقیقہ کرو اور اس کے کان میں سوراخ کرو۔

پس رسالتمآب نے اپنے پروردگار کے حکم سے اپنے فرزند کا نام حسینؑ رکھا، اور کنیت ابوعبداللہ قرار دی، اور اس روشن آفتاب کے کان میں بندا ڈالا اور عقیقہ کیا، اور اس شہزادہ کے سر کے درمیان دو گیسو رکھے، اور سر اطہر کے باقی بال اتروائے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ چنانچہ اس دن سے ہر مولود کے سر کے بالوں کے مطابق چاندی صدقہ میں دینے کی سنت پڑ گئی۔

Presented by www.ziaraat.com

پس عزادارو! یہ جائے گریہ وبکاء اور نوحہ وعزا ہے کہ جس شہزادے کو ذات احدیت ایسا دوست رکھے کہ اپنے مقرب فرشتوں کواس مولود مسعود کی ولادت پر مبارک باد کے لیے بھیجے اور رسول خداؐ اسے بکمال نازو نعم اپنی آغوش اقدس میں پرورش کریں۔ حیف صد حیف ہے! کہ وہ شہزادہ عالی وقار روز عاشور جفا کار امت کے نرغے میں یکہ وتنہا ہو، اور وہ قوم نابکار ہر طرف سے اس امام بیکس پر تیروں کی بارش کرے۔

راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم مجھے فرزند رسولؐ کا استغاثہ نہیں بھولتا کہ جب آپ کربلا کے لق ودق صحراء میں ایک ایک سے فرما رہے تھے۔

بَقِیَ فَرْدًا یَسْتَغِیثُ بِکُلِّهِمْ فَهَلْ فِیکُمْ یَرْجُوا النَجاۃَ بِنُصرَۃِ

کہ کیا کوئی اس بے رحم قوم میں ہے کہ جو مجھ بیکس کی مدد کرے، اور مجھے اعدائے دین کے شر سے بچائے اور امیدوار رحمت پروردگار ہو!!؟

فَقالُوا لَهُ هَیهَاتَ تَبغِی سَلامَةَ فَإنْ لا تُطِعْ ذُقْ طَعمَ حَرّ الاَسِنَّةِ

لیکن ہائے افسوس کہ کسی بے رحم نے بھی امامؑ مظلوم کی مدد نہ کی، اور کہنے لگے کہ اے حسینؑ! اگر آپؑ نے اپنی جان بچانی ہے تو یزید کی بیعت کرلو، وگرنہ عنقریب تمہیں تیروں، تلواروں اور نیزوں سے قتل کر دیا جائے گا۔

فَسطَا عَلَیهِمْ کَالهِزَبرِ مُجَاهِدًا کَفِعلِ اَبِیهِ فِی شُیُوخِ اُمَیَّةَ
فَذَکَّرَهُمْ لَیلَ الْجَرِیرِ وَمَا مَضٰی کَاُحدٍ وَ بَدْرٍ فِی اللَّیَالِی الْقَدِیمَۃِ

راوی کہتا ہے کہ جب فرزند حیدر کرارؑ نے اس قوم جفا کار سے لفظ بیعت سنا تو ذوالفقار علیؑ کو میان سے نکالا اور شیر غضبناک کی طرح

اس روباہ صفت فوج پر حملہ آور ہوئے۔ اور آپ نے اس قدر کشتوں کے پشتے لگائے کہ جس طرح جناب امیرؑ نے بنی امیہ کو واصل جہنم کیا تھا۔ اور تمام لشکر کو معرکۂ احد و بدر اور خندق وصفین یاد دلایا، یہاں تک کہ کئی ہزار سرکشوں کو راہی جہنم کیا۔ اور قریب تھا کہ ان لاکھوں یزیدی سپاہیوں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں کہ اچانک پروردگار کی جانب سے ندا آئی حسینؑ! آج روز شجاعت نہیں ہے بلکہ آج روز صبر ہے۔ اگر آپ اشقیاء سے اس طرح لڑیں گے تو ہم سے کون ملاقات کرے گا؟ قربان حسینؑ کی عظمت پر! جونہی امامؑ نے پیغام احدیت کو سنا فوراً تلوار نیام میں ڈال لی۔ اور سر اقدس جھکا کر آمادۂ شہادت ہوئے۔

پس جب قوم جفاشعار نے دیکھا کہ امامؑ صابرین نے صبر اختیار کرلیا ہے تو پھر سب کے سب ہر طرف سے ٹوٹ پڑے، کوئی ان ظالموں میں سے امام مظلومؑ کو پتھر مارتا تھا، اور کوئی شقی زہراءؑ کے لاڈلے پر تیر برساتا تھا اور کوئی ملعون نیزہ مارتا تھا، اور اگر کسی ظالم کا کوئی بس نہ چلتا تو وہ کربلا کی تپتی ہوئی ریت اٹھاتا اور مظلوم کے رستے زخموں پر چھڑک دیتا۔ پس جب زہراءؑ کے لال میں زخموں کے سبب طاقت نہ رہی تو آپؑ اس وقت پشت ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے۔

منقول ہے کہ جب ذوالجناح نے غریب کو اپنی پشت سے جدا پایا تو بہت رویا۔ اور اس نے بدن اطہر کے گرد چکر لگانے شروع کیے بالآخر اس نے مظلوم کے خون سے اپنے بالوں کو رنگین کیا، روتا اور نعرے مارتا ہوا خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور در خیمہ پر پہنچ کر اس نے مردہ پسر عورت کی طرح غمگین آواز میں رونا شروع کیا۔ شدت غم

Presented by www.ziaraat.com

سے اپنا سر زمین پر مارتا تھا۔ پس جب نبیؐ زادیوں نے گھوڑے کے ھنھنانے اور رونے کی آواز سنی تو تمام پردہ نشین عصمت وطہارت سروپا برہنہ باہر نکل آئیں، انہوں نے دیکھا کہ ذوالجناح خاک وخون میں غلطاں حسرت ویاس سے رو رہا ہے۔ اور اپنا سر زمین پر پٹک رہا ہے اور اپنے اس غمگین اور اداس انداز سے غریب کربلا کی شہادت کی خبر دے رہا ہے۔ آناً فاناً تمام بیبیاں وامحمداہ، واعلیاہ، واحسیناہ کہتی ہوئیں اور پیٹتی ہوئیں قتل گاہ کی طرف روانہ ہوئیں، پس وہاں پہنچ کر جو مخدرات عصمتؑ نے دیکھا اور جو کچھ ان مظلوموں پر گزری انشاء اللہ آئندہ مجالس میں مفصل مذکورہ ہوگا۔

اَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْن

☆☆☆☆

مجلس 2

امام حسینؑ کی ولادت باسعادت

Presented by www.ziaraat.com

دوسری مجلس

امام حسینؑ کی ولادت باسعادت

(بروایات دیگر)

قَالَ الشَّهِيدُ الاَوَّلُ فِي الدُّرُوسِ اِنَّ الْحُسَيْنَ وُلِدَ بِالْمَدِيْنَةِ اٰخِرَ شَهْرِ رَبِيعِ الاَوَّلِ سَنَةَ ثَلاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ.

شہید اول علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب دروس میں روایت نقل کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہجرت کے تیسرے سال ماہ ربیع الاول کے آخر میں مدینہ منورہ میں واقع ہوئی۔

وَكَانَ مُدَّةُ حَمْلِهِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَ لَمْ يُولَدْ لِسِتَّةٍ سِوَاهُ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقِيلَ يَحْيَى.

اور آپؑ کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔ اور آج تک کوئی بھی مولود سوائے امام حسینؑ، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ بن ذکریا کے پیدا نہیں ہوا کہ جس کی مدت حمل چھ مہینے ہو اور وہ زندہ وجاوید ہو۔

وَاَبُوهُ عَلِيٌّ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَاُمُّهُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وَاسْمُهُ الْحُسَيْنُ وَكُنْيَتُهُ اَبُو عَبْدِاللّٰهِ وَاَلْقَابُهُ كَثِيرَةٌ وَاَعْلاهَا رُتْبَةً سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

امام عالی مقام کے والد امیر المومنین سید الوصیین علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں، اور آپؑ کی مادر گرامی خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام ہیں۔ آپ کا اسم مبارک حسینؑ ہے اور کنیت ابو عبداللہؑ اور ابو علیؑ ہے اور آپکے القاب بہت زیادہ ہیں۔ اور آپ کے القاب میں سب سے بڑا لقب وہ ہے جو آپ کو پیغمبر اکرمؐ نے بحکم خدا عطا فرمایا تھا کہ آپ جوانان جنت کے سید و سردار ہیں۔

وَفِي الْكَافِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ اَنَّ لِلّٰهِ مَلَكاً يُقَالُ لَهُ دَرْدَائِيلُ كَانَ لَهُ سِتَّةَ عَشَرَ اَلْفَ جَنَاحٍ مَا بَيْنَ الْجَنَاحِ اِلَى الْجَنَاحِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

کتاب کافی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسالتمآب سے سنا کہ آپ نے فرمایا دردائیل نامی ایک فرشتہ ہے اسے حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے سولہ ہزار بازو عطا فرمائے ہیں، ہر بازو کا دوسرے بازو سے اس قدر فاصلہ ہے کہ جس قدر زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

فَجَعَلَ يَوْماً يَقُولُ فِي نَفْسِهِ اَفَوْقَ رَبِّنَا شَيْءٌ.

ایک دن دردائیل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ پروردگار نے عرش معظم سے بھی کوئی بڑی چیز خلق کی ہے؟ کاش میں کسی دن بحکم پروردگار عرش معظم تک پرواز کرتا!!؟ اور عظمت عرش کی حقیقت نیز جو چیز عرش سے بالا ہے اس کو دریافت کرتا ......!!؟

فَزَادَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَجْنِحَتَهُ مِثْلَهَا فَصَارَ لَهُ اِثْنَانِ وَاَلْفُ جَنَاحٍ

Presented by www.ziaraat.com

سولہویں مجلس

حضرت عابس، سوید بن عمرو، عروہ غفاری اور ترکی غلام کی شہادتیں

فی الکافی عن ابن بَصیرٍ انّہٗ قال اتیتُ ابا عبدِاللہِ بَعدَ اَن کَبُرتِ سنّی ودقّ عظمی وقَرُبَ اجلی مع انّی اَقُولُ لعست اریٰ ما اصیرُ الیہ فی اٰخرتی

کافی میں ابو بصیر سے منقول ہے کہ ایک دن میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت میں اتنا بوڑھا ہو چکا تھا کہ میرا گوشت اور ہڈیاں گل چکی تھیں۔ میں موت کے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ میں نے یاس و ناامیدی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''پتہ نہیں میرا انجام کیا ہوگا''

آپ نے میرے الفاظ سن کر فرمایا:

ابو بصیر یہ کیا کہہ رہے ہو کہ میرا انجام کیا ہوگا''

میں نے عرض کیا:

''اے فرزند رسولؐ! کیا میرا ایسا کہنا وجہ تعجب ہے''؟

آپ نے فرمایا:

''ابو بصیر کیا تو نہیں جانتا کہ خدا تم مومنین کے نوجوانوں پر اپنا خاص لطف

فرمائے گا اور تمہارے بوڑھوں کا حیا کرے گا۔ میں نے عرض کیا مولاؑ اس کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے جوانوں پر عذاب نہ کرے گا اور تمہارے بوڑھوں کا حساب نہ لے گا'' پھر فرمایا:

''اے ابو بصیر! یہ بات سن کر تیری مایوسی، خوشی میں تبدیل ہوئی ہے کہ نہیں؟''

میں نے عرض کیا ''مولا! کچھ مزید فرمائیے۔

آپ نے فرمایا: ''اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمارے ماننے والوں کے گناہوں کو اس طرح جھاڑتے ہیں جس طرح موسم خزاں میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں''

''اے ابو بصیر! میرے اس قول کی موید قرآن پاک کی یہ آیت مجیدہ ہے وَالْمَلَائِکَۃُ یُسَبِّحُونَ .... فرشتے اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور اہل زمین کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اے ابو بصیر! اہل ارضی سے مراد صرف ہمارے شیعہ ہیں نہ کہ تمام ارض مخلوقات)

عمر بن یزید روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص چھٹے لال ولایت امام صادقؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''مولا اکثر لوگ آپ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سب شیعہ جنت میں داخل ہوں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں یہ سچ ہے کہ ہمارے سارے کے سارے شیعہ بہشت میں جائیں گے۔ میں نے عرض کیا:

اَکثَرُھُم یَرتَکِبُونَ بِالکَبَائِرِ مولا ان میں سے زیادہ تر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں؟'' مولانا نے فرمایا: ''پھر بھی سارے بہشت میں داخل ہوں گے''

امام محمدؑ باقر سے منقول ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو قبر وں سے اس حال میں باہر نکالے گا کہ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک

Presented by www.ziaraat.com

فقال اللہ تعالیٰ لہ طِرفطار مقدار خمسمائۃ عام فلم ینل
راسہ بقائمۃ من قوائم العرش.

پس جبکہ حق سبحانہ تعالیٰ پر دردائیل کا ارادۂ فاسدہ ظاہر ہوا۔ اور اس ذات نے جانا کہ یہ اپنے کثرت پر وبال پر نازاں ہے تو اس وقت اللہ نے اس فرشتے کو دو چند یعنی بتیس ہزار پر عطا فرمائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ دردائیل! ہم نے تیرا مایۂ فخر و ناز دوچند کر دیا۔ لہٰذا اب تو عرش کی جانب پرواز کر اور اگر تجھ سے ہو سکے تو تو عظمت عرش کو دریافت کر، چنانچہ دردائیلؑ اپنی پوری رفتار کے ساتھ عرش کی جانب اڑا یہاں تک کہ اس نے پانچ سو برس کی مسافت طے کی لیکن اس کا سر کسی کنگرہ عرش تک نہ پہنچا اور قوت درہوائیل نے جواب دے دیا۔

فامر اللہ تعالیٰ یا دردائیل انصرف الی مکانک فانا اعظم
فوق کل عظیم.

پس جب دردائیل تھک گیا تو اس وقت حکم رب جلیل پہنچا: اے دردائیل! تیرا اپنے پر وبال کی کثرت پر ناز نازیبا تھا، لہٰذا تو اپنی جگہ پھر جا اور یقین جان کہ کوئی چیز بھی ہم سے زیادہ بزرگ و عظیم نہیں ہے اور قوت و توانائی فقط ہمارے لیے ہے۔

فسلب اللہ اجنحتہ ومقامہ من الملائکۃ.

پس اس وقت خداوند قہار نے دردائیل کے پروبال سلب کر لیے اور اسے اس وسوسہ کے سبب صفوف ملائکہ سے نیچے گرا دیا۔

فلما ولد الحسین لیلۃ الجمعۃ اوحی اللہ تعالیٰ الی مالک

خازن النار ان یخمد النیران علی اھلھا والی رضوان الجنۃ
ان یزخرف الجنان لکرامۃ ولد محمد سید الانس والجان.

پس وہ فرشتہ سالہا سال تک عذاب الٰہی میں مبتلا شکستہ بال رہا یہاں تک کہ امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین ماہ شعبان کی پانچ تاریخ کو جمعہ کی رات پیدا ہوئے اور دوزخ کے خزانہ دار مالک نامی فرشتے کو حکم الٰہی پہنچا کہ اس وقت آتش دوزخ کو بجھا دے تاکہ ولادت حسینؑ کی برکت سے جملہ اہل دوزخ بھی آتش دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہیں اور خازن جناں رضوان کو حکم ہوا کہ اس وقت سب جنتیں معطر اور آراستہ کرو۔

واوحی الی جبرئیل ان یھناء محمدا لمولودہ فی الف قبیل
من الملائکۃ.

اس وقت جبرائیلؑ کو حکم الٰہی ہوا کہ فرشتوں کو ہزار قبائل (جو سو کروڑ فرشتے بنتے ہیں) اپنے ہمراہ لے کر ہمارے حبیب رسولؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو اور ہماری طرف سے حسینؑ کی ولادت باسعادت پر مبارک باد دے۔

فھبط جبرئیل الی الارض مع الملائکۃ علی خیول ابلق
مسرجۃ علیھا قباب من الدر والیاقوت وبایدیھم حراب
من نور وھم فی فرح و سرور.

جبرئیلؑ افواج ملائکہ کے ساتھ "ہر ایک فرشتہ زیب و زینت کے ساتھ ابلق اونٹ کی عماری میں سوار اور ہر عماری مروارید اور یاقوت سے بنی

Presented by www.ziaraat.com

ہوئی تھی۔ اور ہر ایک کے ہاتھوں میں نور کے ہتھیار تھے، بکمال فرحت وسرور زمین پر نازل ہوئے۔

فَمَرُّوْا عَلٰی جَزِیْرَۃٍ کَانَ فِیْهَا دَرْدَائِیْلُ فَلَمَّا رَاٰهُمْ بِتِلْکَ الْحَالِ فَقَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ مَاهٰذِہِ اللَّیْلَةُ هَلْ قَامَتْ لِقِیَامَةِ.

پس جناب جبرئیل کا افواج ملائکہ کے ساتھ اس جزیرہ کی طرف سے گزر ہوا، جہاں پر دردائیل بال و پر شکستہ مدت دراز سے پڑا ہوا تھا۔ اس فرشتے نے جبرئیل کو ملائکہ کے ساتھ ابلق گھوڑوں پر زیب وزینت سے سوار دیکھا۔ وہ حیران ہو کر جبرئیلؑ سے پوچھتا ہے، کیا آج قیامت کی رات ہے کہ اس قدر فرشتے زمین پر نازل ہوئے ہیں۔؟

قَالَ جِبْرَئِیْلُ لَایَلُ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ مَوْلُوْدٌ قَدْ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ اِلَیْهِ اِلٰی اَهَنِّئَهٗ.

جبرئیلؑ نے کہا: اے دردائیل! آج کی شب شب قیامت نہیں ہے بلکہ جناب رسول خداؐ کو حق سبحانہ تعالیٰ نے فرزند ارجمند عطا کیا ہے اور ہمیں اس مولود مسعود کی مبارکباد کے لیے آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

فَقَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ اِنْ هَبَطْتَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قُلْ لَهٗ اِنَّهٗ بِحَقِّ هٰذَا الْمُوْلُوْدِ یَسْئَلُ رَبِّیْ اَنْ یَّرْضٰی عَنِّیْ.

دردائیل نے یہ سن کر جبرئیلؑ سے کہا کہ تمہیں اس خدائے یگانہ کی قسم جس نے تمہیں پیدا کیا ہے) : جب تم رسولؐ مقبول کی خدمت میں حاضر ہو تو مبارک باد دینے کے بعد میری طرف سے تسلیم کے بعد

عرض کرنا: یا رسول اللہؐ! اپنے اس فرزند ارجمند کا صدقہ میرے لیے بارگاہ الٰہی میں دعا کریں کہ پروردگار مجھ سے راضی وخوشنود ہو اور مجھے پھر سے پر و بال عطا کر دے، اور پہلے والے مقام پر فائز فرمائے۔

فَجَاءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ وَهَنَّاہُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَخْبَرَہٗ بِقِصَّةِ دَرْدَائِیْلَ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَخَذَ الْحُسَیْنَ فِیْ حُجْرِہٖ وَاَشَارَ اِلَی السَّمَاءِ.

پس جب جبرائیل بارگاہ رسولؐ میں حاضر ہوئے اور پروردگار عالم کی طرف سے حسینؑ کی ولادت کی مبارکباد دے چکے تو فوراً بعد دردائیل کے لیے دعا کی اپیل کی۔ راوی ابن عباس کا بیان ہے، کہ آنحضرتؐ نے دردائیل کی گزارش سنتے ہی اپنے فرزند حسینؑ کو آغوش مبارک میں لیا، اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

قَالَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ وَبِحَقِّکَ عَلَیْهِ وَعَلٰی جَدِّہٖ فَارْضَ دَرْدَائِیْلَ وَرُدَّا اَجْنِحَتَهٗ.

اے پروردگار عالم! تجھے اس مولود مسعود کے حق کی قسم بلکہ تجھے اپنے حق کی قسم کہ جو اس پر اور اس کے جد امجد محمدؐ پر، اور ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ پر ہے کہ دردائیل کی تقصیر سے درگزر فرما، اور اس سے راضی و خوشنود ہو جا، اور اسے اپنی رحمت کاملہ سے پر و بال عطا کر۔

فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَائَهٗ وَغَفَرَلَهٗ فَذٰلِکَ الْمَلَکُ لَا یُعْرَفُ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا یُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَوْلَی الْحُسَیْنِ.

راوی کہتا ہے کہ ہنوز آنحضرتؐ کی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ذات

Presented by www.ziaraat.com

احدیت نے دعائے رسولؐ مقبول کو قبول کیا، اور اس فرشتے سے راضی وخوشنود ہوا۔ اور پھر بال و پر عطا کر کے صفوف ملائکہ میں داخل کیا۔ دردائیل اہل جنت میں آزاد کردۂ حسینؑ کے لقب سے ملقب ہوا۔ بلکہ اس کے بعد اسی لقب سے پہچانا جاتا ہے۔

وَاَمَّا حِکَایَۃُ فُطْرُسْ شَبِیْهَۃٌ بِحِکَایَۃِ دُرْدَائِیْلَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لَهٗ وَرَدَّ اَجْنِحَتَهٗ بِمَسِّ جَسَدِهٖ بِجَسَدِ الْحُسَیْنِ.

مومنین کرام! مخفی نہ رہے کہ حکایت دردائیل حکایت فطرس سے بہت مشابہ ہے اس لیے کہ وہ بھی ایک جزیرہ میں سات سو سال تک شکستہ پروبال کے ساتھ عذاب الٰہی میں پڑا ہوا تھا، جبکہ جبرائیل مبارکباد دینے کے لیے زمین پر نازل ہوئے اور ان کا اس جزیرہ سے گزر ہوا تو فطرس کی درخواست پر اسے اپنے پروں پر بٹھا کر خدمت رسولؐ اسلام میں لائے، اور آپؐ سے اس کی مغفرت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ جناب رسالتمآب نے اپنے فرزند حسینؑ کو جناب سیدہ کی آغوش سے اپنی گود میں لیا اور جبرئیلؑ سے فرمایا کہ فطرس سے کہو کہ وہ اپنے شکستہ پروبال کو میرے حسینؑ کے بدن سے مس کرے۔ چنانچہ فطرس نے اپنے شکستہ بدن کو امام حسینؑ کے بدن اطہر سے مس کیا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ اسی وقت فطرس کے پروبال اُگ آئے اور پروردگار عالم کی طرف سے اسے خوشنودی و رضا اور مغفرت کی خوشخبری دی گئی۔

فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّرْتَفِعَ اِلَی السَّمَاءِ بَکٰی وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

سَیُقْتَلُ هٰذَا وَلَدُکَ وَلَهٗ عَلَیَّ مُکَافَاۃٌ فَلَا یَزُوْرُهٗ زَائِرٌ اِلَّا بَلَّغْتُهٗ سَلَامَهٗ.

راوی کہتا ہے کہ فطرس آسمان کی طرف جانے لگا تو بہت رویا اور اس نے بارگاہ رسولؐ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپؐ کا یہی فرزند قوم جفا کار کے ہاتھوں بڑی بے دردی سے شہید ہوگا۔ اور آپؐ نے مجھ پر جو احسان عظیم کیا ہے میں اس کے عوض کچھ نہ کر سکوں گا۔ لیکن غلام پر ایک خدمت واجب ہے کہ جو مومن بھی شہادت کے بعد اس مظلوم امامؑ کی زیارت بجالائے۔ گا یا درود و سلام پہنچائے گا یا نماز و زیارت پڑھے گا تو میں اس سب ہدیہ کو اس سردار دو جہاں کی خدمت بابرکت میں پہنچاؤں گا۔

عزاداران مظلوم کربلا! مقام گریہ و بکا ہے کہ جس عظیم انسان کے جسم سے مس کرنے سے فطرس کے پروبال اُگ آئیں، اس محسن انسانیت کو کربلا کے لق و دق صحراء میں عاشورۂ محرم کے دن قوم اشقیاء نے ذبح کر ڈالا۔ امام مظلومؑ کے جسم اطہر پر تیروں تلواروں کے اتنے زخم تھے کہ آپ سرتا پا زخموں سے چور چور تھے۔ آپکے جسم کی کوئی جگہ زخموں سے خالی نظر نہ آتی تھی۔

فَصَادَفَهٗ فِی النَّحْرِ سَهْمٌ مُصَرَّدٌ لَهٗ شُعَبٌ فِیْهِ الْمَنِیَّۃُ تَعْلَمُ فَخَرَّ طَرِیْحًا مِنْ جَوَادٍ مُعَفَّرًا یُعَالِجُ نَزْعَ السَّهْمِ وَالسَّهْمُ مُحْکَمٌ.

لہٰذا منقول ہے کہ روز عاشورہ فرزند زہراء کے جسم نازنین پر زخموں کی اس قدر کثرت تھی کہ ان کی تعداد شمار کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود امامؑ مظلوم پوری توانائی اور جرات کمال کے ساتھ اس قوم نابکار سے لڑ رہے تھے، کہ اچانک مظلومؑ کے

Presented by www.ziaraat.com

گلوئے مبارک پر زہر آلودہ سہ پہلو تیر لگا۔ آپ کا اس درد شدید کی وجہ سے گھوڑے کی پشت پر ٹھہرنا دشوار ہوگیا۔ یوں زہراؑ کا لاڈلا کمزوری وضعف کے سبب سے گھوڑے کی زین سے زمین پر آیا۔ آپ نے پوری کوشش کی کہ اس تیر کو نکال کر پھینک دیں لیکن وہ تیر ستم اس قدر محکم تھا کہ باہر نہ نکلا۔ آخر مظلومؑ نے پوری جلالت کے ساتھ اسے پشت کی جانب سے باہر نکالا۔ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ اس تیر کے نکلتے ہی زخم سے اس قدر خون بہا کہ جس طرح پرنالے سے پانی جاری ہوتا ہے۔ آخرکار مظلوم امامؑ پر غشی طاری ہوگئی اور ان اشقیائے بدشعار نے امامؑ کو بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔

الا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلیٰ الْقَومِ الظّٰالِمِیْن

☆☆☆☆

مجلس 3

امام حسینؑ کی ولادت باسعادت

تیسری مجلس

امام حسینؑ کی ولادت باسعادت

(مزید روایات)

فی عیون اخبار الرّضا عن اسماء بنت عمیس انها قالت ولد الحسین وجاء رسول اللّٰه فقال لی هلمی ابنی.

کتاب عیون اخبار رضاؑ میں اسماء بنت عمیس سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو اسی وقت رسول خداؐ تشریف لائے اور آپؐ نے مجھے فرمایا: اے بنت عمیس! میرے فرزند کو مجھے دو۔

فدفعتُ الیه فی خرقة بیضاء فاذّن فی اُذُنه یُمنٰی واقام فی الیُسرٰی وضمّهُ فی حجره فبکٰی.

اسماء کہتی ہیں کہ میں نے حسب الارشاد شہزادہ کو ایک سفید پارچہ میں لپیٹ کر حضرت کو دیا۔ پس آنحضرتؐ نے اپنے اس فرزند ارجمند کو آغوش مبارک میں لے کر اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ آپؐ نے اپنے فرزند سے بہت پیار کیا اور پھر آپؐ کی آنکھیں ساون کے بادلوں کی طرح برسنے لگیں۔

Presented by www.ziaraat.com

فقلتُ له بابی انت وامّی یا رسول اللّٰه لما تبکی قال علی ابنی هذا قلتُ انّه ولد السّاعة فقال تقتله (الفئة) الباغیة بعدی.

اسماء کہتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم کو روتے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپؐ کے رونے کا سبب کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ''اسماء میں اس فرزند پر روتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا یہ نور نظر تو ابھی پیدا ہوا ہے اور بفضل خدا صحیح وسالم ہے۔ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے پھر آنسو ٹپکنے لگے آپؐ نے غم حسینؑ میں روتے ہوئے فرمایا کہ اسماء! میرے بعد میرے اس لخت جگر اور نور چشم کو ایک باغی جماعت شہید کرے گی۔ لہٰذا میں اس وقت کو یاد کر کے رو رہا ہوں۔

ثمّ قال لا تخبری فاطمة بهذا لانّها قریبةُ العهد بولادته.

پھر آپؐ نے اسماء سے فرمایا کہ اس خبر کو میری پارہ جگر فاطمہ زہراءؑ سے نہ کہنا اس لیے کہ وہ ابھی وضع حمل کی قربت کی وجہ سے نہایت ضعیف وناتواں ہے اگر اس نے یہ وحشتناک خبر سنی تو وہ ہرگز متحمل نہ ہو سکے گی۔

اور کتاب امالی ابن بابویہ میں صفیہ بنت عبدالمطلب سے منقول ہے کہ اس معظمہ نے کہا کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام جناب فاطمہ زہراءؑ کے بطن اطہر سے متولد ہوئے تو میں اس وقت معصومہ کی خدمت گزاری کے لیے حاضر تھی اور جناب رسالتمآب بھی اس وقت تشریف لائے۔

اس شہزادہ کے پیدا ہوتے ہی آنحضرتؐ نے مجھے فرمایا کہ پھوپھی میرے

فرزند کو مجھے دے دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس شہزادہ کو کیونکر آپ کو دوں میں نے تو ابھی اس کو غسل بھی نہیں دیا۔ اور اسے پاک بھی نہیں کیا۔

یہ سن کر آپؐ نے مجھے فرمایا کہ پھوپھی جان آپ کو اس بچے کو پاک کرنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ پروردگار نے میرے اس بچے کو تمام نجاستوں اور کثافتوں سے پاک پیدا کیا ہے۔

صفیہ کہتی ہیں کہ یہ فرما کر آنحضرتؐ نے حسینؑ کو اپنی گود میں لے لیا، اسی وقت حسینؑ نے آغوش مبارک میں پیشاب کر دیا۔ رسول خداؐ نے حسینؑ کی پیشانی پر بوسہ دیا، اور اس شہزادہ کی صورت کو دیکھ کر مکرر روئے، اور آپ نے تین مرتبہ فرمایا اے میرے فرزند ارجمند! خدا اس قوم پر لعنت کرے جو تجھے قتل کرے۔

پس میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ کون شقی المزاج بے رحم ہوگا کہ جو آپ کے فرزند کو قتل کرے گا؟۔ حضرت نے فرمایا! اے صفیہ میرے بعد بنی امیہ کا ایک گروہ اسے قتل کرے گا۔

صفیہ فرماتی ہیں، وضع حمل کے بعد فاطمہ زہراؑ بیمار پڑ گئیں اور آپ اس شہزادۂ عصمت وطہارت کو دودھ نہ پلا سکیں۔ پس رسول خداؐ نے دودھ پلانے والی کی بڑی تلاش کی لیکن کوئی مرضعہ دستیاب نہ ہو سکی۔ بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ مرضعہ دستیاب ہوئی لیکن امامؑ نے ہرگز کسی مرضعہ کی طرف رغبت نہ کی۔ پس رسول خداؐ کو اپنے فرزند کا بھوکا رہنا گوارا نہ ہوا تو آپ نے اپنی زبان مبارک حسینؑ کے منہ میں دی یہاں تک کہ شہزادہ سیر ہوا اور آپؐ نے اسی طرح چالیس روز تک اپنی زبان حسینؑ کو اس طرح چسائی جس طرح طیور مثلاً کبوتر وغیرہ اپنے بچوں کو دانا کھلاتے ہیں۔

حضرات مومنین! جائے گریہ وبکا ہے کہ جس شہزادے کا گوشت پوست بعینہ

Presented by www.ziaraat.com

رسول خداؐ کا گوشت پوست ہو، افسوس صد افسوس کہ وہ مظلوم کربلا کے میدان میں تین روز بھوکا اور پیاسا پس گردن سے گوسفند کی طرح ذبح کیا گیا۔ اور غریب کے بدن اطہر کو گھوڑوں کے سموں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔

چنانچہ منقول ہے کہ جب امامؑ مظلوم زخموں کی کثرت کی وجہ سے ذوالجناح کی زین پر نہ ٹھہر سکے تو بکمال ضعف وناتوانی زین سے زمین پر آئے۔ اس وقت عمر سعد ملعون نے اپنی فوج کو مخاطب کیا کہ تم میں کون ایسا بہادر اور دلیر ہے کہ جو حسینؑ کا سر بدن سے جدا کرے؟ راوی کہتا ہے کہ لشکر اعداء میں سے کسی شخص کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس امر عظیم کو قبول کرے۔ لیکن شمر ملعون فرزند رسول کو قتل کرنے کے لیے آمادہ ہوا وہ امامؑ مظلوم کے قریب آیا۔

اور اس نے امام مظلومؑ کو بڑی بے رحمی سے کربلا کی تپتی ریت پر قتل کے ارادہ سے لٹایا کہ آپ کا تمام بدن خاک آلودہ ہو گیا۔ اور روح اطہر کو شدید صدمہ پہنچا۔ آپ نے چشم مبارک کھولی تو دیکھا کہ وہ شقی آپ کے سینہ اطہر پر قتل کے ارادہ سے بیٹھا ہے، مظلوم کربلا نے اس حالت بیکسی میں بھی روضہ رسولؐ کی طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھا اور انتہائی ضعف و ناتوانی کے باوجود کہا کہ اے جد بزرگوار! آپ کو اپنے حسینؑ کے احوال کی بھی کچھ اطلاع ہے کہ اس شقی نے شدید سختی سے ذبح کرنے کے لیے لٹایا ہے اور زخمی سینہ پر خنجر بکف سوار ہے اور میرے سینہ و پہلو کے سب استخوان شکستہ اور چور ہو گئے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ امام مظلومؑ نے پوری کوشش کی کہ وہ شقی ان کے قتل کا مرتکب نہ ہو، لیکن اس ملعون نے مطلق رحم نہ کیا۔ یہاں تک کہ اس نے مظلومؑ کا سر بدن اطہر سے جدا کیا۔ تاریخ میں درج ہے کہ وہ ایسا بھیانک منظر تھا کہ قریب تھا اس مصیبت عظمٰی

Presented by www.ziaraat.com

پر ساتوں آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور تمام عالم زمین میں سما جائے۔

وکوّر انوار النُّجوم جمیعُها وامطرت الدَّم السَّماءُ علیهِم.

اس وقت آفتاب کو گہن لگ گیا اور عالم ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا کہ دن کو ستارے نظر آنے لگے اور اس غم جانکاہ میں آسمان سے خون کی بارش برسنے لگی اور ہر ڈھیلے کے نیچے سے تازہ خون جوش مارنے لگا۔ اور مسلسل چالیس روز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

الا لعنةُ اللہ علیٰ القوم الظّالمین

☆☆☆☆

مجلس 4

شان و مقامِ حسینؑ

چوتھی مجلس

شانِ ومقام حسینؑ

فِی الْبِحارِ وَغیرِہٖ مِنْ کُتُبِ الْاَخْبارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَثِیْرًا مَّا تَقَبَّلَ الْحُسَیْنَ۔ وَیَقُوْلُ حُسَیْنٌ مِنّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ مَنْ یُحِبُّنِیْ فَلْیُحِبُّہٗ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ یُحِبُّہٗ۔

بحار الانوار اور دیگر کتب حدیث میں منقول ہے کہ رسول پاکؐ اکثر حضرت امام حسین علیہ السلام سے پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں'' جو مجھے دوست رکھے اسے چاہیے کہ وہ حسینؑ سے دوستی رکھے اور جو اس سے دوستی رکھے گا پروردگار اس کو دوست رکھے گا۔

وقال سلمانُ اَنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ کَانَ عَلٰی فَخِذِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ یُقَبِّلُہٗ ویقُوْلُ یا بُنَیَّ اَنْتَ السَّیِّدُ وَابْنُ السَّیِّدِ اَبُوْ السَّادَاتِ اَنْتَ (الامامُ وَابْنُ الامامِ) ابو الا ئمة اَنْتَ الْحُجَّةُ ابْنُ الْحُجَّةِ اَبُوْ الْحُجَجِ التِّسعة مِنْ صُلْبِکَ وتاسعُھُمْ قائمُھُمْ۔

صحابیِ رسولؐ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز امام حسین علیہ السلام زانوئے اقدس رسول اکرمؐ پر بیٹھے ہوئے تھے اور

Presented by www.ziaraat.com

آنحضرتؐ اپنے فرزند کی پیشانی کے بوسے لے رہے تھے کہ آپؐ نے فرمایا اے میرے نور چشم! تو سید ابن سید اور سادات کرام کا باپ ہے، تو امامؑ ابن امامؑ ہے اور تو آئمہؑ کا باپ ہے، اور تو حجت ابن حجت ہے اور تو سب حجج خدا کا باپ ہے اور وہ سب امامؑ تیرے صلب سے ہوں گے اور ان کا آخری قائم آلؑ محمد ہوگا۔

وَفِی الْبِحارِ اَنَّ النَّبِیَّ کَانَ یُصَلِّی بِجَمَاعَةِ اَصْحَابِہٖ وَاَجْلَسَ ابْنَہُ الْحُسَیْنَ بِصِغَرِہٖ قَرِیْباً مِنْہُ۔

کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنے میں مشغول تھے اور آپ نے اپنے فرزند حسینؑ کو کہ جو بہت کم سن تھے اپنے پہلو میں بٹھایا ہوا تھا۔

فَاِذَا سَجَدَ النَّبِیُّ رَکِبَ الْحُسَیْنُ عَلٰی ظَھْرِہٖ وَحَرَّکَ رِجْلَیْہِ وَقَالَ حَلْ حَلْ۔

پس جب رسالتمآب سجدہ میں گئے تو شہزادہ آپ کی پشت اطہر پر جا بیٹھا۔ اور اپنے پاؤں دائیں بائیں لٹکا کر ہلانے لگا۔ اور ''حل حل'' کہتا جاتا تھا۔

فَاِذَا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ یَّرْفَعَ رَاْسَہٗ اَخَذَہٗ وَوَضَعَہٗ اِلٰی جَانِبِہٖ فَاِذَا سَجَدَ ثَانِیًا عَادَ عَلٰی ظَھْرِہٖ۔

جب رسول خداؐ نے پہلے سجدہ سے سر اٹھانا چاہا تو آپ نے اس وقت اپنے شہزادہ کو پشت اطہر سے اتار کر اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ آپ دوبارہ سجدہ کرنے میں مشغول ہو گئے تو پھر شہزادہ اپنے نانا کی پشت اطہر پر

Presented by www.ziaraat.com

جا بیٹھا یہاں تک پیغمبرؐ نے اپنی نماز کو تمام کیا۔

فلمْ یزلْ کذلک حتی فرغ عنْ صلوٰتہٖ

پس وہ شہزادہ ہر سجدہ میں پشت رسالتمآب پر بے تکلف جا بیٹھتا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے۔

وفی روایۃٍ انّہٗ اذا سجد النّبیُّ وَرَکبَ الْحُسَیْنُ علی ظھرہٖ لمْ یرْفع راسہٗ عنِ السّجْدۃِ وَقالَ سُبْحانَ رَبّیَ الْاَعْلٰی سبْعیْنَ مرّۃً حتّی نزلَ علی ظھرِ جدّہٖ

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب رسول خداؐ سجدہ میں تشریف لے گئے تو امامؑ حسین علیہ السلام اپنے نانا کی پشت اطہر پر سوار ہو گئے۔ رسول اعظمؐ نے سجدہ کو طول دیا اور ستر مرتبہ سُبْحانَ رَبّیَ الْاَعْلٰی کی تسبیح پڑھی۔ تب حسینؑ نانا کی پشت اطہر سے اتر گئے۔

وَرُوی انّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صارَ یوْمَ الْعِیدِ لِرِضاءِ الْحُسیْنِ جملاً لہٗ حتّی رَکبَ عَلٰی ظھرِہٖ فمشٰی عَلٰی رُکبتیہِ عَلَی الْاَرْضِ من ھُنا الٰی ھٰھُنا وَقالَ الْعَفْوُ الْعَفْوُ مرّتیْنِ

منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے نانا سے عید کے روز عرض کیا کہ جد بزرگوار! آج عید کا دن ہے اور مدینہ کے تمام بچے اونٹوں پر سواری کر رہے ہیں ہمارے پاس کوئی اونٹ نہیں ہے کہ ہم بھی سواری کریں۔ یہ سن کر رسالتمآب نے اپنے نواسہ کی خوشی میں زمین پر گھٹنے ٹیک دیئے اور حسینؑ کو اپنی پشت پر سوار کیا۔ پھر شہزادہ نے عرض کیا کہ نانا جان اونٹ تو چلتے ہیں۔ اور بولتے ہیں، آپؐ

بولتے ہیں اور نہ ہی چلتے ہیں۔ آپؐ یہ سن کر چند قدم گھٹنوں کے بل زمین پر چلے اور دو مرتبہ کلمہ العفو العفو فرمایا اور آپ نے کلمہ عفو زبان پر جاری کرنا چاہا تو اسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر آپؐ نے اس دفعہ کلمہ عفو زبان پر جاری کیا تو تمام آتش جہنم گل ہو جائے گی۔

عزادارو! حسینؑ کے ماتمدارو! یہی بات ہمیں رلاتی ہے کہ جس شہزادہ سے رسولؐ کو اس قدر محبت تھی کہ کہ آپؐ نے اپنی آغوش میں نواسہ کی پرورش کی، نواسہ کے لیے سجدہ کو طول دیا۔ اور اس کی خوشی کی خاطر اونٹ بنے اور اسے اپنی پشتِ اطہر پر سوار کیا .... افسوس صد افسوس ہے کہ روز عاشورہ اسی شہزادہ کے سینہء اقدس پر شمر ملعون خنجر بکف سوار ہوا۔

ابو مخنف کی روایت ہے کہ جب مظلوم پشت ذوالجناح سے زمین پر آئے، اس وقت شمر ملعون آپ کے سینہ اطہر پر خنجر بکف سوار ہوا۔

اس صدمہ سے امام بیکس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور دیکھا کہ وہ بے رحم قتل کے ارادہ سے سینہ اطہر پر سوار ہے، اس وقت مظلوم نے کہا کہ اے شخص! تیرا نام کیا ہے؟ کہ تو مخزن علوم ربانی پر سوار ہوا بیٹھا ہے۔ تو نے ایسے امر عظیم پر جرأت کی۔ اس ملعون نے جواب دیا کہ میرا نام شمر ہے۔

نواسہ رسولؐ نے کہا کہ تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ اس ملعون نے جواب دیا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہا آپ کا اسم مبارک حسینؑ ہے، آپؐ محمد مصطفیٰؐ اور علی مرتضیٰؑ کے فرزند ہیں۔ اور آپ کی ماں فاطمہ زہراؑ ہیں۔

یہ سن کر مظلوم نے فرمایا کہ اے بے رحم! اگر تو میری حسبی ونسبی شرافت سے

Presented by www.ziaraat.com

اس قدر واقف ہے تو پھر مجھ بے جرم وخطا کو قتل کیوں کرتا ہے؟ اس بے حیا نے جواب دیا، کہ میں آپؑ کو قتل کر کے یزید کو راضی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یزید کی خوشنودی مطلوب ہے اور آپ کے قتل کے عوض اس سے انعام وصول کروں گا۔ پس عزادارو! اس معلون نے کچھ خوف خدا ور سول خدا نہ کیا اور امامؑ بے کس ومظلومؑ کو بڑی بے دردی سے ذبح کر دیا۔

منقول ہے کہ جب وہ شقی امام مظلوم کو قتل کر رہا تھا تو اس وقت گلوئے بریدہ سے آواز آرہی تھی کہ افسوس صد افسوس کہ مجھے تشنہ لب شہید کیا جارہا ہے اور میرے خدا کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔

اَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰالِمِيْنَ

☆☆☆☆

مجلس 5

خدمتِ امام میں ہرنی کا اپنا بچہ پیش کرنا

Presented by www.ziaraat.com

پانچویں مجلس

خدمت امام میں ہرنی کا اپنا بچہ پیش کرنا

"رُوی انّ اعرابیًا اتی رسُول اللّٰه بخشُفةِ غزالةٍ لوالدیه الحسن و الحُسین فدعالهٗ بالخیرِ.

کتب احادیث میں منقول ہے کہ ایک صیاد رسول الثقلینؐ کی خدمت میں ایک ہرنی کا بچہ لایا۔ اور اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں نے اس ہرنی کے بچہ کو پکڑا ہے اور آپؐ کے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کی خوشنودی کے لیے لایا ہوں، سردار انبیاء نے اس تحفہ کو اپنے بچوں کے لیے قبول کیا اور اس کے لیے دعائے خیر کی۔

فاذَا الحَسنُ وَاقِفٌ عِندَ جَدِّهٖ فرغبَ اِلَیهَا فَاَعطَاهُ رَسُولُ اللّٰه فَما مضی سَاعةٌ وَالحُسَینُ قد اقبَلَ فَرایَ الخُشفَةَ عِندَ اَخِیهِ وهو یَلعبُ بها.

راوی کہتا ہے کہ اسی وقت رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں امام حسن علیہ السلام حاضر ہوئے، عرض کیا کہ نانا! یہ ہرن مجھے عنایت کیجئے۔ رسول خداؐ نے وہی ہرن کا بچہ امام حسن علیہ السلام کو دے دیا۔ اتنے میں چھوٹے شہزادہ امام حسین علیہ السلام بھی بارگاہ رسالت میں حاضر

ہوئے۔ انہوں نے سرراہ دیکھا کہ امام حسنؑ ہرن کے بچہ سے کھیل رہے ہیں اور نہایت ہی مسرور ہیں۔

فقال لهٗ یا اخی من این لک هٰذهٖ قال قال الحسنُ اعطانی جدّی فجاء الحُسینُ مُسرعًا الی جدّهٖ فقال یا جدّاهُ عُطیتَ اخی خشفة یلعبُ بها و لم یُعطنی مثلها.

امام حسینؑ نے اپنے بھائی امام حسنؑ سے پوچھا کہ بھائی آپ کو یہ بچہ کس نے دیا ہے؟ امام حسنؑ نے فرمایا کہ یہ بچہ ہمارے نانا نے ہمیں دیا ہے، یہ سنتے ہی وہ شہزادہ جلدی جلدی بارگاہ رسولؐ میں پہنچا اور عرض کیا کہ اے نانا! آپ نے ہرن کا بچہ بھائی حسنؑ کو دیا ہے اور مجھے نہیں دیا۔

فجعَل یُکرِّرُ هذا القَولَ عَلی جدّهٖ وَهُوَ سَاکِتٌ لٰکنّهٗ یُسلّی خاطِرَهٗ و یُلاطِفُهٗ.

پس امام حسینؑ بار بار ہرن کے بچہ کو طلب کرتے تھے اور رسولؐ خدا حیران و سرگردان تھے، لیکن آپ اپنے نواسہ کی تسکین کے لیے کلمات تسکین ادا فرماتے تھے۔

الی ان ھمّ الحُسینُ بالبُکاءِ فبینا کذالک قد ارتفع الاَصواتُ عند باب المسجد.

پس جب دلبند فاطمہ زہراؑ نے اپنے نانا سے بار بار ہرن کے بچہ کو طلب کیا اور کلمات تسکین کے علاوہ کسی چیز کے حصول کے آثار نظر نہ آئے تو نہایت ملول ہوئے اور قریب تھا کہ چشم مبارک سے آنسو

Presented by www.ziaraat.com

پھوٹ بہیں۔ پس اچانک مسجد کے دروازہ کے قریب ایک شور بلند ہوا۔

فنظر اَصحابُهُ اَنّ الظَّبیَةَ مَعَ الْخشُفَةِ تَجیْئی وَمِنْ خَلفِهَا ذِئبَةٌ تَسُوْقُهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ.

اصحاب نے دیکھا کہ ایک ہرنی بچہ لے کر جلدی سے چلی آرہی ہے اوراس کے پیچھے پیچھے ایک بھیڑیا آرہا ہے جو اسے ہانک رہا ہے۔

حَتّٰی اَتَتْ بِهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ کَانَتْ لِی خِشفتَانِ فَصَادَ اَحَدَهُمَا الصَّیَّادُ اَمسِ وَاَتٰی بِهَا اِلَیْکَ.

پس وہ ہرنی اپنے بچہ کے ہمراہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی اورعرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ نے دو بچے عطا کئے تھے۔ ان میں سے ایک شکاری نے پکڑ کر آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔

وبَقِیَتْ لِی هٰذِهِ الْاُخرٰی (فَسَمِعتُ) الْاٰنَ قَائِلاً یَقُوْلُ لِی اِسْرعِی بِخشُفَتِکَ اِلَی النَّبِیِّ الْاٰنَ الْحُسَیْنُ قَدْهَمَّ اَنْ یَّبکِیْ.

اور دوسرا میرے پاس تھا کہ ابھی ابھی مجھے حکم پروردگار پہنچا ہے کہ اے ہرنی! اس بچہ کو لے کر فوراً بارگاہ رسولؐ میں پہنچ، کیونکہ حسینؑ اپنے نانا سے ہرن کا بچہ طلب کر رہا ہے اور قریب ہے کہ وہ رونے لگے۔

وَالملا ئکَةُ بِاَجْمَعِهِمْ رَفَعُوْا رُؤُسَهُم مِنْ صَوامِعِ الْعِبَادَةِ ولَوْبَکَی الْحُسَیْنُ لَبَکَتِ الْمَلاَ ئکَةُ لِبُکَائِهِ فَاسْرَعِی قَبْلَ جَرْیَانِ دُمُوْعِ الْحُسَیْنِ عَلٰی خَدَّیْهِ.

اور میں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی کہ اے ہرنی! تمام ملائکہ آسمان نے اپنے سر عبادت گاہ سے بلند کیے ہیں کہ اگر حسینؑ رویا تو اس کے رونے سے سب فرشتے رونے لگیں گے۔ پس تو حسینؑ کے رونے سے پہلے اپنے بچے کے ہمراہ ہمارے نبی کی خدمت میں حاضر ہو جا۔ اور میرے اوپر ایک صحرائی بھیڑیئے کو مسلط کیا گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ اگر یہ ہرنی چلنے میں کچھ دیر کرے تو اسے قتل کر دینا۔

فَاَتَیْتُکَ بِخشُفَتِیْ وَقَطَعتُ مَسَافَةً بَعِیْدَةً لٰکِنِّی طُوِیَتْ الْاَرْضُ وَاَنَا اَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰی اَنْ (جِئْتُکَ) قَبْلَ جَرْیَانِ دُمُوْعِ الْحُسَیْنِ عَلٰی خَدِّهٖ

پس یارسول اللہ! بحکم رب ذوالجلال زمین کی طنابیں کھینچ گئیں اور ایک ساعت بھی نہ گزری تھی کہ میں اس دور دراز کی مسافت کو آناً فاناً طے کرتی ہوئی اپنے بچے کے ہمراہ بارگاہ رسولؐ میں پہنچی۔ اور میں شکر الٰہی بجا لاتی ہوں کہ چشم مبارک حسینؑ سے بھی اشک جاری نہیں ہوئے کہ میں رسولؐ اسلام کی خدمت عالیہ میں پہنچ گئی ہوں۔ پس یہ معجزہ خالدہ دیکھ کر مجمع اصحاب سے صدائے تکبیر و تحلیل بلند ہوئی۔

فَسَرَّ النَّبِیُّ بِذٰلِکَ وَاَخَذَ الْحُسَیْنُ تِلْکَ الْخشُفَةَ وَاَتٰی بِهَا اِلٰی اُمِّهٖ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ فَسُرَّتْ بِذٰلِکَ.

پس جناب رسول خداؐ نہایت مسرور ہوئے اور آپ نے وہ ہرن کا بچہ اپنے بیٹے حسینؑ کو دیا، پس وہ شہزادۂ کونین اس بچہ کو لے کر بکمال فرحت و سرور اپنی مادر گرامی خاتون جنت سیدہ زہراؑ کی خدمت عالیہ

Presented by www.ziaraat.com

میں آئے اور اس ہرنی کے بچے کی پوری داستان اپنی والدہ محترمہ کو سنائی۔ ملکۂ عصمت اس معجزہ کو سن کر نہایت مسرور ہوئیں۔ اور شکر الٰہی بجالائیں۔

کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک روز شہزادگان کونین یعنی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام تختیوں پر کچھ لکھ رہے تھے کہ بڑے شہزادے امام حسنؑ نے اپنے چھوٹے بھائی امام حسینؑ سے فرمایا کہ اے بھائی! میرا خط تمہارے خط سے بہتر اور خوشنما ہے۔

یہ سن کر امام حسینؑ نے عرض کیا کہ اے بھائی! آپؑ کا خط میرے خط سے ہرگز بہتر و برتر نہیں ہے بلکہ میرا خط آپ کے خط سے بہتر ہے۔ پس دونوں شہزادے اپنی تختیوں کے ہمراہ اپنی والدۂ ماجدہ خاتون قیامت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اماں جان! آپ ارشاد فرمائیں کہ ہم میں سے کس کا خط اچھا اور خوشنما ہے۔

پس جناب زہراءؑ نے دونوں میں سے کسی کی بھی خاطر شکنی گوارا نہ کی۔ لہٰذا آپ نے فرمایا کہ اے دلبندو! یہ تختیاں تم اپنے والد بزرگوار حیدر کرارؑ کے پاس لے جاؤ اور ان سے فیصلہ کراؤ۔ دونوں بھائی باب العلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اے پدر عالی مقام! آپ فرمائیں کہ ہم میں سے کس کا خط خوشنما ہے۔ جناب امیر المومنینؑ نے بھی ان کو صدمہ پہنچانا برداشت نہ کیا، انہوں نے فرمایا: جان پدر! تم دونوں بھائی ان تختیوں کو نانا کے پاس لے جاؤ وہ جس کے خط کے بارے میں فرمائیں گے وہی بہتر و برتر ہوگا۔

پس حسنین شریفینؑ خدمت رسول الثقلینؐ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا

کہ نانا ہمارے خط کا فیصلہ کریں کہ ہم دونوں میں سے کس کا خط خوشنما ہے؟ رسولؐ کے لیے یہ فیصلہ کرنا دشوار تھا، آپ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ تم فیصلہ کرو، جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں بھی اس امر میں کچھ نہیں کہہ سکتا اس امر میں اسرافیلؑ سے پوچھا جائے۔

پس جبرائیلؑ نے اسرافیلؑ سے کہا کہ تم اس امر میں کچھ بیان کرو کہ دونوں شہزادوں میں کس کا خط اچھا ہے۔ اسرافیلؑ نے بھی یہ سن کر کانوں پر ہاتھ رکھے اور کہا میری کیا مجال کہ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دوں، مگر یہ ہے کہ میں ذات الٰہی کی بارگاہ عالیہ میں عرض کروں کہ وہ احکم الحاکمین ہے، اسرافیلؑ نے ذات احدیت کے دربار میں درخواست کہ اے پروردگار! آپ فیصلہ کریں ان دونوں شہزادوں میں سے کس کا خط اچھا ہے۔

اسرافیل کو پروردگار عالم کی طرف سے حکم موصول ہوا کہ ہم بھی اس امر میں کچھ نہ کہیں گے۔ بلکہ فاطمہ زہراؑ اپنے شہزادوں کے درمیان فیصلہ کرے۔

پس جب جناب سیدہ زہراءؑ نے یہ حکم ذات الٰہی کی طرف سے سنا تو آپؑ اس وقت نہایت متردد ہوئیں اور آپؑ نے بسیار غور وفکر کے بعد فیصلہ فرمایا کہ میرے پاس موتیوں کا دولڑا ہار ہے اسے حسنینؑ کے روبرو توڑ کر پھینک دوں، جو زیادہ موتی چنے گا اسی کا خط خوشنما ہوگا۔ پس جناب سیدہ نے اس امر کو حسنینؑ کے سامنے بیان کر کے ہار ان کے سامنے بکھیر دیا۔

منقول ہے کہ دونوں شہزادوں نے برابر برابر موتی زمین سے چنے مگر ایک موتی بچ گیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک اٹھانے کے لیے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ دونوں شہزادے موتی کو اٹھانے کے لیے جھکے ہی تھے کہ جبرئیل کو رب جلیل

کا حکم ہوا کہ جلدی زمین پر پہنچ اور اس موتی کو اپنے پر سے دو ٹکڑے کر دے تا کہ دونوں میں سے کسی کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔ چنانچہ جبرئیلؑ فوراً زمین پر پہنچا اور اس نے موتی کے دو ٹکڑے کر دیئے تا کہ کوئی بھی شہزادہ ملول نہ ہو، یوں دونوں شہزادوں کے حصے میں برابر برابر موتی آئے۔

عزادارانِ امام مظلوم کربلاؑ! ہمیں یہی چیز رلاتی ہے کہ جس امامؑ کی خوشی کی خاطر ذات احدیت کی طرف سے ہرن کا بچہ آنا فاناً پہنچے، اور موتی دو ٹکڑے ہوا۔ سید المرسلین، سید الاوصیاء اور سیدۃ نساء العالمین جس شہزادۂ عصمت وطہارت کی حوصلہ شکنی برداشت نہ کریں افسوس صد افسوس ہے کہ اسی امامؑ پر روز عاشور قوم اشقیاء نے طرح طرح کے مظالم کیے۔ اور امام نانا کے دین کی خاطر صبر وشکر بجالاتے رہے۔

شیخ مفید اور سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے جب عاشور کی صبح طلوع ہوئی اور امام نماز صبح سے فارغ ہوئے۔ اس وقت امام نے اپنے لشکر کی صف بندی کی اور تمام خیمہ ہائے اہل حرم کو پشت لشکر پر کیا، اور اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ کسی کے پاس جو خس وخاشاک ہے بلکہ تمام اسباب اس خندق میں پھینک دو جو اہل حرم کے خیموں کے اردگرد کھودی گئی ہے۔ اور خندق میں آگ لگا دو تا کہ سپاہ یزید خیموں کی پشت سے حملہ آور نہ ہو جائے۔ امامؑ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے آپ کے اصحاب باوفا نے تمام اسباب کو خندق میں پھینک دیا یہاں تک کہ اصحاب نے غلافوں سے تلواریں نکال کر غلاف بھی خندق میں پھینک دیئے۔

اس وقت یزیدی سپاہی خیموں کے اردگرد منڈلانے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ خیام کے اردگرد کھودی ہوئی خندق میں آگ روشن ہے۔

پس شمر ولدالزنا بلند آواز میں کتے کی طرح چلایا کہ اے حسینؑ! آپ نے

Presented by www.ziaraat.com

قیامت کی آگ سے پہلے آتش دنیا میں بہت جلدی کی۔ شمر کے اس بیہودہ کلام کو سن کر امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ شاید یہ سگ ناپاک شمر ہے۔ اصحاب نے عرض کیا مولاؑ یہ وہی ملعون ہے۔

پس اس وقت امام کونینؑ نے فرمایا کہ اے زانیہ عورت کے فرزند! جو بکریاں چراتی تھی، تو ہی آتش دوزخ کا سزاوار ہے۔ منقول ہے کہ اس شقی کے بیہودہ کلام کو سن کر مسلم بن عوسجہ نہایت غضبناک ہوئے۔ اور انہوں نے اس ملعون کو تیر مارنا چاہا کہ اسے جلد آتش جہنم میں روانہ کریں، لیکن امام مظلومؑ نے انہیں روک دیا اور فرمایا: کہ اے مسلم! ہم اہل بیتؑ رسولؐ کا شیوہ ہے کہ جب تک کوئی ہم سے جنگ نہ کرے۔ ہم جنگ وقتال میں ابتدا نہیں کرتے۔

اے حسینؑ کے ماتمدارو!

شمر ملعون کا یہ گستاخانہ کلمہ اصحاب حسینؑ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ کلمہ زیادہ سخت ہے کہ جو شمر ملعون نے شہادت کے وقت امام مظلومؑ کے جواب میں کہا تھا۔ غریب کربلا پر اس کا صدمہ تیروں اور تلواروں کے زخموں سے بھی زیادہ ہوا ہوگا۔

کتاب بحارالانوار میں ہلال بن نافع سے منقول ہے، وہ کہتا ہے کہ میں عاشورۂ محرم کو زوال آفتاب کے بعد عمر سعد کے روبرو کھڑا تھا کہ اچانک کسی نے آواز دی کہ اے امیر! تجھے مبارک ہو کہ شمر نے حسینؑ کو قتل کیا ہے۔ پس میں یہ آواز سنتے ہی اس مجمع سے نکل کر امام مظلومؑ کے پاس آیا، امام جاں بلب تھے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والے کی قسم میں نے آج تک اس حسن و جمال والا شخص اتنی بے دردی سے قتل ہوتے نہیں دیکھا جیسا حسینؑ کو دیکھا ہے کہ آپؑ کو وطن سے دور، تین دن کا بھوکا پیاسا کند خنجر سے ذبح کیا گیا۔ واللہ مظلوم کے خون کی سرخی میں معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب

Presented by www.ziaraat.com

سرخی شفق میں تاباں اور درخشاں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا ارادہ بھی حسینؑ کو قتل کرنے کا تھا لیکن آپ کے نور جمال اور حسن صورت نے مجھے اس فعل شنیع سے روکے رکھا۔

ہلال کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ امامؑ مظلوم اس غربت کے عالم میں شدت پیاس کی وجہ سے دو گھونٹ پانی کا مطالبہ کر رہے تھے کہ ظالمو! مجھے پانی پلا دو میں تین دن سے بھوکا اور پیاسا ہوں جواب میں شمر ملعون نے کہا کہ حسینؑ! تجھے ایک گھونٹ بھی پانی نہ دیا جائے گا، بلکہ قریب ہے کہ تم جہنم میں گرم پانی سے سیراب ہو گے۔ پس مومنین افسوس ہے اس قوم یزید پر کہ جنہوں نے مظلوم کربلا پر بالکل رحم نہ کیا۔ اور سکینہؑ کے پیاسے بابا کو بڑی بے دردی سے پیاسا ذبح کیا۔

اَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

☆☆☆☆

مجلس 6

امام حسینؑ پر شب تار میں بجلی کا چمکنا

Presented by www.ziaraat.com

چھٹی مجلس

امام حسینؑ پر شب تار میں بجلی کا چمکنا

فِی بِحَارِ الْاَنْوَارِ عَنِ الرِّضَا اِنَّهٗ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ کَانَ یَلْعَبَانِ عِنْدَ جَدِّهِمَا حَتّٰی (مَضٰی) عَامَّةُ اللَّیْلِ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِیُّ اِنْصَرِفَا اِلٰی اُمِّکُمَا.

کتاب بحار الانوار میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حسنین شریفین علیہما السلام اپنے نانا کے پاس تشریف لے گئے آپ شام سے لے کر آدھی رات تک وہاں کھیلنے میں مشغول رہے، کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے میرے نور چشمو! رات کافی ڈھل چکی ہے لہٰذا اب تم اپنی ماں کے پاس جا کر آرام کرو۔ جب شہزادے رات کی تاریکی میں اپنے گھر کی طرف چلے تو بحکم پروردگار ایک نور مثل برق ساطع ہوا، اس کی روشنی میں دونوں شہزادے ماں بتولؑ کی خدمت میں پہنچے تو روشنی کی قندیل موقوف ہوگئی۔ تو پیغمبر اکرمؐ اس کرم خداوندی پر نہایت مسرور ہوئے۔ اور آپ نے کلمات شکر فرماتے ہوئے کہا کہ ہم اہل بیتؑ اس خداوند جلیل کے شکر گزار و ممنون ہیں کہ جس نے ہمیں کائنات پر فضیلت بخشی۔

کتاب بحارالانوار میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک روز حسنینؑ خدمت رسول الثقلینؐ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرتؐ کی بزم میں جبرئیل امینؑ وھبہ کلبی کی صورت میں حاضر تھا۔ پس دونوں شہزادے جبرئیلؑ امین کو وھب کلبی سمجھتے ہوئے ان کے قریب آئے۔ اور بے تکلف آغوش جبرئیلؑ میں بیٹھ کر ان کی جیب و آستین میں کچھ ڈھونڈنے لگے۔ جب حضورؐ نے دیکھا کہ حسنینؑ بڑی بے تکلفی کے ساتھ آغوش جبرئیل میں بیٹھے ہوئے ان کی آستین میں کچھ ڈھونڈ رہے ہیں تو آپ نے حسنینؑ کو منع کرنا چاہا، تو اس وقت جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان شہزادوں کو میری آغوش میں بیٹھنے سے کیوں منع فرما رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: یا اخی! مجھے تم سے حیا آتی ہے۔ میرے بچوں کی آپ سے بے تکلفی کی وجہ یہ ہے کہ جب وھب کلبی سفر سے آتے ہیں تو وہ ان بچوں کے لیے کچھ تحفہ لاتے ہیں، اور وہ اکثر اپنی جیب و آستین سے نکال کر ان بچوں کو دیا کرتے ہیں، چونکہ اس وقت آپ وھبہ کلبی کی صورت میں ہیں اس لیے وہ آپ کی جیب سے میوہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس وقت جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ! ان شہزادوں کی ماں اکثر کام کاج کی تھکن سے سو جاتی ہے اور حسنینؑ اپنے گہوارے میں رونے لگتے ہیں۔ اس وقت میں حکم الٰہی سے زہراءؑ کے گھر حاضر ہوتا ہوں اور ان بچوں کے جھولے کی ڈوری کو ہلاتا رہتا ہوں تاکہ سیدہ زہراءؑ بے چینی میں نیند سے بیدار نہ ہو جائیں۔ پس جب میں ان شہزادوں کی ایسی خدمت پر مامور ہوتا ہوں تو اپنے لیے باعث صد افتخار سمجھتا ہوں۔ ان کا میری گود میں بیٹھنا تو میرے لیے کمال افتخار ہے۔

اس وقت جبرئیل نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا جیسے کوئی شخص کسی سے کوئی چیز لینے کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے کہ اچانک جبرئیل کے ہاتھ میں ایک بہشتی سیب

Presented by www.ziaraat.com

بھی اور انار آیا، اور اس نے یہ سارے کے سارے حسنینؑ کو دیئے ...... حسنینؑ شریفین ان بہشتی پھلوں کو لے کر نہایت مسرور ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے نانا کو بھی یہ میوے دیئے۔ رسول اکرمؐ نے ان میوؤں کو سونگھا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ نے اپنے شہزادوں سے فرمایا کہ آپ ان میوون کو اپنے والد امیر المومنین علی علیہ السلام اور ماں بتولؑ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ حسنینؑ ان میوہ جات کو لے کر اپنے والدین کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جناب امیرؑ اور جناب سیدہؑ دونوں ان کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور اس نعمت پر شکر الٰہی بجالائے، اہلبیتؑ میں سے کسی نے بھی ان میووں میں سے کچھ نہ کھایا، سب رسول اکرمؐ کے انتظار میں کھڑے تھے، آنحضرتؐ بھی خانۂ بتولؑ میں تشریف لے آئے۔ پس جب رسول اسلامؐ اور تمام اہلبیتؑ ایک جگہ اکھٹے ہوئے تو اس وقت آنحضرتؐ نے ان بہشتی میوؤں کو خود بھی کھایا اور اہلبیتؑ میں بھی تقسیم کیا۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ سب افراد خانہ نے پیٹ بھر کے میوے کھائے اور پھر میوے پورے کے پورے تھے۔ جب اہل خانہ ان بہشتی میوؤں میں سے کھاتے وہ بدستور اپنی اصلی حالت پر باقی رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔

جب سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے اس دنیا سے رحلت پائی تو ان میوؤں میں سے انار غائب ہوگیا، سیب اور بہی باقی بچ گئے۔ پھر امیر کائنات کی شہادت پر بہی غائب ہوگئی اور فقط سیب ہی حسنینؑ کے پاس باقی بچا۔ جب امام حسن علیہ السلام نے زہر سے شہادت پائی تو وہ سیب امام عالی مقام حسین علیہ السلام کے پاس باقی رہ گیا۔ روایت میں منقول ہے کہ امام حسینؑ نے عراق کی طرف سفر کیا اور آپ زمین کربلا وارد ہوئے اور امام مظلوم کا اہل کوفہ و شام نے پانی بند کر دیا تو اس وقت تک وہ سیب امامؑ

کے پاس تھا۔ پس جب امام مظلوم روز عاشور پیاس سے نڈھال ہوتے تو وہ اس سیب کو سونگھ لیتے تھے۔ پس جب امامؑ نہایت پیاسے ہوئے اور آپ کو اپنی شہادت کا یقین کامل ہوگیا تو آپ نے اس سیب کو اپنے دندان مبارک سے قطع کیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے اس حدیث کو اس وقت سنا جب ان کی شہادت میں ایک ساعت باقی رہ گئی تھی۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بابا کی مظلومانہ شہادت کے بعد اس سیب کی خوشبو قتل گاہ سے میرے دماغ میں آتی تھی۔ میں نے وہاں سیب کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کی لیکن مجھے وہ سیب نہ مل سکا۔ پس جب میں دفن کے بعد زیارت کرنے کے لیا گیا تو اس سیب کی خوشبو قبر سے میرے دماغ میں آئی۔ پس جو زائر قبر مطہر امام مظلوم ں زیارت کا اشتیاق رکھتا ہو۔ اور وہ اس خوشبو کو سونگھنا چاہتا ہوا سے چاہیے کہ وہ سحر کے وقت قبر امامؑ کے پاس کھڑا ہو کر دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو مستجاب کرے گا۔ اور اس سیب کی خوشبو قبر اطہر سے اس کے دماغ میں آئے گی۔ بشرطیکہ وہ خلوص وعقیدہ کے ساتھ اس سارے عمل کو بجالائے۔

پس محبان آل محمدؐ! اس حدیث کو یہاں اس لیے بیان کیا گیا کہ مومنین اپنے امامؑ کی عظمت کو یاد کر کے گریہ کریں کہ وہ امامؑ کتنا عظیم تھا کہ جس کی خوشنودی کے لیے خداوند کریم نے بہشتی میوے بھیجے، افسوس ہے سیاہ یزید پر کہ جنہوں نے دنیا کے لالچ میں فرزند زہراؑ کو دو گھونٹ پانی نہ دیا۔ جبکہ امامؑ استغاثہ فریاد بلند کررہے تھے تو کوئی ان کی فریاد کو سن نہ رہا تھا۔ اور انہیں پیاسا ذبح کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے امامؑ مظلوم کا روز عاشور استغاثہ کرنا نہیں بھولتا۔ غریب کربلا بیکسی اور تنہائی کی حالت میں فرماتے تھے کہ اے قوم جفا کار! تم میں سے کوئی بھی

Presented by www.ziaraat.com

ایسا نہیں ہے کہ جو مجھ بیکس و مظلوم پر رحم کرے۔ اور اولادِ رسولؐ سے اچھے سلوک سے پیش آئے۔ کیا تم مجھ مظلوم کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ جبکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کائنات عالم میں میرا کوئی بدل موجود نہیں ہے، اور پھر مجھے قتل کرتے ہو۔

کیا تم نہیں جانتے کہ میری مادر گرامی فاطمہؑ زہرا ہیں؟ اور میرے چچا حمزہ، عقیل اور جعفر سید الشھدا ہیں؟ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میرے والد بزرگوار علی علیہ السلام ہیں، جو انبیائے ماسلف کے اوصیا سے بہترین ہیں؟ کیا تمہارے علم میں نہیں ہے کہ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں اور وہ حضرت میرے جد بزرگوار ہیں؟ پس تم میرے حسب ونسب سے خوب واقف ہو اور پھر مجھے ناحق قتل کرتے ہو۔

پس تم مجھ پر رحم کرو اور مجھے نہر فرات کی طرف جانے دو، میرا جگر شدت تشنگی سے کباب ہو رہا ہے، اگر تمہارا مجھے قتل کرنے کا مصمم ارادہ ہے تو میں راضی ہوں، لیکن مجھے پہلے تھوڑا سا پانی پینے کو دو، اور پھر مجھے قتل کرو، لیکن ان سنگدلوں اور بے رحم ظالموں نے جواب دیا کہ حسینؑ یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ ہم تجھے پانی دیں۔ بلکہ اس شدت پیاس میں ہی تمہیں قتل کریں گے۔ پس یہ کہہ کر ان ظالموں نے امامؑ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور اس قدر تیر اور نیزے برسائے کہ امامؑ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور فرزند رسولؐ کو پیاسا ذبح کر دیا گیا۔

اَلا لَعنَۃُ اللہِ عَلَی القَومِ الظّالِمِین

☆☆☆☆

مجلس 7

عید کے روز حسینؑ کے لئے بہشتی لباس کا آنا

Presented by www.ziaraat.com

ساتویں مجلس

عید کے روز حسینؑ کے لیے بہشتی لباس کا آنا

فِی البِحَارِ عَنِ الرِّضا عَلَیہِ السلام اَنَّہُ قَالَ عَرَی الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَاَدْرَکَھُمَا الْعِیْدُ.

کتاب بحار الانوار میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ عید آ گئی اور حسنینؑ کے پاس پہننے کے لیے نئی پوشاک اور تحفہ نہ تھا۔

فَقَالاَ لِاُمِّھِمَا قَد زَیَّنُوْ اصِبیَانَ الْمَدِیْنَۃِ اِلَّا نَحْنُ فَمَالَکِ لاَ تُفْطِیْنَا الثِّیَابَ الْجُدُدَ.

پس حسنینؑ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؑ سے عرض کیا کہ اماں جان! کل روز عید ہے اور سارے مدینہ کے بچے نئے نئے لباس پہنیں گے اور آپ نے ہمارے لیے لباس تیار نہیں کروائے؟

قَالَتْ یَا نُوْرَ (عَیْنَیَّ) اِنَّ لِبَاسَکُمَا عِنْدَ الْخَیَّاطِ فَاِذَا اَتٰی بِھَا زَیَّنْتُکُمَا.

جناب سیدہؑ نے شہزادوں کی تسکین کے لیے فرمایا کہ اے میرے نور نظر! تمہارے لباس درزی کے پاس ہیں جب وہ لائے گا میں

تمہارے زیب تن کروں گی۔ پس تھوڑی دیر کے بعد حسنینؑ نے پھر سیدہؑ سے عید کے لیے نئی پوشاک طلب کی۔ چونکہ پوشاک شہزادوں کی مرضی کے مطابق موجود نہ تھی۔ چنانچہ جناب سیدہ اپنی بے بضاعتی اور ناداری پر بہت روئیں، آپؑ نے حسنینؑ کو پیار کیا اور پھر گلے لگا کر فرمایا: میرے شہزادو! جونہی درزی تمہاری پوشاک لائے گا میں اسی وقت اپنے پیاروں کو پہناؤں گی۔ حسنینؑ ایک ایک لمحہ گن رہے تھے کہ ہماری پوشاکیں درزی کیوں نہ لایا؟

حسنینؑ کی پریشانی بڑھی اور وہ ملول و غمگین ہوئے کہ اچانک ایک شخص نے در بتولؑ کی زنجیر ہلائی۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ دروازہ پر کون ہے؟ اس نے عرض کیا اے سیدہ کونین!

"اَنَا خَیَّاطُ الْحَسَنَیْنِ"

میں حسنینؑ شریفین کا درزی ہوں،

آپؑ کے حسنؑ و حسینؑ کی پوشاک لایا ہوں۔ سیدہؑ نے یہ خوشخبری سن کر دروازہ کھولا۔ اس شخص نے در سے ہاتھ نکال کر پوشاکیں شہزادی عصمت کو دیں اور چلا گیا۔

فَتَحَتِ الْمِنْدِیْلَ فَاِذَا فِیْہِ قَمِیْصَانِ وَسَرَاوِیْلاَنِ وَارِدَانِ وَعِمَامَتَانِ وَ خُفَّانِ اَسْوَدَانِ فَاَیْقَضَتْھُمَا وَ اَلْبَسَتْھُمَا.

پس معصومہ کونینؑ نے اس گٹھڑی کو کھولا تو آپ نے دیکھا کہ اس میں دو پیراہن، دو زیر جامے، دو ردائیں، دو عمامے اور دو سیاہ موزے ہیں پس شہزادی الطاف الٰہی کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئیں۔ اور آپؑ

Presented by www.ziaraat.com

نے شکر الٰہی ادا کیا۔ حسنینؑ کو اس وقت بیدار کیا اور نئے بہشتی لباس پہنائے۔ پس اسی دوران میں سید الکونینؐ اپنی لخت جگر سیدہ زہراءؑ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپؐ نے دیکھا کہ حسنینؑ نے نئے نئے لباس زیب تن کیے ہیں۔ آپ شہزادوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

آپؐ نے دونوں شہزادوں کو آغوش مبارک میں اٹھالیا اور بہت پیار کیا اور پھر ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہؑ! کیا آپ کو کچھ معلوم ہے کہ جو شخص آپ کے شہزادوں کی پوشاکیں لایا تھا وہ کون تھا؟ عرض کی کہ بابا جان وہ اپنے آپ کو درزی کہہ رہا تھا۔

قَالَ یَا بُنَیَّةُ مَا هُوَ خَیَّاطٌ بَلْ اِنَّمَا هُوَ رِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّةِ.

رسول الثقلینؐ نے فرمایا کہ اے میرے لخت جگر! نور نظر! وہ شخص درزی نہ تھا بلکہ وہ تو رضوان جنت تھا، اور وہ حکم پروردگار سے جنت سے آپ کے شہزادوں کے لیے پوشاکیں لایا ہے۔

کتاب کامل الزیارات میں ہشام بن عروہ سے اور اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ بی بی فرماتی ہیں کہ میں نے عید کے دن رسول خداؐ کو دیکھا کہ وہ حسنینؑ کے بدن نازنین پر لباس آراستہ کر رہے ہیں جبکہ وہ لباس دنیاوی لباس نہ تھا۔ پس میں نے بارگاہ رسول مقبولؐ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کس قسم کا لباس ہے میں نے اس سے پہلے کبھی ایسا نفیس اور عمدہ لباس نہیں دیکھا؟ آپؐ نے فرمایا: اے ام سلمہ! یہ خلعت بہشت ہے کہ ذات کریم نے میرے جگر پاروں کے لیے بھیجا ہے۔

وَاِنَّ لَحْمَتَهَا مِنْ زُغَبِ جَنَاحِ جِبْرَئِیْلَ وَهَا اَنَا اَلْبِسُهُ اِیَّاهُمَا

وَاُذَیِّنُهُ بِهَا فَاِنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاِنِّیْ اُحِبُّهُ.

اے ام سلمہ! اس لباس کا تانا جبرائیلؑ کے پروں سے بنایا گیا ہے۔ چونکہ آج عید کا دن اور روز زینت ہے اس لیے میں اپنے ہاتھ سے اپنے فرزندوں کو بہشت کا لباس پہنا رہا ہوں۔

پس مومنین! مقام افسوس ہے کہ جس عظیم ہستی کے لیے ذات احدیت بہشت سے پوشاک بھیجے اور رضوان جنت جس کا خیاط ہو........ اور رسول اسلامؐ اس امامؑ الانس والجان کو دوست رکھیں........ افسوس صد افسوس ہے کہ ایسے عظیم الشان امامؑ کو اس کے نانا کی امت کے لوگ گوسفند کی طرح تشنہ لب قتل کریں۔ اور اس کی لاش اطہر کو بے غسل و بے کفن اور بے دفن چھوڑ کر چلے جائیں۔ بحار الانوار میں سید سجادؑ سے منقول ہے کہ جب اشقیائے امت میرے والد بزرگوار امام حسینؑ کو قتل کر چکے اور تاراجی خیام بھی ہو چکی تو ہمیں قید اور رسن بستہ کر کے کوفہ کی طرف لے چلے۔

فرأیتُ ابی و اخوتی انّهم صرعی مرمّلون بالدماء مسلوبون ولم یوارو به.

پس اس حالت میں میری نگاہ قتل گاہ پر جا پڑی، میں نے دیکھا کہ میرے پدر عالی مقام اور دوسرے اعزاو، اقرباء اور اصحاب حسینؑ کی لاشیں خاک و خون میں غلطاں کربلا کے گرم ریگستان پر عریاں پڑی ہیں اور کسی نے بھی ان کو دفن نہیں کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب اجسام نورانیہ روئے خاک پر اس بیکسی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں کہ کوئی بھی ان کے قریب نہیں آتا گویا معاذ اللہ وہ اولاد کفار سے ہیں، پس پردیسیوں، بے وطنوں کی لاشیں دیکھ کر میری حالت اس قدر

Presented by www.ziaraat.com

بگڑ گئی کہ قریب تھا میری روح میرے بدن سے نکل جائے۔ پس جب میری پھوپھی عالمہ غیر معلمہ نے میری یہ حالت دیکھی اور انہوں نے میرے حال کو نہایت متغیر پایا تو فرمایا: کہ اے گزشتگان کی یادگار! اور اے باقی ماندگان کے سرپرست آپؑ نے کیا حال بنا رکھا ہے؟ میں دیکھ رہی ہوں کہ قریب ہے آپؑ کی روح بدن سے نکل جائے۔ میں نے عرض کیا: پھوپھی جان! میری حالت کیونکہ متغیر نہ ہو، میں نے اپنے والد بزرگوار، آپ کے اقرباء و اعزاء اور اصحاب کی لاشوں کو دیکھا ہے کہ وہ گوسفندوں کی طرح خاک و خون میں غلطاں پڑی ہیں، اور مجھے نظر نہیں آتا کہ ان بیکسوں کو کوئی دفن کردے۔

پس ثانی زہراؑ: نے یہ سن کر فرمایا کہ اے میرے نور نظر! آپؑ اس قدر گریہ اور آہ و بکا نہ کریں یہ جو امر عظیم واقع ہوا ہے یہ وہ امر عظیم ہے کہ رسول خداؐ سے اس امر کا عہد و پیمان پہلے ہو چکا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اس امت کی ایک جماعت سے عہد لیا ہے کہ وہ ان شہداء کی لاشوں کو دفن کریں گے۔ اے میرے وارث شریعت بیٹے! قریب ہے کہ وہ لوگ ہمارے بعد اس مقتل میں آئیں اور شہداء کے سب اعضائے پارہ پارہ کو جمع کریں، اور ایک گہری قبر کھود کر تمام شہداء کو ایک جگہ دفن کریں، اور تمہارے مظلوم بابا کی لاش اطہر کو علیحدہ دفن کریں اور وہاں نشان قبر بنائیں اور وہ نشان بحکم الٰہی قیامت تک باقی رہے گا اور کسی کے مٹانے سے نہ مٹے گا۔

پس اے حسینؑ کے پرسہ دارو! جب اہلبیتؑ اطہار رسن بستہ کوفہ و شام کی طرف روانہ ہو چکے اور بنی اسد کے قبیلہ کو معلوم ہوا کہ شہداء کی لاشیں بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں تو وہ سب اپنی عورتوں کے ساتھ، سر برہنہ روتے پیٹتے مقتل شہداء میں آئے

اور انہوں نے بکھرے ہوئے اعضائے شہداء کو جمع کیا۔ ان سب پر نماز پڑھی اور سب شہداء کو ایک عمیق قبر میں دفن کیا۔ جبکہ جناب سید الشہداءؑ کو ایک علیحدہ قبر میں دفن کیا، امام مظلومؑ کے بائیں پاؤں کی طرف شہزادہ علی اکبرؑ کو دفن کیا بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے ظالم حکمرانوں نے پوری کوشش کی کہ شہدائے کربلا کے نشانات کو مٹا دیا جائے لیکن وہ مٹا نہ سکے، بلکہ وہ روز بروز مرجع خلائق عالم بنتے گئے اور ان مزارات مقدسہ کی رونق قیامت تک جاری و ساری رہے گی، پروردگار عالم ہمیں بھی ان مزارات مقدسہ اور عتبات عالیہ کا مجاور بننے کی توفیق دے اور ہمیں بھی حسینؑ کی بستی میں دفن کرے۔

الا لَعنَۃُ اللہ علی القَومِ الظّالِمِینَ

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

8

امام کی شہادت مسلم کی آگاہی

آٹھویں مجلس

امامؑ کی شہادت مسلم کی آگاہی

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِی اَنَّہٗ قَالَ اَھْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ قِطْفٌ مِنَ الْعِنَبِ فِی غَیْرِ اَوَانِہٖ فَقَالَ لِی یَا سَلْمَانُ اِئْتِنِیْ بِوَلَدَیَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ لِیَاْ کُلَا مَعِیَ ۔

جناب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے انگور کا ایک خوشہ رسول خداؐ کی خدمت عالیہ میں ہدیہ کیا جبکہ وہ انگور کا موسم نہ تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اسے قبول فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ اے سلمان! میرے فرزند حسنؑ و حسینؑ کو بلالاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ انگور کھائیں، حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حسب الارشاد حسنینؑ کو طلب کرنے کے لیے پہلے خانہ بتولؑ پر گیا اور پھر ام کلثوم کے گھر گیا لیکن مجھے حسنینؑ نہ ملے، آخر کار میں نے سید لولاک کو حسنینؑ کے نہ ملنے کا بتایا، آنحضرتؐ یہ سنتے ہی بے قرار ہو کر کھڑے ہوگئے اور آپؐ نے مفارقت حسنینؑ میں تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے نور چشمو! آپؑ کی جدائی میرے لیے برداشت نہیں، پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے تمہیں ملا دے

Presented by www.ziaraat.com

پروردگار اس کو اس کا صلہ بہشت عطا کرے گا۔ پس اسی وقت جبرئیل بحکم خداوند جلیل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ اس قدر مضطرب اور بیقرار کس کے فراق میں ہیں؟ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے جبرائیل! میرے نور چشم حسنؑ و حسینؑ کہاں چلے گئے ہیں؟ ان کا سراغ نہیں مل رہا، میں یہودیوں کے مکرو فریب سے نہایت مضطر اور بے قرار ہوں کہ کہیں میرے فرزندوں کو ایذا نہ پہنچائیں، پس جبرائیل امینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس قدر بیتاب نہ ہوں اور کسی قسم کا خوف نہ کریں آپؐ کے فرزندان ارجمند ''نخلستان ابوجداح'' میں سو رہے ہیں۔

پس سلمانؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت اس باغ کی طرف چل پڑے اور میں بھی آنحضورؐ کے ساتھ تھا، پس جب ہم اس باغ میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ دونوں بھائی ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال کر آرام فرما رہے ہیں اور ایک اژدھا ان کے سر کی طرف ایک گلدستہ منہ میں لے کر ان کو راحت پہنچا رہا ہے، اور وہ دونوں شہزادے ٹھنڈی ہوا میں گہری نیند سو رہے ہیں، پس جب اژدھا نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو اس نے اپنے منہ سے گلدستہ نکال کر رکھ دیا اور فصیح زبان میں سلام عرض کرنے کے بعد کہا یا رسول اللہؐ! میں اژدھا نہیں ہوں بلکہ کروبین میں سے (ایک فرشتہ) ہوں۔

یارسول اللہؐ! مجھ سے چشم زدن کے برابر ذکر الٰہی میں غفلت ہوگئی تھی پس پروردگار عالم نے مجھے اژدھا کی صورت میں مسخ کر کے آسمان سے زمین پر پھینک دیا ہے، یارسول اللہ! میں عرصہ دراز سے اس عذاب الیم میں گرفتار ہوں اور میں اس امید سے رہا ہوں کہ پروردگار کا کوئی برگزیدہ میری شفاعت کرے گا اور وہ ذات کریم اس

کی برکت سے میری دعا قبول کر کے مجھے اصلی حالت عطا کرے گا۔ پس آنحضرتؐ اس فرشتہ کا حال سن کر حسنینؑ کے پاس تشریف لائے اور اپنا دھن اقدس لب ہائے نازنین حسینؑ پر رکھ دیا اور ان سے پیار کرنے لگے یہاں تک کہ وہ شہزادے خواب سے بیدار ہوگئے اور زانوئے رسولؐ پر تشریف فرما ہوگئے۔ پس رسول خداؐ نے شہزادوں سے فرمایا کہ اے میرے نور نظر! اس مسکین کی طرف نظر کرو کہ یہ تم سے کچھ التماس دعا کی آرزو رکھتا ہے حسنینؑ اسے دیکھ کر خائف ہوئے اور عرض کیا کہ نانا جان! یہ کون ہے، اس کی ہولناک صورت سے ہمیں خوف آرہا ہے؟ آنحضورؐ نے فرمایا: میرے بیٹو! خوف مت کھاؤ یہ اژدھا نہیں ہے بلکہ یہ کروبین (فرشتوں) میں سے ایک فرشتہ ہے، یہ ایک لمحہ ذکر خداوند جلیل سے غافل ہوگیا تھا پروردگار نے اسے سزا کے طور پر اژدھا کی شکل میں آسمان سے زمین پر پھینک دیا ہے۔ یہ تم سے شفاعت کی امید رکھتا ہے۔

پس یہ دونوں شہزادے زانوئے اقدس سے کھڑے ہوئے اور دونوں نے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہنستے ہوئے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے، اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا اے ذات کریم! تجھے تیرے رسول حضرت محمدؐ کی رسالت کا واسطہ، اپنے ولی علیؑ کی ولایت کے صدقہ اور ہماری ماں سیدہ زہراءؑ کی عصمت و طہارت کا واسطہ اس فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں پلٹا دے۔ اور اس کے قصور سے درگزر فرما، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ابھی شہزادوں کے ہاتھ بلند تھے کہ جبرئیل امین رسول اسلامؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! خوشخبری ہو کہ حسنینؑ شریفین کی دعا کے صدقہ میں ذات الٰہی نے اس فرشتہ کو اس کی اصلی حالت میں پلٹا دیا ہے اور اس کا قصور معاف کر دیا ہے۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ اسی وقت اس فرشتہ کے پر وبال اُگ آئے اور وہ اصلی صورت میں تسبیح پڑھتا ہوا جبرئیل کے

Presented by www.ziaraat.com

ہمراہ آسمان کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل بارگاہ رسالت میں ہنستے مسکراتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! جب سے وہ فرشتہ آسمان کی طرف گیا ہے ہفت آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو میری ہمسری کر سکے؟ اس لیے کہ میں وہ ملک ممتاز ہوں کہ جس کی شفاعت سید اشباب اہل الجنۃ نے کی ہے جو رسول الثقلینؐ کے فرزندان ارجمند ہیں۔

مومنین جائے گریہ وبکاہ ہے کہ جس شہزادہ کی دعا ذات احدیت رد نہ کرے اور اس کی سفارش پر فرشتوں کے قصور کو معاف کر دیا جائے .... اس امامؑ دو جہاں کی اشقیائے کوفہ وشام فریاد نہ سنیں، اور اس کی آواز استغاثہ پر لبیک نہ کہیں .... بلکہ الٹا اس کی فریاد پر اس کے بدن اطہر پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کی بارش برسا دیں۔

منقول ہے کہ جب امامؑ مظلوم کا چھ ماہ کا لال علی اصغرؑ شدت تشنگی سے جان بلب ہوا، اس وقت غریب کربلاؑ نے اس معصوم سی کلی کو اپنی گود میں لیا اور سپاہ یزید کے سامنے آئے۔ آپ نے بلند آواز میں فرمایا:

اَمَا مِن مُغِیثٍ یُغِیثُنَا اَمَا مِنْ طَالِبِ حَقٍ فَیَنْصُرُنَا اَمَا مِن اَحَدٍ یَاتِینَا بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ لِهَذَا الطِّفْلِ فَاِنَّهُ لَایُطِیقُ الظُّمَاءِ

یعنی اس انبوہ کثیر میں سے کوئی ایسا ہے جو ہماری فریاد کو پہنچے؟ کوئی طلبگار حق ہے کہ جو ہم اہلبیتؑ کی مدد کرے، کوئی ایسا نرم دل ہے کہ جو اس طفل شیر خوار کو ایک گھونٹ پانی پلا دے؟ یہ بچہ شدت پیاس سے جاں بلب ہے؟

سپاہ یزید پر افسوس ہے کہ امامؑ ان درندوں کے سامنے انکسار کے ساتھ حجت تمام کر رہے تھے، اور ان سے فریاد و استغاثہ بلند کر رہے تھے کہ اچانک حرملہ ملعون نے امامؑ مظلوم کی طرف تیر پھینکا، وہ تیر ستم شہزادہ علی اصغرؑ کے حلق نازنین پر لگا اور وہ تین دن کا پیاسا بچہ اپنے وجود سے بھاری تیر ستم کھا کر راہی بہشت ہوا۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم مجھے وہ بھیانک منظر نہیں بھولتا کہ جب امام مظلوم نے حسرت بھری نگاہوں سے اس بچہ کی طرف دیکھا اور آپ کی آنکھیں ساون کے بادلوں کی طرح برس پڑیں۔

اس کے بعد غریب کربلاؑ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور عرض کیا اے پروردگار عالم! گواہ رہنا اس قوم جفا کار نے اس طفل شیر خوار کو ناحق قتل کیا ہے۔ اور اسے قتل کیا ہے جو تیرے رسول کی صورت کے ساتھ مشابہہ تھا۔ اے میرے مالک! میں تیری مصلحت اور رضا پر راضی ہوں، میں امیدوار ہوں کہ میرے اور میرے شیعوں کے لیے وہ امر کرنا جو تیرے نزدیک بہتر اور مناسب ہو۔ پس حسینؑ کے ماتمدارو! امام مظلومؑ اپنے چھ ماہ کے لال کی لاش کو گود میں لیے ہوئے گھوڑے سے اترے، اور اپنی شمشیر کی نوک سے قبر کھود کر اپنے اس ننھے مجاہد کو دفن کیا۔ پھر امامؑ قبر علی اصغرؑ پر خوب روئے۔

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَومِ الظّٰالِمِین

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
9

فرشتہ بحکمِ خدا محافظِ حسینؑ

نویں مجلس

فرشتہ بحکم خدا محافظ حسینؑ

فی الُبحارِ عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ انَّهُ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذَا اَقْبَلَتْ فَاطِمَۃُ وَهِیَ تَبْکِی فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ مَا یُبْکِیکِ یَا فَاطِمَۃُ

کتاب بحار الانوار میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ہم سب لوگ ایک روز بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا روتی ہوئی آئیں، رسول خدا شہزادی عصمت کو روتے دیکھ کر بیتاب ہو گئے، اور آپ نے فرمایا: ”اے فاطمہؑ! آپ کیوں رو رہی ہیں“ جناب سیدہ نے عرض کیا بابا جان! آپ کے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ نہ جانے کس طرف چلے گئے ہیں، میں ان کی مفارقت میں رو رہی ہوں“ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا! اے لخت جگر! آپ کا باپ آپ پر فدا ہو آپ اس قدر بیتاب مت ہوں، اللہ تعالیٰ ان کا محافظ و نگہبان ہے۔“

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضورؐ نے یہ کلمات حضرت زہراءؑ کی تسکین کے لیے کہے جبکہ آپ حسنینؑ کی مفارقت میں بیتاب ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے

Presented by www.ziaraat.com

ہو گئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار عالم! تجھے حضرت ابراہیمؑ کا واسطہ اور تیرے برگزیدہ نبی حضرت آدم علیہ السلام کا واسطہ، میرے دونوں نور چشم حسنؑ و حسینؑ کو چاہے وہ صحرا میں ہوں یا دریا میں اپنی حفظ و حمایت میں محفوظ رکھنا۔

جناب ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ کے دست دعا بارگاہ ایزدی میں اٹھے ہوئے تھے کہ جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! حق سبحانہ تعالیٰ نے تحفہ سلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپؐ ہرگز مغموم و محزون نہ ہوں۔ آپ کے فرزند حظیرہ بنی نجار میں سو رہے ہیں۔ ہم نے ان کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ کو موکل کیا ہے وہ ان دونوں کی نگہبانی کر رہا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسالتمآب نے یونہی یہ خبر سنی آپ حظیرہ بنی نجار کی طرف رواں دواں ہوئے، اور ہم سب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ ہم حظیرہ میں داخل ہوئے ہم نے دیکھا کہ دونوں شہزادے ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے محو استراحت ہیں اور ایک فرشتہ ان کے اوپر اپنے پر کا سایہ کئے ہوئے ان کی نگہبانی کر رہا ہے رسول خداؐ نے جاتے ہی دونوں شہزادوں کو اپنی گود میں اٹھایا اور اس کے بعد آپ نے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا کہ اولاد آدمؑ! کیا میں تم کو ان سے آگاہ نہ کروں جو ساری مخلوق سے نانی اور نانے کے ناتے سے افضل ہیں؟ اصحاب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنَ فَاِنَّ جَدَّ ھُمَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَجَدَّ تُھُمَا خَدِیْجَتَہ الْکُبْرٰی۔

کہ وہ دونوں میرے شہزادے حسنؑ اور حسینؑ ہیں کہ جن کا نانا محمد رسولؐ اللہ اور نانی خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام ہیں پھر آپؐ نے ارشاد

فرمایا۔

اَلا اُخبِرُکُم بِخَیرِ النَّاسِ اَبًا وَاُمًّا اَبلٰی قَالَ الحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ فَاِنَّ اَبَا ھُمَا عَلِیُّ ابنُ اَبِیطَالِبِ وَاُمُّھُمَا فَاطِمَۃ الزَّھراٗ بِنتُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰے۔

کہ میں ان کے بارے میں تم کو آگاہ کروں کہ جو تمام مخلوق سے ماں اور باپ کے نسب سے افضل و برتر ہیں؟ سب نے عرض کیا آپؐ ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں حسنؑ و حسینؑ ہیں کہ جن کا باپ علی ابن ابیطالبؑ اور ماں فاطمہ زہراء علیہا السلام ہیں۔ یعنی علیؑ جیسا عظیم باپ کائنات میں نہیں ہے اور فاطمہؑ جیسی عظیم ماں نہیں ہے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔

اَیُّھَا النَّاسُ اَنَّ اَبَا ھُمَا وَ اُمَّھُمَا وَجَدَّھُمَا وَجَدَّ تَھُمَا وَ عَمَّھُمَا وَ عَمَّتَھُمَا کُلُّھُم فِی الْجَنَّتہ

اے لوگو! ان کا باپ اور ماں، نانا اور نانی ماموں، چچا اور چچی اور یہ دونوں میرے فرزند سب جنتی ہیں اور ان سب کا مسکن بہشت ہے۔

وَمَنْ اَحَبَّھُمَا فِی الْجَنَّتہ وَمَنْ اَحَبَّ مَنْ اَحَبَّھُمَا فِی الْجَنَّتہ

اے لوگو! جو شخص میرے ان دونوں نور نظر سے محبت رکھے گا وہ بھی بہشت میں ہوگا، بلکہ جو شخص ان سے محبت رکھے اس سے محبت رکھنے والا وہ بھی جنتی ہوگا۔

پس حضرات مومنین! آپ دعا کریں بارگاہ ایزدی میں کہ پروردگار ہمیں محبت

Presented by www.ziaraat.com

حسینؑ عطا کرے اور غلامان حسینؑ کے گروہ میں محشور کرے، اور ہمیں اس قوم سے بے زار رکھے جو اہلبیت رسولؐ کے دشمن ہیں۔ رونے کا مقام ہے کہ جن شہزادوں کی حفاظت کے لئے ذات الٰہی فرشتوں کو مقرر کرے اور وہ تمام عالم سے حسب و نسب کے لحاظ سے بہتر ہوں جن کی محبت عذاب دوزخ سے نجات کا باعث ہو۔ اور جن کی دوستی بہشت میں داخل ہونے کا سبب ہو۔

خدا لعنت کرے قوم اشقیاء پر کہ جنہوں نے ایک شہزادے کو تو زہر سے شہید کر دیا اور ان کے جنازہ پر تیر برسائے اور انہیں نانا کے روضہ کے پاس دفن نہ ہونے دیا اور دوسرے شہزادے کو وطن میں رہنے نہ دیا اور مکر و فریب سے طلب کر کے صحرائے کربلا میں ہر طرف سے محاصرہ کیا اور انہیں عزیز و اقربا اور یار و مددگار کے ساتھ تشنہ لب شہید کیا اور کسی نے بھی اس امام مظلومؑ پر رحم نہ کیا۔

لَمْ اَنْس سِبط اَلمُصْطَفٰے وَھُوَظَامٍ یُذَادُ مِنَ المَاءِ المُبَاحِ وَیُحْرَمْ

راوی کہتا ہے کہ مجھے فرزند رسولؐ کی تشنگی نہیں بھولتی کہ وہ امامؑ مظلوم اس شدت پیاس میں روز عاشور ہر چند چاہتے تھے کہ نہر فرات تک جائیں اور تھوڑا سا پانی پئیں لیکن وہ بے رحم آپ کو نہر فرات تک نہ جانے دے رہے تھے بلکہ وہ آپ پر تیر برساتے تھے جبکہ وہ پانی حسینؑ کی ماں بتولؑ کو مہر میں ملا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے امامؑ مظلوم کا وہ وقت نہیں بھولتا کہ جب مظلوم یکہ و تنہا انصار و اقرباء کے لاشوں میں کھڑے تھے اور آپ اتمام حجت کے لیے اس قوم اشقیاء سے فرماتے تھے کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مجھ بے کس پر رحم کرے اور مجھے

ضرر اعدا سے نجات دے۔ تو اس وقت قوم اشقیاء نے جواب دیا کہ حسینؑ اگر سرد پانی سے سیراب ہونا چاہتے ہو اور قتل سے بچنا چاہتے ہو تو یزید کی بیعت کی طرف رغبت اختیار کرو اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو قریب ہے کہ ہم آپ کو تلواروں سے قتل کریں۔

منقول ہے کہ یہ سن کر امام مظلومؑ نے

لا حولَ وَلا قُوَّتہ الَّا باللّٰه العَلیِّ العظِیم

اے کفار بدکردار یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں زنا کار اور فاسق و فاجر یزید کی بیعت کر کے دین خدا کو برباد کروں۔ میرے نزدیک اس ننگ و عار سے مر جانا بہتر ہے۔ مقام افسوس ہے کہ جب قوم اشقیاء نے امام سے صحیح جواب سنا تو سپاہ یزید ہر طرف سے مظلومؑ امام پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے آپ پر تیروں تلواروں کی بارش کر دی اور امام بے کس کو شہید کر دیا۔

اَلا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَے الْقَوْمِ الظَّالِمِیْن

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلسؑ 10

فضائلِ امامِ حسینؑ

دسویں مجلس

فضائل امام حسینؑ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ وَعَلٰی فَخِذِهِ الْاَیْمَنِ اَلْحُسَنُ وَعَلٰی فَخِذِهِ اِلَا یَسرِ اِبْنَهُ اِبْرَاهِیْمُ وَهُوَ تَارَةً یُقَبِّلُ هٰذَا وَ تَارَةً هٰذَا.

ابن عباس سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ ایک روز ہم رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں جمع تھے کہ آپؐ کے دائیں زانو پر آپ کے چھوٹے نواسہ حضرت امام حسینؑ اور بائیں زانو پر آپ کے فرزند ابراھیمؑ تشریف فرما تھے۔ آنحضرتؐ کبھی اپنے نواسہ حسینؑ سے اور کبھی اپنے فرزند ابراھیمؑ سے پیار کرتے تھے کہ اتنے میں آسمان سے جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ! خداوند جلیل نے تحفہ سلام کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیں ان دونوں فرزندوں کا آپ کے پاس جمع ہونا ناگوار ہے۔ پس ان دونوں میں سے جسے زیادہ دوست رکھتے ہو اسے دوسرے پر فدا کر دو۔

فَنَظَرَ النَّبِیُّ اِلَی اِبْرٰهِیْمَ فَبَکٰی ثُمَّ نَظَرَ اِلَی الْحُسَیْنَ فَبَکٰی ثُمَّ قَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ یُقْبَضُ اِبْرَاهِیْمُ فِدْیَةً لِلْحُسَیْنِ.

پس آنحضرتؐ نے یہ حکم ربی سن کر کو پہلے اپنے فرزند ارجمند جناب ابراھیمؑ کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھا اور آپ کی آنکھیں برس

Presented by www.ziaraat.com

پڑیں اور پھر آپ کی آپؐ کے پارہ جگر حسینؑ پر پڑی' آپ نے گریہ کیا' اور پھر آپ نے جبرئیل سے فرمایا کہ اے جبرئیل! مجھے ناگوارا ہے کہ میرا فرزند ابراھیمؑ میرے نور چشم کا فدیہ ہوں۔ میں راضی ہوں کہ میرے ابراھیم کی روح کو قبض کیا جائے لیکن بتولؑ کا فرزند حسینؑ سلامت وزندہ رہے۔

فَقُبِضَ اِبْرَهِيْمُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَكَانَ النَّبِيُّ اِذَارَىَ الْحُسَيْنَ مُقْبِلاً قَبَّلَهُ وَضَمَّهُ اِلَى صَدْ رِهِ وَ يَرْ شِفُ ثَنَا يَاهُ وَيَقُولُ فَدَيْتُ بِمَنْ فَدَيْتَهُ بِابْنِي اِبْرَاهِيْمَ.

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ تین دن کے بعد ابرہیمؑ نے وفات پائی۔ پس اس روز سے جس وقت حضورؐ اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھتے تھے تو ہاتھ پھیلا کر حسینؑ کو چھاتی سے لگاتے تھے اور حسینؑ کے لب ہائے مبارک اور دندان کے بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس پر فدا ہوں کہ جس پر میں نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کو فدا کیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلامؐ عائشہ کے گھر کے باہر تشریف لائے اور آپؐ فاطمہ زہراءؑ کے دروازہ سے ہو کر گزرے' اچانک آپ کے کانوں میں حسین کے رونے کی صدا آئی تو آپ فوراً سیدہ زہراءؑ کے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ اے فاطمہؑ! میرے نور نظر حسینؑ کو تسکین دو اور انہیں چپ کراؤ' کیا آپ نہیں جانتی کہ حسینؑ کا رونا مجھے برداشت نہیں' مجھے اس کے رونے سے رنج ہوتا ہے۔ پس یہ فرما کر آپ نے اپنے فرزند کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور حسینؑ کے آنسو پونچھے اور اپنے نواسہ سے بہت پیار کیا۔

روایت میں منقول ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ حسینؑ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں پس رسول اکرمؐ اپنے اصحاب سے آگے بڑھے اور آپ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر چاہا کہ اپنے نور چشم کو گود میں اٹھا لیں۔ پس جب سید کونینؐ نے اپنے نواسہ کو گود میں اٹھانے کا ارادہ کیا تو امام حسینؑ دوڑ کر آگے ٹھہر گئے۔ سردار کائنات بھی بچوں کی طرح حسینؑ کے ساتھ دوڑ رہے تھے اور حسینؑ کو ہنسائے جاتے تھے۔ بالآخر آنحضرتؐ نے حسینؑ کو پکڑ لیا۔ راوی کہتا کہ رسول خداؐ نے اپنا ایک ہاتھ حسینؑ کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا پس گردن رکھا۔ اور اپنا منہ حسینؑ کے لبوں اور دندان پر رکھا اور آپ نے خوب پیار کیا اور فرمایا۔

"حُسَيْنٌ مِنِّي وَ اَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا"

کہ میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے ہے یعنی حسینؑ کا گوشت پوشت اور ہڈیاں میرا گوشت اور پوشت ہے۔ اور حسینؑ میری روح ہے' پروردگار اسے دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے۔

مظلوم حسینؑ کے پرسہ دارو! یہ سر پیٹنے اور رونے کا مقام ہے کہ جس شہزادے پر رسول خدا اپنے فرزند ابراہیمؑ کو قربان کریں جس کا رونا رسول اسلام کو برداشت نہ ہو' جس کا سر اطہر رسولؐ خدا اپنے سینہ سے لگائیں افسوس ہے کہ اس پارہ جگر رسولؐ مقبول کو اشقیائے امت تین دن کا پیاسا ذبح کریں۔ اور اس کا سر اقدس تن اطہر سے جدا کر کے کبھی نوک تیرہ پر بلند کریں کبھی درخت پر لٹکائیں اور کبھی دروازہ ہائے بلند پر نصب کریں۔ اور وہ لب و دندان کہ جن کے رسول اسلام بوسے لیں۔ ہائے افسوس انہیں دندان مبارک پر یزید کی چھڑی سے بے ادبی کی جائے اور وہ ملعون اہلبیت اطہارؑ کا

Presented by www.ziaraat.com

مذاق اڑائے۔

وَسُبِطُ رَسُولِ اللّٰهِ تُنكَتُ ثَغرُهُ وَاَولَا دِحَربِ ثَغرهُم يَتَبَسَّمُ

رِيَاحَينِ بُستَانِ الرِّسَالَتهِ ضُيِّعَتُ وَبَذرُ خَبِيثٍ رَازَعَاهُ لَهُ.

حضرات عجب انقلاب زمانہ ہے کہ حسینؑ مظلوم کے لبوں پر چھڑی سے بے ادبی کی جائے اور اولاد زنا کار کے نجس لب متبسم ہوں اور افسوس کا مقام ہے کہ چمن رسالت کے پھول پژمردہ اور ضائع ہوں اور نجس تخم کے لیے روز بروز نشوونما ہو۔

لَقَد قَامَ فِی آلِ النَّبِیِّ قِیَامَةٌ
وَعِندَ اَهَالِی الشَّامِ عِیدٌ مَوسَمٌ
لِاَلِ اَبِی سُفیَانٍ ذُودُمَسَرَّةٍ
وَفِی بَیتِ اَهلِ البَیتِ قَدُ قَامَ مَاتَمٌ

مقام تاسف ہے کہ اولاد نبیؐ کے درمیان واحسینا کا قیامت کا شور برپا ہو اور اہل کوفہ و شام میں صدائے مبارکباد اور قد قتل الحسینؑ کی صدا بلند ہو اور ہر شخص عید سے بھی زیادہ خوشی منا رہا ہو اور اولاد ابوسفیان اپنے گھروں میں مسرور ہوں اور رسول اسلامؐ کے گھر ماتم بپا ہو۔

اَلا لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَے القَومِ الظَّالِمِینَ.

☆☆☆☆☆

مجلس
11

امام حسینؑ کا ایک مومنہ کو زندہ کرنا

Presented by www.ziaraat.com

گیارہویں مجلس

امام حسینؑ کا ایک مومنہ کو زندہ کرنا

فی الخرائج عن یحیی قال کُنّا عند ابی عبد اللہِ الحُسینَ اِذْ دخل علیہ شابٌ یبکی

کتاب خرائج الجرائح میں یحییٰ سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ ایک دن ہم کافی سارے لوگ امام حسینؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک نوجوان روتا ہوا امامؑ کے پاس آیا۔ امامؑ نے اس سے پوچھا کہ اے نوجوان تو کیوں رو رہا ہے؟ اس نے عرض کی کہ اے سردار کونینؑ میری ماں مومنہ صاحب مال تھیں اور وہ ابھی دنیا سے انتقال کرگئی ہے۔ اجل نے اسے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ وصیت کرسکتی پس میں اس کی مفارقت پر اور وصیت نہ کرنے پر ماتم کناں ہوں۔

اے فرزند رسولؐ! جب اس کی روح بدن سے جدا ہونے لگی تو اس وقت اس نے مجھے قریب بلا کر اتنا کہا تھا کہ میرے کفن و دفن سے پہلے میری موت کی خبر میرے مولا و آقا امام حسینؑ کو دینا۔ اور جو میرے مولا حکم دیں اس پر عمل کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ امام یہ خبر سنتے ہی اس نوجوان کے ہمراہ اس مومنہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم سب آپ کے ساتھ تھے۔ ہم اس مومنہ کے دروازہ پر پہنچے ہم نے دیکھا کہ سامنے وہ

مومنہ مردہ پڑی ہے اور اس کے اوپر ایک چادر اوڑھائی گئی ہے۔ پس امامؑ نے بارگاہ ایزدی میں اس مومنہ کے زندہ ہونے کی دعا کی پس ابھی امامؑ کی دعا مکمل نہ ہوئی تھی، آپ کے ابھی دست دعا کے لیے بلند ہی تھے کہ اچانک وہ مومنہ اٹھ بیٹھی اور اس کی زبان پر حکم شہادت جاری ہوگیا۔ جب اس مومنہ نے دیکھا کہ سامنے امامؑ تشریف رکھتے ہیں، اور اس ضعیفہ کی نگاہ جمال عدیم المثال پر پڑی تو اس نے خوشی خوشی امامؑ پر سلام عرض کیا اور پھر عرض کیا کہ اے فرزند رسول! آپ اندر تشریف لائیں اور آپ جو اس کنیز کو حکم دیں میں اس کو بجالاؤں۔ پس امامؑ اس مومنہ کے قریب ہوئے اور آپؑ نے فرمایا کہ پرودگار عالمؑ تجھ پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو کچھ تو نے وصیت کرنی ہے وہ کرتا کہ تیری وصیت کے مطابق بعد میں عمل کیا جائے۔ اس ضعیفہ نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ! میرے مال میں سے فلاں مکان کے اندر اتنا مال رکھا ہوا ہے پس میں نے اس کا ایک ثلث آپ کے شیعوں اور دوستوں کے لئے ھبہ کیا اور آپ کو اس کی تقسیم کا کامل اختیار ہے اور عرض کی کہ اے حیدر کرار کے فرزند ارجمند! اس میں سے دو ثلث میرے اس فرزند کو دے دیجیے گا اس لئے کہ مومنین کے مال میں ہرگز مخالفین کا حق نہیں ہے۔

اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ مولاؑ! آپ کی کنیز ایک آرزو رکھتی ہے کہ آپ میرے تجہیز و تکفین میں شامل ہوں اور میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ یہ کہہ کر وہ مومنہ مرگئی اور اسی طرح فرش موت پر لیٹ گئی۔

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد کے ساتھ صادق آل محمدؐ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھی اور ایک مرد بھی اس کے پیچھے طواف کر رہا تھا۔ پس حالت طواف میں اس عورت نے اپنا ہاتھ باہر نکالا وہ مرد ہاتھ دیکھتے ہی اس کی

Presented by www.ziaraat.com

طرف راغب ہوگیا اور اس نے اپنا ہاتھ اس عورت کے بازو پر رکھ دیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ مرد کا ہاتھ عورت کے بازو میں پیوست ہوگیا کہ جو جدا کرنے سے جدا نہ ہوا۔ پس دونوں طواف کرنے سے دست بردار ہوئے اور کافی سارے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہوگئے۔ آخر کار ان کی نوبت حاکم شہر تک پہنچی۔ حاکم شہر نے سزا کے لیے ان دونوں کو فقہائے مکہ کے پاس بھیجا۔ علمائے علام اور فقہائے علام نے اس مرد کی سزا تجویز کی کہ اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے کیونکہ اس شخص نے ایک غیر شرعی فعل کیا ہے۔

جب حاکم نے سزا کو سنا تو اس نے ناپسند کیا اور اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی اہلبیت رسولؐ میں سے بھی حج کی ادائیگی کے لیے آیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا ہاں شہزادہ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں پس حاکم نے آپ کی طرف اپنا نمائندہ بھیجا کہ آپ تشریف لائیں۔ جب امام علیہ السلام حاکم کے پاس تشریف لائے تو اس نے مرد و زن کے قصہ کو آپ کے گوش گزار کیا۔ اور اس کے ساتھ درخواست کی کہ یا ابن رسولؐ اللہ! فقہائے مکہ نے اس کی سزا ہاتھ کاٹنا تجویز کی ہے جو مجھے ناپسند ہے، امید وار ہوں کہ آپ فیصلہ فرمائیں جس پر عمل کیا جائے۔

راوی کہتا ہے کہ جب امامؑ نے ان سے حکایت سنی تو آپ رو بقبلہ متمکن ہوئے اور آپ نے اپنے ہاتھ بارگاہ ایزدی میں بلند کیے اور دیر تک دعا کرتے رہے اور اس کے بعد آپ ان مرد و زن کے پاس تشریف لے گئے اور اس مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ سے چھڑا دیا۔ پس لوگوں نے اس اعجاز پر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور حاکم شہر نے عرض کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ! اگر آپ ارشاد فرمائیں تو اس مرد کو اس امر قبیح پر کچھ سزا دی جائے امامؑ نے فرمایا یہ سزا کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔

صفوان بن مہران سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر علیہ

السلام سے سنا ہے کہ امام حسینؑ کے زمانہ میں دو مردوں نے ایک عورت اور اس کے فرزند کے بارے میں تنازع کیا اور ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرتا تھا کہ یہ عورت بھی میری ہے اور فرزند بھی میرا ہے۔ پس اتفاقاً امام حسین علیہ السلام اس طرف سے گزرے، حضرت نے دیکھا کہ دو شخص تنازع کر رہے ہیں۔ حضرت نے کسی سے پوچھا کہ ان کے تنازع کا سبب کیا ہے۔ آپ کو تنازع کی وجہ بیان کی گئی تو امامؑ نے مدعی اول سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ جا، پس وہ حسب الارشاد بیٹھ گیا پھر آپ نے اس عورت سے کہا کہ اے بی بی اس سے پہلے کہ تیرا عیب ظاہر ہو اور تیرا پردہ فاش ہو تو مجھے مخفی طور پر صحیح واقعہ بتا دے۔ اس عورت نے کہا کہ یا ابن رسولؐ اللہ یہ میرا شوہر ہے اور یہ فرزند بھی اس کا ہے اور میں دوسرے شخص سے ہرگز واقف نہیں ہوں کہ یہ کون ہے۔

فَقَالَ لِوَلَدِ هَا الرَّضِیعِ یَا غُلَامُ مَا تَقُولُ هٰذِهِ فَانْطَقَ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَقَالَ الْغُلَامُ یَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ مَا اَنَا لِهٰذَا وَلَالِذَ الِک بَلْ اَنَا لِرَاعٍ لَالِ فُلَانٍ .

پس جب اس زانیہ اور فاسقہ و فاجرہ نے صحیح کلام نہ کی اور وہ اپنے کذب پر مصر رہی تو اس وقت امام حسین علیہ السلام نے اس شیر خوار سے کہا کہ جو اس عورت کی گود میں تھا کہ اے بچے! تو پروردگار کے حکم سے صحیح واقعہ بیان کر کہ تو کس کے نطفہ سے ہے۔ چنانچہ امامؑ کے اعجاز سے وہ بچہ گویا ہوا اور عرض کیا اے امام انس و جن حقیقت حال تو یہ ہے کہ میں نہ اس کا فرزند ہوں اور نہ اس کا بلکہ میں ایک گلہ بان کے نطفہ سے پیدا ہوا ہوں کہ وہ فلاں قوم و قبیلہ سے ہے۔

فَامَرَ بِر جمِهَا قَالَ الصَّادِقُ فَلَم یَسمَع اَحَدٌ نَطَقَ الغُلَامُ بَعدَ

Presented by www.ziaraat.com

ذٰلکَ

پس جب شیر خوار بچے نے علی روس الاشہاد حال واقعی کو مفصل بیان کیا اور اس عورت کے زنا پر عمومی گواہی دی تو امامؑ نے اسی وقت اس زانیہ عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ اس گواہی کے بعد تک اس بچہ کو کسی نے بولتے نہ سنا۔

سبحان اللہ کیسا عظیم امام حلال مشکلات اور صاحب اعجاز و کرامات تھا افسوس ہے ان یزیدی درندوں پر جنھوں نے امامؑ کے کمالات ظاہری و باطنی کو دیکھتے ہوئے شہید کیا۔ اور اس معجز نما امامؑ نے رضائے الٰہی کی خاطر سب دکھوں، غموں کو برداشت کیا ہے۔

یَاعَینُ اِبکِی لِلحُسَینِ وَاَهلِه
بِدَمٍ اِذَا قَلَّ مِنکَ المَدمَعُ
اِبکِی عَلَیهِ وَرَسُهٗ فِی ذَابِلٍ
لِجِسمٍ مِنهُ بِالسُّیُوفِ مُجَعٌ

اے چشم! امام حسینؑ اور آپ کی اہلبیت اطہارؑ پر گریہ کرنا درست ہے کہ آپ کے حال پر خون کے آنسو رونے چاہیں۔ اے آنکھ! اس مظلوم پر رو جس کا سر نوک نیزہ پر رکھا گیا اور جسم تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہے۔

اِبکِی لَهٗ مُلقًی بِلَا غُسلٍ
وَلَا کَفَنٍ وَلَا نَعشٍ هُنَاکَ یُشَیَّعُ
اِبکِی عَلَی السَّجَّادِ وَهُوَ مُکَبَّلٌ

بِالقَیدِ مَکتُوفُ الیَدَینِ مُکَنَّعُ

اے چشم گریہ! اس شہید راہ حق پر گریہ کر جس کی لاش اطہر بے غسل و بے کفن کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر کئی دن تک پڑی رہی اور کسی نے بھی امامؑ بے کس کو دفن نہ کیا۔ اے چشم! رو دے اس امام سجاد پر کہ جسے بیماری کی حالت میں طوق و زنجیر میں جکڑ کر کوفہ و شام کی گلیوں میں پھرایا گیا۔ اور ان یزیدیوں نے امامؑ اور آپ کی اہلبیت کی توہین کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

اَلا لَعنَةُ اللهِ عَلَی القَومِ الظَّالِمِینَ.

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 12

امام حسینؑ کی سخاوت و مروّت پر مشتمل ہے

بارہویں مجلس

امام حسینؑ کی سخاوت و مروت پر مشتمل ہے

رُوِیَ عَنِ الحُسَیْنَ اَنَّهُ قَالَ صَحَّ عِنْدِی قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِی قَلْبِ الْمُؤْمِنِ بِمَا لَا اِثْمَ فِیْهِ.

کتب احادیث ''شہر آشوب'' میں منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے تک رسالتمآب کا صحیح قول پہنچا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نماز واجب کے بعد بہترین عمل کسی برادر مومن کو خوش اور مسرور کرنا ہے بشرطیکہ وہ معصیت خدا پر مشتمل نہ ہو۔

پس میں نے ایک روز سرراہ ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک کتے کو کھانا کھلا رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تو اس اہتمام کے ساتھ اس سگ بازاری کو کھانا کھلا رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس غلام نے نے مجھے جواب دیا کہ یا ابن رسول اللہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک نہایت ہی مغموم اور پریشان حال انسان ہوں، میں اس لیے اس کو کھانا کھلاتا ہوں تا کہ یہ کتا مسرور اور خوش ہو' اور اس حیوان کے مسرور ہونے سے شاید ذات الٰہی مجھے بھی مسرور کرے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص سے غم کی وجہ پوچھی' اس نے کہا یا بن رسول اللہ میں ایک یہودی کا غلام ہوں اور مجھ پر

Presented by www.ziaraat.com

اس کی خدمت کرنا ناگوار گزرتا ہے لہذا میری بارگاہ رب العزت میں التجا ہے کہ وہ ذات کریم مجھے اس کی غلامی سے نجات دے۔

امام حسین علیہ السلام اس غلام کا حال سن کر دو سو دینار لے کر اس یہودی کے گھر پہنچ گئے۔ اور آپؑ نے اس یہودی سے فرمایا کہ یہ دو سو دینار اس غلام کی قیمت مجھ سے لے لے اور اسے مجھے بیچ دے۔ اس یہودی نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ میرے لیے یہی صد افتخار ہے کہ مجھ حقیر کے گھر پر آپ جیسا شہزادہ تشریف لائے آپ کا ہمارے گھر پر قدم رنجہ فرمانا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ میں اس غلام کو آپ کی عظمت پر فدا کرتا ہوں بلکہ میں اپنا مملوک باغ بھی اس غلام کو دیتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا اے مرد با مروت! تو نے مجھے یہ غلام دیا تو میں نے قبول کیا، لیکن میں نے یہ اشرفیاں تجھے بخشیں! تو بھی انہیں قبول کر۔ اس نے عرض کیا یا حضرت میں نے اس مال کو قبول کیا لیکن یہ سب کچھ اس غلام کو ہبہ کیا

پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے اس غلام کو راہ خدا میں آزاد کیا اور یہ تمام مال بھی اسی کو دیا جب اس یہودی کی زوجہ نے کریم ابن کریم کی اس مروت اور سخاوت کو دیکھا تو وہ عرض کرنے لگی کہ یا ابن رسول اللہ آپ حقیقتاً وقت کے امامؑ ہیں پس میں نے اسلام قبول کیا اور میں نے اپنا حق مہر اپنے شوہر کو ہبہ کیا۔ جب اس یہودی نے امامؑ کی اس فیاضی کو دیکھا تو وہ بھی دست امامؑ پر حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا اور کہا یہ گھر میں نے اپنی زوجہ کو بخشا۔

کتاب بحار الانوار میں راویان ابرار سے منقول ہے کہ عبدالرحمن سلمی نامی معلم نے امام حسینؑ کے ایک فرزند کو سورہ حمد کی تعلیم دی، ایک دن اس امام زادہ نے امامؑ کے سامنے سورہ حمد کی تلاوت کی تو اسی وقت کریم ابن کریم نے اس معلم کو اس تعلیم کے

عوض ہزار اشرفیاں اور ہزار خلعت عطا فرمائے اور اس کا منہ موتیوں سے بھر دیا۔ کسی شخص نے کہا کہ یا بن رسول اللہ آپ نے ایک سورہ فاتحہ کی تعلیم کے عوض اتنا سارا مال اس معلم کو دیا؟ امامؑ نے فرمایا کہ جو کچھ اس معلم نے میرے فرزند کو تعلیم کیا یہ میری بخشش اس کے عشر عشیر بھی نہیں ہے۔

منقول ہے کہ ایک دفعہ اسامہ بن زید بیمار ہوئے، امام حسین علیہ السلام ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ اسامہ نہایت پریشان ہے، اور قرض کی شدت میں نہایت اندرھناک نظر آرہا ہے۔ اسامہ نے عرض کیا کہ فرزند رسولؐ میری پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ میں ساٹھ ہزار درہم کا مقروض ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ برادر آپ پریشان نہ ہوں میں آپ کا تمام قرض ادا کروں گا۔ اسامہ نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور مقروض رہوں۔ راوی کہتا ہے کہ امامؑ نے اسامہ کے مرنے سے پہلے اس کا ساٹھ ہزار درہم کا قرض اتار دیا تھا۔ اور اسامہ نے اطمینان و سرور کے ساتھ اس دنیا سے انتقال کیا۔

کتاب کشف الغمہ میں اس سے منقول ہے کہ اس نے کہا کہ میں ایک دن امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کی ایک کنیز گلدستہ لیے حاضر ہوئی اور اس نے وہ گلدستہ امامؑ کے روبرو رکھ دیا۔ پس امامؑ اس گلدستہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ نے اسے اسی وقت آزاد کر دیا۔ انس کہتا ہے کہ میں نے بارگاہ امامؑ میں عرض کیا کہ مولا حیرانگی کی بات ہے کہ آپ نے ایک گلدستہ کے عوض ایک کنیز کو آزاد کر دیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ انس ہم اہلبیت رسالت کو پروردگار نے ایسے آداب کی تعلیم دی ہے چنانچہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

وَاِذَاحُيِيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّو ا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَا وَكَانَ اَحۡسَنَ مِنۡهَا
عِتۡقُمَا .

جب کوئی شخص تمہارے لیے ہدیہ لائے تو تم پر لازم ہے کہ تم اس کے عوض اس سے بہتر ہدیہ دو' پس اس عورت کے لئے بہتر ہدیہ اسے آزاد کرنا تھا اس لیے میں نے اسے آزاد کر دیا۔

عزیزان محترم!

یہ مقام گریہ و بقاء ہے کہ جس عظیم امامؑ کی مروسخاوت اس درجہ بلند ہو کہ فقیر کو غنی' مغموم کو مسرور' اسیر کو رہا اور کنیز و غلام کو آزاد کریں۔ اس امامؑ کو امت وطن سے دور شہید کرے۔ اور ان کا اسباب لوٹ لے اور ان کے اہل حرم کو رسن بستہ بازاروں اور درباروں میں بے چادر ومقنعہ پھرایا جائے۔

وَيُسَيِّرُوۡنَ عَلٰے المَطَا يَا كَالِا مَاءِ
بَيۡنَ المَلَاءِ بِكُلِّ وَادٍ مَقۡفَرٍ
وَيُشَهَّرُوۡنَ وَيُسۡلَبُوۡنَ مَلَاارِعًا
وَمَقَا لِعًا مِنۡ بَعۡدِ سَلۡبِ العَجَرِ

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام اور دوسرے شہدائے کربلا کے بعد دیکھا کہ اہلبیت رسول کو قوم اشقیاء نے سر برہنہ بے کجاوہ' اونٹوں پر سوار کیا۔ اور وہ ملعون ان مخدرات عصمت وطہارت کو کبھی صحراء کوہسار کی طرف پھراتے تھے' کبھی شہر و دیار اور کبھی کوچہ و بازار میں کفار کی لونڈیوں کی طرح پھراتے تھے

شُعثًا مَتَا لِيَلاً عُطًّا شَا جُوّعًا

آسرىٰ كَا نَّهُمۡ لَاُ سَرةُ قَيۡصَرِ

اور وہ ملعون ایسے بے رحم تھے کہ ان بے کسوں کو سر عریاں پریشان حال کھلے بالوں کے ساتھ کشاں کشاں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ لیے پھرتے تھے۔ اور کوئی بھی ان اسیران آل محمدؐ کا پرسان حال نہ تھا کسی کو ان کی بھوک اور پیاس کی فکر نہ تھی شامی اس قدر بے حیا ہو چکے تھے کہ انہیں عترت رسولؐ کا بالکل خیال نہ رہا تھا۔ وہ اہل حرم کو اپنی کنیزیں بنانے پر آمادہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ اہل شام نے یزید پلید سے اس امر دشوار کی استدعا کی تھی جس کی تفصیل اپنے محل پر آئے گی۔

الا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلٰے الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ.

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 13

امام حسینؑ کی
سخاوت ومروّت
پر مشتمل ہے

تیرہویں مجلس

امام حسینؑ کی سخاوت ومروت پر مشتمل ہے

فِی البِحَارِ اَنَّہُ جَاءَ اَعرابِیٌّ عِندَ الحُسَینَ وَقَالَ یَا بنَ رَسُولِ اللّٰہِ قَد ضَمِنتُ دِیَۃً کَا مِلَۃً وَ عَجَزتُ عَنْ اَدا اَھا۔

کتاب بحارالانوار میں منقول ہے کہ ایک عرب شہزادہ کونین امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ میں اس قدر مقروض ہوں کہ میں قرض اتارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

پس میں نے اپنے دل میں سوچا کہ بغیر سوال کیے اس کا علاج ممکن نہیں ہے، لیکن ایسے سخی سے سوال کیا جائے جس کی مثال کائنات میں نہ ہو

پس کافی سوچ و بچار کے بعد سوائے اہلبیت اطہارؑ کے کوئی کریم نظر نہیں آیا لہذا میں امیدوار ہوں کہ آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا کہ اے برادر! پہلے میں تجھ سے تین سوال پوچھنا چاہوں گا۔ پس اگر تونے ان میں ایک سوال کا جواب دے دیا تو میں تیرا ایک ثلث قرض ادا کروں گا اور اگر تونے ان میں سے دو کا جواب دے دیا تو میں تیرا دو ثلث قرض ادا کرونگا۔ اور اگر تو نے تینوں سوالوں کا جواب دے دیا تو پھر تیرا تمام قرض ادا کرونگا۔ پس اس مرد عاقل نے عرض کیا کہ یابن

Presented by www.ziaraat.com

رسول اللہ! کیا میرے لئے ممکن ہے کہ عالم علم ربانی اور واقف اسرار نہانی مجھ جیسے جاہل اور ناقص عقل سے کوئی سوال کرے، کیا میرے لیے ممکن ہے کہ میرے قدم معرض امتحان میں ثابت قدم؟ رہیں امام نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔

سَمِعتُ جَدّی رَسُولَ اللّٰہِ المَعْرُوفُ بِقَدرِ المَعرِوفَۃِ .

لیکن میں نے اپنے نانا رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ مومن برادر پر اس قدر نیکی اور احسان کرنا چاہیے کہ جس قدر اس مومن کو معرفت دین حاصل ہو۔ پس میں چاہتا ہوں کہ تیرے مبلغ علم اور مقدار معرفت کے مطابق دین کے بارے میں سوال کروں تا کہ اس کے مطابق تجھ سے نیکی و احسان کروں۔ پس اس عربی نے کہا کہ اے فرزند رسولؐ اگر آپ نے پوچھنا ہے تو ناچیز سے سوال کریں۔ اگر مجھ سے اس کا صحیح جواب ہو سکا تو سبحان اللہ ورنہ حضورؐ سے دریافت کروں گا۔ مجھ میں کوئی ہمت وتوانائی نہیں ہے مگر خداوند بزرگ کی طرف سے میں کوشش کرونگا۔

پس امامؑ نے فرمایا کہ اے برادر! آپ بتائیں کہ اعمال میں سے بہترین عمل کونسا ہے؟ اس عربی نے کہا کہ مولاؑ بہترین عمل اللہ کی واحدانیت پر ایمان لانا! پھر امامؑ نے پوچھا کہ ہلاکت سے کون سی چیز نجات دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یابن رسولؐ اللہ ہلاکت سے نجات پروردگار عالم پر توکل اور اعتماد رکھنے میں ہے۔ پھر امامؑ نے پوچھا کہ مرد کی زینت کون سی چیز ہے؟ اس عقلمند مرد نے کہا کہ یابن رسولؐ! مرد کی زینت علم ہے اگر بردباری کے ساتھ ہو۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد صاحب علم نہ ہو تو پھر اس کی زینت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اگر مرد صاحب علم نہیں ہے تو پھر اس کی زینت

مال ہے اگر مروت کے ساتھ ہو۔ امامؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص صاحب مال بھی نہیں ہے تو پھر اس کے لیے کون سی چیز باعث زینت ہے؟ تو اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص صاحب مال بھی نہیں تو پھر اس کی زینت فقر ہے۔ بشرطیکہ وہ صبر اور قناعت کے ساتھ ہو۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر فقر مع الصبر بھی نہ ہو تو پھر مرد کا سبب زینت کیا ہے؟ تو اس زیرک نے غور وفکر کرنے کے بعد کہا یابن رسولؐ! اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اس کی زینت اس میں ہے کہ آسمان سے اس پر بجلی گرے اور اسے جلا کر خاکستر کردے اور وہ اسی کے لائق ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب امامؑ نے یہ مضحکہ خیز کلام اس دیندار مرد سے سنا تو حضرت متبسم ہوئے اور آپ نے اسی وقت ہزار اشرفیوں پر مشتمل تھیلی اسے تھما دی اور ایک انگشتری بھی اسے دے دی جس کی مالیت دو سو درہم تھی۔ اور آپ نے اسے فرمایا کہ اس ہزار دینار طلا سے اپنا قرض ادا کرنا اور اس نگینہ کی قیمت اپنے اہل وعیال میں صرف کرنا۔ پس وہ عربی اس عطیہ کو لے کر نہایت مسرور ہوا اور اس نے یہ آیت پڑھی۔

اَللّٰہُ یَعلَمُ حَیثُ یَجعَلُ رِسَالَتَہٗ

کہ خداوند عالم نے نبوت و رسالت کے مورد میں اس عظیم خاندان کو چنا جو اس امر عظیم کے لائق تھا۔

کتاب بحارالانوار میں منقول ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور اس نے شہر کے باشندوں سے پوچھا کہ اس شہر میں کون ایسا شخص رہتا ہے جو سخاوت میں اپنا مثل رکھتا ہو۔ اہل شہر نے متفقہ طور پر کہا کہ جو کریم ہیں پورے شہر میں حسینؑ کے مثل کوئی نہیں ہے۔ یعنی وہ حضرت تو ایسے کرم وجواد ہیں کہ آپ کی زبان اقدس ہے

Presented by www.ziaraat.com

کبھی کلمہ (لا) نہیں نکلا سوائے کلمہ توحید کے کہ وہ اَشْهَدُاَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ کہ اس میں لفظ لا زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اور اگر کلمہ تشہد امر ضروری نہ ہوتا تو زبان اقدس کبھی کلمہ لا سے واقف نہ ہوتی سوائے کلمہ نعم کے۔ پس وہ مرد یہ سن کر مسجد رسول خدا میں داخل ہوا اس نے دیکھا کہ امامؑ نماز پڑھنے میں مشغول ہیںؑ۔ یہ مرد امامؑ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور اس نے چند اشعار امام کی مدح اور اپنی حاجت پر پڑھے۔ یعنی ہر گز کوئی صاحب حاجت اس در امید سے نا امید نہیں جاتا۔ اور کوئی سائل جو اس در دولت کی زنجیر ہلائے وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ آپ وہ کریم ابن کریم ہیں کہ زمانہ آپ کی مثل ونظیر ڈھونڈنے سے عاجز ہے اور آپ پوری کائنات کے لیے قابل اعتماد ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار امیر المومنین قاتل المشرکین اور یعسوب الدین ہیں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کے جد امجد ہمیں راہ راست اور طریق مستقیم نہ دکھلاتے تو ہم سب داخل جہنم ہوتے۔

پس جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا اے قنبر! کیا آپ کے پاس مال حجاز میں سے کچھ باقی مال ہے؟ قنبر نے عرض کیا کہ مولا چار ہزار اشرفیاں باقی ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ اشرفیاں لے آؤ۔ پس امامؑ نے اپنی دوش مبارک سے ردائے مبارک اتار کر ان اشرفیوں کو اس میں باندھا آپ دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور آپ نے اس چادر کو اپنے ہاتھ پر رکھ کر دروازہ کے پیچھے سے ہاتھ نکالا اور آپ سائل کے سامنے نہ ہوئے کہ مبادا وہ شرم محسوس کرے اور اس وقت اس عرب نے چند اشعار پڑھے۔

یعنی اے برادر! اس مال قلیل کو قبول کر اور اس کے ساتھ میرا عذر بھی قبول کر اور یہ یقین جان کہ میں تیرے حال پر نہایت مہربان اور شفیق ہوں۔ اور اگر ہمارا حق

غاصبین غصب نہ کرے اور ہمیں ظاہری حکومت واقتدار بھی میسر ہوتا تو آج دیکھتا کہ ہمارے جود وکرم کا آسمان تجھ پر کس طرح بخشش وعطا کی بارش برساتا، لیکن کیا کیا جائے کہ یہ روز عذار اور یہ فلک کرفتار ہر لیل ونہار ابرار واخیار کو کس طرح اذیت دیتا ہے اور اسے کسی طور ثبات وقرار حاصل نہیں ہے۔ پس اسی سبب سے ہم ایسے نادار اور تہی دست ہیں کہ کسی حاجت مند کو اس کی حاجت کے موافق نہیں دے سکتے۔

پس منقول ہے کہ اس عرب مرد نے وہ اشرفیاں لے لیں اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ حضرت نے اسے فرمایا کہ اے بندہ خدا! شاید تو اس لیے رو رہا ہے کہ یہ مال تیری حاجت کے لیے کافی نہیں ہے حالانکہ میں نے اس سے قبل اپنی ناداری اور تہی دستی کا عذر کیا ہے۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ خدا کی قسم یہ مال میری حاجت سے زیادہ ہے اور میں مال کی کمی پر نہیں روتا ہوں، بلکہ میں اس لیے روتا ہوں کہ یہ ہاتھ کہ جن سے غرباء اور مساکین عقدہ کشائی ہوتی ہے افسوس ایک دن یہ دست حق پرست خاک ہونگے اور زمین میں چھپ جائیں گے۔

اے حسینؑ مظلوم کے ماتمدارو!

وہ عرب اس لیے روتا تھا اور افسوس کرتا تھا کہ ایک روز امام مظلومؑ وطن سے دور اس دار فانی سے رحلت فرمائیں گے اور یہ عقدہ کشائے خلق اور حاجت روائے عالم غسل وکفن کے بعد دفن ہوں گے۔ اگر وہ شخص یہ جانتا کہ امامؑ مظلوم روز عاشورہ تین دن کے بھوکے اور پیاسے ذبح کیے جائیں گے اور غریب کی لاش اطہر کئی روز تک گرم ریگستان پر بغیر غسل وکفن کے پڑی رہے گی اور ان دست حق پرست کو کہ جن سے یہ فیض تمام عالم میں جاری ہے۔ جمال ملعون قطع کرے گا تو یقیناً وہ عرب اسی وقت مر جاتا

Presented by www.ziaraat.com

عزادارو! جب امامؑ مظلوم روز عاشورہ عصر کے وقت شہید ہو چکے اور آپ کا سر اطہر بدن سے جدا ہو چکا اور شام غریباں آ گئی اس وقت جمال ملعون جو کہ ایک گڑھے میں چھپا ہوا تھا باہر نکلا اور اس نے لاش اطہر کے قریب آ کر مظلوم کا ازار بند (جو بیش قیمت تھا) نکالنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا' پس اس شقی نے معلوم کیا کہ آپ نے اس ازار بند کو بہت سی گرہ دے رکھی ہیں۔ اس نے چاہا کہ ان گرہوں کو کھولے تو مظلوم نے اعجاز کے ساتھ اپنا دایاں ہاتھ ان گرہوں پر رکھا۔ اس ملعون نے پوری کوشش کی کہ وہ گرہوں سے امامؑ کے ہاتھ کو ہٹائے لیکن وہ کسی طرح بھی نہ ہٹا سکا۔ پس اس شقی نے ایک ٹوٹی ہوئی تلوار کا ٹکڑا ڈھونڈا اور مظلوم کے ہاتھ کو بند (جوڑ) سے قطع کیا۔ پس اس نے چاہا کہ اس ظلم کے بعد ان گرہوں کو کھولے تو اس وقت مظلوم نے اپنے بائیں ہاتھ کو گرہوں پر رکھ دیا۔ پس اس معلون نے بائیں ہاتھ کو گرہوں سے ہٹانا چاہا لیکن وہ نہ ہٹا تو وہ ملعون غصہ میں آیا اور اس نے بائیں ہاتھ کو بھی شکستہ تلوار سے قطع کیا پس جب اس ملعون نے دائیں ہاتھ کو قطع کر دیا تو اسی وقت صحرائے کربلا سے رونے اور پیٹنے کی ایک مہیب آواز بلند ہوئی اور وہ شقی آوازیں سنتے ہی پریشان ہو کر اسی گڑھے میں چھپ گیا۔ اور اس نے وہیں سے دیکھا کہ تین جلیل القدر مرد اور ایک معظمہ روتے پیٹتے چلے آ رہے ہیں۔ جب وہ قریب پہنچے تو اس ملعون نے معلوم کیا کہ وہ تینوں مرد جناب رسول خداؐ، علی المرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ ہیں اور وہ معظمہ مخدومہ کونین ام الحسنؑ و الحسینؑ جناب سیدہ زہرا علیہا السلام ہیں۔

فَنَادَی رَسُولُ اللّٰهِ یَا سِبطَ اَحمَدِ یَعِزُّ عَلَینَا اَن نَرَاکَ مُجَدَّلاً

یَعِزُّ عَلَینَا اَن نَرَاکَ مَرضَعًا عَفِیرٌ نَحِیرًا بِالدِّمَاءِ مُغَسَّلاً

وہ شقی کہتا ہے کہ جب وہ حضرات لاش مظلوم کے پاس پہنچے تو میں نے

دیکھا کہ رسالتمآب اپنے فرزند کے سرہانے کی طرف گریہ و نالہ کرتے ہوئے بیٹھ گئے اور بلند آواز سے نوحہ پڑھتے تھے کہ افسوس صد افسوس اے میرے پارہ جگر حسینؑ! ہم پر یہ بات بہت دشوار گزار ہے کہ تو بے غسل و کفن خاک و خون میں آلودہ ریگستان گرم پر عریاں پڑا ہے اور تیرا جسم گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کیا گیا ہے۔ اور اسی اضطراب و بیقراری اور نالہ و زاری سے جناب علی مرتضےٰ اور حسن مجتبیٰؑ نوحہ و بکا کر رہے تھے۔

فَاَقبَلَت اِلَیهِ اُمُّهُ فَاطِمَةُ الزَّهرَاءُ وَ اَنکَبَّت عَلَیهِ وَنَادَات وَاحسنَاهُ وَاذَبِیحَاهُ وَ اُقُرَّةَ عَینَاهُ قَتَلُوکَ وَ مِن شُربِ المَاءِ مَنَعُوکَ۔

جمال ملعون کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ مادر امام حسینؑ جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ پریشان حال گریہ و نالہ کرتی ہوئی اپنے فرزند کی لاش کے قریب آئیں اور ہاتھ پھیلا کر لاش بے سر سے لپٹ گئیں اور وہ یہ بین کرتی تھیں ہائے حسینؑ! ہائے میرے نور چشم! ہائے میرے مظلوم و مقتول! افسوس کہ تجھے پیاسا ذبح کیا گیا۔

فَقَالَت یَا اَبَتَاهُ اَمَا تَرَی اِلَی مَافَعَلَت اُمَّتُکَ بِنَا بَعدَکَ فَیَا اَبَتَاهُ اَتَاذَنُ لِی اَن اُخُذَ مِن دَمِ شَیبِ الحُسَینِ وَاَخضَبُ بِهِ نَاصِیَتِی وَالقَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِهٰذَا الدَّمِ

اس کے بعد معصومہ نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ اے بابا جان! آپ نے دیکھا کہ آپ کے بعد آپ کی امت جفا کار نے مجھ

Presented by www.ziaraat.com

حصّہ دُوم

پر اور میرے فرزند پر کیا ظلم کیا۔ اے بابا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے مظلوم فرزند کے خون سے اپنی پیشانی کو رنگین کروں۔ اور خون آلودہ پیشانی کے ساتھ خدائے قہار سے ملاقات کروں۔

فَبَکٰی رَسُولُ اللّٰہِ وَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ خُذِیْ وَنَا خُذُ مِن دَمِ الْحُسَیْنَ فَیَا خُذُوْنَ مِن دَمِ الْحُسَیْنَ وَیَمْسَحُوْنَ بِہٖ نُحُورَ هُم وَنَا صِیَتَهُمْ وَصُدُ ورَ هُمْ وَ اَیدِ یهِم وَیَبْکُونَ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجرُ.

پس یہ سن کر رسولؐ خدا بہت روئے اور آپ نے فرمایا کہ فاطمہ! تو بھی خون حسین کو اپنی پیشانی سے مل اور ہم سب بھی اپنی پیشانیاں خون حسینؑ سے رنگین کرتے ہیں۔ پس ایک طرف جناب رسولؐ خدا، علی مرتضٰی اور حسن مجتبیٰؑ حسینؑ مظلوم کے کٹے ہوئے گلوئے مبارک سے خون لیتے تھے اور اپنے منہ آستینوں اور ہاتھوں پر ملتے تھے اور روتے جاتے تھے اور دوسری طرف خاتون قیامت اپنے مظلوم بیٹے کا خون اپنے چہرے اور سینے پر ملتی تھی اور گریہ و ماتم کر رہی تھیں۔ گویا تمام شب اس صحرائے کربلا پر شور قیامت بپا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

اَلا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَے الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ.

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
1

امام مظلومؑ کی مدینہ سے روانگی

پہلی مجلس

امامؑ مظلوم کی مدینہ سے روانگی

"قَالَ الصَّادِقُ مَنْ بَکٰی عَلٰے الحُسَیْنَ اَوابَکٰی اَو تَبَاکٰی وَجَبَت لَهُ الجَنَّةُ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر گریہ کرنے کی اہمیت پر ارشاد فرمایا۔

کہ جو مومن شخص امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر روئے یا کسی کو رلائے یا رونے والے کی شکل بنائے اس پر جنت واجب ہے۔

پھر صادق آل محمدؐ اپنے جدامجد کی مصیبت پر رونے والوں کو ان الفاظ کے ساتھ خوشخبری دے رہے ہیں۔

کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَةٌ یَومَ القِیَامَةِ اِلَّا عَینٌ بَکَتْ عَلٰے الحُسَیْنَ فَانَّھا ضَاحِکَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِیْمِ الجَنَّةِ

"ہر آنکھ روز قیامت روئے گی سوائے اس آنکھ کے جو دنیا میں امامؑ مظلوم کی مصیبت پر روئی ہوگی، وہ ہنستی مسکراتی ہوگی، اسے جنت کی نعمتوں کی خوشخبری دی جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ دولت سرائے رسولؐ خدا کے لیے مدینہ میں

Presented by www.ziaraat.com

وارد ہوا۔ میں نے آنحضرتؐ کے مکان کے بارے میں لوگوں سے پوچھا۔ تو کچھ لوگ مجھے محلہ بنی ہاشم میں لے گئے۔ اور انہوں نے مجھے کہا کہ یہی دولت سرائے رسول عظیمؐ ہے۔ جس کی زیارت کا تو مشتاق تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ خانہ برکت و ہدایت بے سقف منہدم الآثار خراب و ویران پڑا ہے۔ وہ گھر کہ جو مہبط جبرئیلؑ اور سجدہ گاہ میکائیل و اسرافیل تھا۔ جس گھر سے ہمیشہ تلاوت قرآن اور صدائے تکبیر و تمہید بلند ہوتی تھی۔ اس گھر میں اندھیری رات نے اس طرح تاریکی بکھیری کہ اس میں نہ قاری قرآن ہے اور نہ ہی نماز گزار ہے۔

مَعَالِمُهَا تبکی علٰے عُلَما تِهَا
وَزَائِرُهَا یَبْکِیْ لِفَقْدِ مَزُوْرِ هَا

میں نے دیکھا کہ اس گھر کی ہر شکستہ در و دیوار بان حال سے مشغول گریہ و بکا اور مصروف نوحہ وعزا ہیں۔ اور ان حضرات کے نہ ہونے پر (جو اس گھر کے مالک اور وارث تھے) دست تاسف ملتے ہیں اور ہر زائر اس خانہ اقدس کی بربادی اور خرابی پر با آواز بلند روتا ہے۔

وَکَانَتْ مَلَاذًا لِلاَنَامِه وَجُنَّةً
مِنَ الْخُطْبِ یَغْشَیُ الْمُعْتَفِیْنَ صَلاَ تُهَا
فَاقْوَتَ مِنَ السَّادَاتِ مِنَ آلِ هَاشِمٍ
وَلَمْ یَجْتَمِعْ بَعْدَ الْحُسَیْنِ شِتَاتُهَا

"مقام افسوس ہے کہ جو گھر تمام عالم انسانیت کے لیے ہر ضرر اور خوف سے جائے پناہ اور مقام امن تھا۔ اور جس گھر کے آستان پر پہنچ کر ہر فقیر و نادار اور ہر محتاج و خاکسار غنی و مالدار کر جاتا تھا۔ ہائے افسوس کہ خالی ہو گیا۔ وہ گھر سادات ہاشمیہ کا

جو بوستان رسالت اور گلستان ولایت و امامت (جیسا کہ وفات رسولؐ خدا فاطمہ زہراء اور شہادت علی مرتضیٰ وحسن مجتبیٰ سے پہلے تھا) سے شاداب اور سرسبز تھا ان حضرات کے بعد آباد نہ ہوا۔ اور وہ رونق باقی نہ رہی البتہ خاتم آل عبا جناب سید الشهداء علیه آلاف التحیه والثنا" کے وجود کے سبب وہ گھر روشن و منور تھا، مگر مقام حسرت اور جائے افسوس ہے کہ جس روز سے فرزند رسول الثقلین امام حسینؑ مدینہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے اس روز سے وہ گھر ایسے اجڑا کہ پھر آباد نہ ہوا۔ وہ گھر کیسے آباد ہو کہ جس گھر سے حسینؑ جیسا سردار دو جہان اور ان کے اٹھارہ نوجوان جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں۔ جن کی مثل کائنات عالم میں نہ ہو وہ سب کے سب ایک گھنٹے میں شہید کردیئے جائیں۔ کربلا کے مسافروں کی رنج و الم پر مشتمل کہانی کچھ اس طرح ہے جب معاویہ ماہ رجب **40** ھجری کو مر گیا۔ اور اس کا بیٹا یزید پلید اس کی جگہ پر حاکم ہوا تو اس نے اپنے باپ کی وصیت کے مطابق فوراً ولید بن عتبہ بن سفیان (جو معاویہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا) کو نامہ ارسال کیا، اور تاکید کی کہ جونہی یہ نامہ تیرے پاس پہنچے حسین علیہ السلام سے بیعت طلب کرنا۔ اور اگر حسین بیعت سے انکار کریں تو بلا تامل ان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا، پس جب ولید کو یزید کا نامہ موصول ہوا تو اس نے رات کی تاریکی میں قاصد کو امام حسینؑ کی طرف بھیجا اور امامؑ کو اپنے پاس طلب کیا۔ جب پیغام رساں نے امامؑ ولید کا کو پیغام دیا تو اسی وقت وہ واقف اسرار ربانیہ ولید کے ارادہ سے مطلع ہوئے۔ اور امام نے اس شخص سے فرمایا کہ تو چل میں آتا ہوں۔

پس جب وہ شخص چلا گیا تو امامؑ نے اسی وقت اپنے تمام اقرباء انصار کو جمع کیا اور آپ نے حکم دیا کہ سب ہتھیار لگا کر حاضر ہوں۔ چنانچہ امام کونین کے حسب

Presented by www.ziaraat.com

الارشاد عباس علمدار علیہ السلام اپنے چاروں بھائیوں' فرزندان امام حسن علیہ السلام فرزندان مسلم بن عقیل اور اصحاب وانصار کے ہمراہ مسلح ہو کر آپ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔

قَوْمٌ اِذَا نُو دُوْا لِدَفْعِ مُسْلَمَةٍ
وَالْخَیْلُ بَیْنَ مُدَ حَسٍ وَ مُکَرْدَسٍ
لَبِسُوْا الْقُلُوْبَ عَلَی الدُّرُوْحِ وَاَقْبَلُوْا
یَتَھَافُتُوْنَ عَلٰی ذَھَابِ الْاَنْفُسِ

سبحان اللہ! امام حسینؑ کے انصار واقرباء کتنے بہادر اور جانثار تھے جب انہوں نے دیکھا کہ کربلا میں دشمن کی فوج فرزند حیدر کرارؑ کو اذیت دے رہے ہیں تو اسی وقت سب کے سب اس دنیا فانی سے بیزار ہوئے اور سب نے اپنے اپنے بدنوں پر لقائے پروردگار کے اشتیاق سے ہتھیار سجائے۔ اور ہر کوئی اطمینان قلب سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا تھا اور ہر حسینیؑ سپاہی مرنے پر ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا تھا۔ اور کسی کو ہرگز جان و مال کا خوف اور فکر عیال واطفال نہ تھا۔ جبکہ ان 72 افراد کے مقابل میں لاکھوں ظالم تھے۔ اور ہزاروں بدکردار گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان کارزار میں ان کو قتل کرنے کے ارادہ سے گھوڑے دوڑاتے تھے لیکن حسینؑ کے ان بہادروں' دلیروں اور جانثاروں کا مقابلہ کرنا ان کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔

پس جب امام کے اعوان وانصار جمع ہو کر آپ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ تیں

جانثاروں کو لے کر ولید کے دربار میں پہنچے آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم یہاں دروازہ پر ٹھہرو' میں اکیلا ولید کے پاس جاتا ہوں۔ اور اگر میری آواز بلند ہو تو فوراً تم اندر چلے آنا پس امام یہ حکم دے کر خود اندر تشریف لے گئے۔ ولید امام کو دیکھتے ہی امام کی تعظیم کے لیے اٹھا اور آپ کو مسند پر بٹھایا۔ اس وقت ولید کے پاس مروان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ولید نے پہلے معاویہ کی موت کی خبر دی تو امام نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اس کے بعد اس نے یزید کے نامہ کو پڑھا اور امامؑ سے بیعت طلب کی تو امامؑ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا۔

اِنِّیْ لَا اَرَاکَ اَنْ تَقْنَعَ بِبَیْعَتِیْ لِہٗ سِرًّا حَتّٰی اُبَایِعَہٗ جَھْرًا وَ اِنَّ مِثْلِیْ الْاَیُبَایِعُ خَلْفَ لَا بُوَابِ سِرًّا

اگر میں تخلیہ (تنہائی اور رات کی تاریکی) میں یزید کی بیعت کروں تو غالب ہے کہ تو اور یزید ہرگز اس بیعت پر راضی نہ ہوں گے۔ جب تک مجمعٔ عام میں اس کی بیعت نہ کی جائے۔ اور اس کے علاوہ ہمارے لیے کب زیبا ہے کہ ہم چھپ کر بیعت کریں"

"فَنُصْبِحُ وَنَرٰی رَائِکَ فِیْہِ وَنُصْبِحُ وَتَنْظُرُ اَیُّنَا اَحَقُّ بِالْخِلَافَۃِ وَالْبَیْعَۃِ"

پھر آپ نے فرمایا کہ ولید اب تو رات ہے کل دن ہو گا۔ دیکھا جائے گا۔ ہم بھی غور وفکر کرتے ہیں اور تم بھی غور وتامل کرو کہ ہم میں سے خلافت و بیعت کا زیادہ سزاوار کون ہے؟ آپ یہ فرما کر تلوار کو زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوگئے۔

امام علیہ السلام چند قدم چلے ہی تھے کہ مروان نے ولید سے کہا کہ: اے نافہم

Presented by www.ziaraat.com

! اگر حسینؑ اس وقت تیرے قبضہ سے نکل گئے اور انہوں نے بیعت نہ کی' تو پھر وہ تیرے کنٹرول میں نہ آئیں گے ۔ مناسب یہی ہے کہ حسینؑ کو اسی وقت قید کرلے ۔ اگر یزید کی بیعت کرلیں تو بہت بہتر ورنہ انہیں قتل کردے ۔ جب امامؑ نے اپنے قتل کا سنا تو آپ نے مروان سے فرمایا ۔

"یَا بْنَ الزَّرْ قَاَنْتَ تَقْتُلُنِیْ اَمْ هُوَ کَذِبْتَ وَاللّٰهِ وَنَحْنُ اَهْلبَیْتِه وَالنُّبُوَّةِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَةِ بِنَا فَتَحَ اللّٰهُ وَبِنَا خَتَمَ اللّٰهُ فَمِثْلِیْ لَا یُبَایِعُ بِمِثْلِ یَزِیْدِ الْفَاسِقِ شَارِبِ الْخَمْرِ قَاتِلِ النَّفْسِ الْمُحَرَّمَةِ"

اے زانیہ عورت کے بیٹے ! کیا تو مجھے قتل کرے گا ۔ تیری کیا مجال ہے تو مجھے قتل کرے اور ولید کو کب قدرت ہے کہ مجھے قید کرے ۔ خدا کی قسم تو جھوٹا ہے ہم اہل بیت نبوت اور معدن رسالت ہیں ۔ کہ پروردگار نے ہمارے نور سے مخلوق کو پیدا کیا اور ہم پر ختم کیا ۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ مجھ جیسا پاکیزہ انسان یزید جیسے فاسق وفاجر' شراب نوش اور مومنین کے قاتل کی بیعت کرے؟

پس جب آپ کی آواز دروازے پر کھڑے ہوئے ہاشمی نوجوانوں نے سنی تو سارے کے سارے آن واحد میں اندر چلے آئے' ان میں سے سب سے پہلے حضرت علی اکبرؑ اور حضرت عباسؑ نے میان سے تلواریں نکالیں اور پھر دوسرے اعوان وانصار نے بھی تلواریں نکالیں اور قریب تھا کہ وہ ولید ومروان کو قتل کردیں ۔ امامؑ نے اپنے یار و انصار کو منع فرمایا اور فرمایا کہ ہم اہلبیت رسولؐ ہیں ہمارے لیے

مناسب نہیں ہے کہ ہم جنگ وقتال کی ابتدا کریں ۔ پس امامؑ اپنے اصحاب کے ساتھ گھر واپس تشریف لے آئے ۔

"وَاَقْبَلَ اِلٰی قَبْرِ جَدِّهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا حُسَیْنُ بْنُ فَاطِمَةَ فَرْخُکَ وَابْنُ فَرْخَتِکَ الَّذِیْ خَلَّفْتَنِیْ فِیْ اُمَّتِکَ

راوی کہتا ہے کہ حضرت اسی شب روضہ رسولؐ پر تشریف لے گئے اور آپ قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر آداب زیارت بجالائے اس کے بعد آپ نے کہا کہ اے جد بزرگوار میرا آپ پر سلام ہو ۔ میں آپ کا فرزند حسین بن فاطمہ زہراؑ ہوں ۔ میں آپ کا وہ منظور نظر ہوں کہ جسے آپ بطور امانت چھوڑ گئے تھے تاکہ امت میری تعظیم کرے ۔ اے جد بزرگوار اس امت جفا شعار نے میرا ساتھ چھوڑ دیا' اور میری حرمت کو پامال کیا اور میری آبرو وعزت کو ہرگز محفوظ نہیں رکھا ۔ اس کے بعد آپ قبر مطہر رسول خدا سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر دیر تک روتے رہے ۔ اسی اثنا میں امامؑ کی آنکھ لگ گئی"

فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَبَکٰی وَقَالَ یَا بُنَیَّ کَاَنِّیْ اَرَاکَ عَنْ قَرِیْبٍ مُرَمَّلًا بِدِمَائِکَ مَذْبُوْحًا بِاَرْضِ کَرْبَلَا وَ اَنْتَ مَعَ ذٰلِکَ عَطْشَانٌ لَا تُسْقٰی وَظَمْاٰنٌ لَا تُرْوٰی

اسی حالت خواب میں جناب رسالتمآب تشریف لائے اور امام حسین کو گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور آپؐ نے فرمایا کہ اے میرے نور

Presented by www.ziaraat.com

نظر! گویا یہ امر میرے پیش نظر ہے کے عنقریب تو زمین کربلا پر اپنے خون میں لوٹ رہا ہے اور شدت تشنگی سے ایک ایک سے پانی طلب کرتا ہے اور کوئی تجھے پانی سے سیراب نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ تجھے بھوکے پیاسے ذبح کردیا جاتا ہے۔

(فَقَالَ الْحُسَيْنُ يَاجَدَّاهُ لاَ حَاجَةَ لِي فِي الرُّجُوعِ اِلَى الدُّنْيَا فَخُذْلِي اِلَيْکَ وَادْخِلْنِيْ فِي قَبْرِکَ)

پس جب امامؑ نے اپنے نانا کی زبان اقدس سے یہ کلام حسرت ناتمام سنا تو عرض کیا نانا! میں اس امت جفا کار کے ہاتھوں اس قدر تنگ اور ناچار ہوں کہ میرا دل دنیا سے بیزار ہو چکا ہے۔ نانا مجھے اپنے پاس قبر میں بلالیں یہ سن کر رسول عظیمؐ کی آنکھوں سے ساون کے بادلوں کی طرح آنسوں برسنے لگے اور آپ نے فرمایا کہ اے میرے نور چشم! یہ کس طرح ہوسکتا ہے ابھی تجھے اس دنیا میں رہنا ہے۔ یہاں تک کہ تو اعداء دین کے ہاتھوں سے شہید ہوگا۔ امامؑ خواب سے بیدار ہوئے' آپ کا بدن خوف خدا سے کانپ رہا تھا نہ کہ خوف جان سے بلکہ اس لیے کہ امامؑ کو یقین ہو چکا تھا کہ ایک بہت بڑا کٹھن امتحان شروع ہونے والا ہے دیکھیے میں اس جادہ صبر پر ثابت قدم رہوں یا نہ رہوں۔

پس حضرت پریشانی کے عالم میں واپس گھر تشریف لائے۔ آپ نے سارا حال اپنے اہلبیت کو سنایا راوی کہتا کہ جب اہلبیت نے یہ ہلاکت انگیز خبر سنی تو جناب زینب خاتون جناب ام کلثومؑ اور دوسری خواتین معظمہ اور بچوں نے اس قدر گریہ کیا

اور ایسا کہرام بپا ہوا کہ مشرق سے مغرب تک نہ کسی کے گھر میں ایسا ماتم ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ اور جب صبح طلوع ہوئی تو امامؑ اپنے نانا کی قبر اطہر' ماں زہراءؑ کی لحد اور بھائی حسن مجتبیٰؑ سے رخصت ہوئے آپ کے ساتھ مخدرات عصمت اور چھوٹے بچے بھی مدینۃ النبی سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔

"رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ"

اے پروردگار! مجھے ظالمین کی قوم سے نجات دے۔

اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ.

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
2

امامؑ مظلوم کی مدینہ سے روانگی

دوسری مجلس

امامؑ مظلوم کی مدینہ سے روانگی

فِی الْبِحَارِ الْاَنْوَارِ اَنَّ الصَّادِقَ اِذَا اَهَلَّ هِلَالَ عَاشُوْرَ اشْتَدَّ حُزْنُهٗ وَعِظَمَ عَلٰی مُصَابِ الْحُسَیْنِ.

"کتاب بحارالانوار میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب محرم کا چاند دیکھتے تو آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کی پھلجڑی لگ جاتی اور آپ میں ضبط کرنے کی طاقت نہ ہوتی اور اسی وقت آپ کے اصحاب اور شیعہ آپ کو مظلوم حسینؑ کا پرسہ دیتے اور غریب کا ماتم کرتے اور آپ کے ساتھ نوحہ و گریہ کرتے۔ جب امامؑ کو شدت گریہ و بکا سے افاقہ ہوتا تو آپ لوگوں کو ارشاد فرماتے ایھا الناس اے لوگو! تم یقین کرلو کہ حسین علیہ السلام اپنے پروردگار کے ہاں سے رزق پاتے ہیں۔ اور اپنی خواہشات کے مطابق جنت کی نعمتوں سے سیر ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ اپنی قتل گاہ اور اپنی لشکر گاہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور اپنی قبر اطہر اور اپنے شہید ہونے والے لشکر کی طرف دیکھتے ہیں۔

"اَیُّهَا النَّاسُ وَیَنْظُرُ اِلٰی زُوَّارِهٖ وَالْبَاکِیْ عَلَیْهِ وَالْمُقِیْمِیْنَ عَلَیْهِ

Presented by www.ziaraat.com

الْعَزَاءُ وَهُوَ اعْرَافٌ بِهِمْ وَبِاَسْمَائِهِمْ"

اے لوگو! امامؑ ہمیشہ اپنے زواروں کی طرف دیکھتے ہیں اور ان عزاداروں کو دیکھتے ہیں جو مصروف گریہ و بکاہ اور تعزیت وعزاء ہوتے ہیں ۔ اور امامؑ اپنے زائروں کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اور ان کے ناموں سے اچھی طرح واقف ہیں ۔ اور وہ اپنے ماتمداروں تعزیہ داروں اور حبداروں کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں۔ پروردگار عالم نے آپ کے زائرین اور تعزیہ داروں کے لیے بہشت میں جو مقام مقرر فرمایا ہے ان درجات سے بھی واقف ہیں۔

وَاِنَّهُ لَيَرَى مَنْ يَبْكِيْهِ فَيَسْتَغْفِرُ لَهُ وَيَسْئَلُ جَدَّهُ وَاَبَاهُ وَاُمَّهُ وَاَخَاهُ اَنْ يَسْتَغْفِرُو اللبَاكِى عَلٰى مُصَابِهٖ.

اے لوگو! جب امام حسین علیہ السلام اپنی مصیبت پر کسی عزادار کو روتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اسی وقت ذات احدیت سے اس شخص کے لیے طلب آمرزش کرتے ہیں ۔ اور پھر اپنے نانا رسولؐ خدا اور اپنے بابا علی المرتضیٰؑ اور اپنی ماں بتولؑ اور اپنے بھائی حسن مجتبیٰؑ سے سفارش کرتے ہیں کہ اس عزادار کے لیے جو میری مصیبت کو یاد کر کے رو رہا ہے، حق سبحانہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کیجیے۔

وَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ يَعْلَمُ زَائِرِى وَالْبَاكِى مَالَهُ مِنَ الْاَجْرِ عِنْدَ اللهِ لَكَانَ فَرْحُهُ اَكْثَرَ مِنْ جَزْعِهٖ وَمَا يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسِهٖ اِلَّا وَمَا عَلَيْهِ ذَنْبٌ نَصَارَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ.

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! امام حسینؑ فرماتے ہیں

کہ اگر میرے زوار، ماتمدار اور رونے والے میری مصیبت سے واقف ہو جائیں کہ جو پروردگار نے اس کے عوض ان کے لیے اجر وثواب رکھا ہے تو بیشک ان کی خوشی رونے سے زیادہ ہو جائے اور امامؑ حسینؑ نے فرمایا کہ جب کوئی عزادار مجلس ماتم اور عزا سے اٹھتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، بلکہ ایسا پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی شکم مادر سے متولد ہوا ہو۔ پس اے مومنین ! اگر تم آتش دوزخ سے نجات چاہتے ہو اور مغفرت مقصود ہے تو پھر اس امامؑ مظلوم پر گریہ و بکا کرو کہ جسے دشمنوں نے سخت گرمی میں مدینہ چھڑایا ۔ اور آپ اپنے بچوں کے ہمراہ مہاجر الی اللہ ہوئے ۔ بحار الانوا میں منقول ہے کہ جب امامؑ مظلوم نے مدینہ منورہ سے عراق کے سفر کا ارادہ کیا اور یہ خبر وحشت مدینہ منورہ میں مشہور ہوئی تو سارا شہر اور بالخصوص محلہ بنی ہاشم سوگوار ہو گیا تھا کہ گھر سے صدائے گریہ و بکا اور ماتم وعزا اور واسیداہ واحسیناہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں ۔ یہاں تک کہ ہاشمی عورتیں آپ کے گھر میں جمع ہوئیں اور انہوں نے اس جان لیوا خبر پر صدائے ماتم بلند کی ۔ پس جب امام نے دیکھا کہ ان ہاشمیہ عورتوں کی رو رو کر حالت بگڑ چکی ہے تو آپ نے اس وقت بکمال شفقت ان کے لیے کلمات تسکین ادا کیے۔ اور فرمایا کہ مجھ مظلوم کی مفارقت میں اس قدر گریہ نہ کرو اور اس مصیبت عظمیٰ میں صبر کرو۔

منقول ہے آپ کے یہ کلمات سن کر ان بیبیوں نے مزید ماتم کیا اور

Presented by www.ziaraat.com

زیادہ روئیں اور انہوں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ خدا جب ہمارا سردار اور وارث مجبور ہو کر وطن کو ترک کرے تو پھر ہم کیونکر اپنا حال تباہ نہ کریں اور اس سے بڑھ کر اور کون سی مصیبت عظیم ہے کہ جس کے لیے ہم گریہ کو بچا رکھیں۔

اے جگر گوشۂ بتول! اے نور نظر رسولؐ! خدا کی قسم ہمارے لیے آج کا دن وہی مصیبت کا دن ہے کہ جس دن رسولؐ خدا علی مرتضیٰؑ، حسن مجتبیٰؑ اور فاطمہ زہراءؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی تھی، بلکہ یہ دن اس دن سے بھی زیادہ مصیبت والا ہے اس لیے کہ آپ کے بعد ہمارا کوئی سر پرست نہیں رہا۔ افسوس کہ آج مدینہ ویران ہو گیا ہے۔

فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذَا اَتَتْهُ اُمُّسَلَمَةَ جَدَّتُهُ فَبَکَتْ وَقَالَتْ یَامُهْجَةَ قَلْبِیْ یَا قُرَّةَ عَیْنِیْ لَا تَحْزُنِیْ بِخُرُوْجِکَ اِلَی الْعِرَاقِ

راوی کہتا ہے کہ اس دوران ام لمومنین جناب ام سلمہ پریشان حال آہ و زاری کرتی ہوئی تشریف لائیں اور فرمایا اے میرے پارۂ جگر! اے نور نظر مجھے اس بڑھاپے میں اپنی جدائی کا غم نہ دے تمہارے فراق میں مجھے زندگی گزارانا دو بھر ہوگا۔ تو ہرگز یہ سفر اختیار نہ کر تیرے ناناؐ فرماتے تھے کہ میرا بیٹا حسینؑ سرزمین عراق پر شہید ہوگا۔

مولاؑ نے عرض کی اے نانی جان! میں اس امر سے واقف ہوں اور خدا کی قسم میں اس زمین سے بھی واقف ہوں جس پر میں شہید ہوں گا اور اس شخص کو خوب جانتا ہوں جو مجھے قتل کرے گا میرے ساتھ جو عزیز و انصار قتل ہوں گے مجھے ان تمام شہداء کے نام معلوم ہیں۔ بلکہ نانی جان اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اپنی قتل گاہ کی زیارت بھی کرا دوں یہ کہہ کر مولاؑ نے ارض کربلا کی طرف اشارہ کیا۔ لکھا ہے کہ امام کے اشارہ کرتے

ہی زمین پست ہوئی اور ارض کربلا نظروں کے سامنے بلند ہوئی اور امام مظلوم نے جناب ام المومنین کو دکھایا کہ وہ جگہ ہے جہاں میں قتل کیا جاؤں گا اور وہ جگہ ہے جہاں میرا مدفن ہوگا۔ جب جناب ام سلمہ نے اپنے لخت جگر کی قتل گاہ کو اپنی آنکھوں کے روبرو دیکھا تو وہ مخدومہ عالم بی بی بہت روئیں اور روتے روتے بے ہوش ہو گئیں۔ امام حسینؑ نے یہ حالت دیکھ کر جناب ام سلمہ کو تسلی دی اور کہا مادر گرامی! تقدیر کے لکھے پر صبر و شکر کے سوا کوئی چارہ نہیں اور اس مصیبت پر صبر کرنا خوشنودی رَبّ العزت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا یہی ہے کہ میں اس کی راہ میں بے دین ظالموں کے ہاتھوں شہید ہو جاؤں۔ اور سر تن سے جدا کیا جائے۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ میری شہادت کے بعد میرے حرم قیدی بنا کر سر برہنہ در بدر پھرائے جائیں اس کی رضا اسی ہے میں کہ میرے بچے بھی میری طرح قتل کیے جائیں اور جو باقی بچیں انہیں قیدی بنالیا جائے اس کی مرضی یہی ہے کہ اس عالم بے کسی و بے بسی میں کوئی ان کی فریاد نہ سنے کوئی ان کی داد رسی نہ کرے۔

جب ام المومنین نے یہ ہولناک خبر فرزند خیر البشر سے سنی تو آپ نے بہت گریہ کیا اور فرمایا اے نور نظر! تمہارے نانا سید الانبیاء نے مجھے ایک مشت خاک دی تھی اسے میں نے شیشے میں بحفاظت رکھا ہوا ہے۔ جب امام مظلومؑ نے سنا تو آپ نے بھی ایک مشت خاک اٹھا کر جناب ام سلمہ کو دی اور کہا اے نانی جان! اسے بھی ایک شیشے میں ڈال کر پہلی خاک کے ساتھ ہی رکھ لیں اور اے مادر گرامی! جب آپ ان دونوں شیشوں میں خاک کی بجائے تازہ خون جوش مارتا ہوا پائیں تو اسی وقت یقین کر لینا کہ میں شہید ہو چکا اور میرا سر تن سے جدا کیا جا چکا اور پھر امام علیہ السلام جناب ام سلمہ سے رخصت ہوئے اور تمام ہاشمی عورتوں مردوں کو روتا چھوڑ کر مکے کا سفر اختیار کیا۔

جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میرے گھر کی رونق میرے دل کا چین میرا فرزند

Presented by www.ziaraat.com

حسینؑ عراق کے سفر کے لئے مجھ سے رخصت ہوا۔ میں اسی دن سے اس کی جدائی میں شب و روز رویا کرتی تھی، اور خالی گھر میں اداس اور غمگین رہا کرتی تھی۔ اور جن شیشوں میں خاک کربلا رکھی تھی ہر روز دن میں کئی مرتبہ ان پر نظر ڈالتی مگر شیشوں میں خاک کو بدستور قائم موجود پاتی یہاں تک کہ ماہ محرم آ گیا پھر محرم کی دسویں تاریخ آ گئی حسب معمول صبح کو شیشیاں دیکھی تو ان کی حالت بدستور تھی مگر جب وقت ظہر ہوا اور میں نے نماز ظہر سے فارغ ہو کر ان شیشیوں پر نظر کی تو دیکھا کہ ان میں تازہ خون جوش مار رہا ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ یہ دیکھتے ہی میں نے اپنا سر پیٹ لیا مجھے یقین ہو گیا کہ میرا فرزند میرے دل کا چین میرا حسینؑ کربلا میں شہید ہو گیا میں اس قدر روئی آہ و زاری کی اور اتنا ماتم کیا کہ مجھے غش آ گیا میں بے ہوش ہو گئی۔ جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اس وقت کوئی بھی پتھر یا ڈھیلا زمین سے اٹھایا جاتا تھا تو اس پتھر یا ڈھیلے کے نیچے زمین سے تازہ خون جاری ہو جاتا تھا، اس وقت سورج کو گرہن لگ گیا اور زمین و آسمان میں ایسی تاریکی پھیل گئی کہ دن کو تارے نظر آنے لگے، آسمان سے لہو برسنے لگا اور عاشور کا دن میرا روتے پیٹتے بسر ہوا۔ شب کو روتے روتے میری آنکھ لگ گئی، میں نے دیکھا کہ رسول خدا اس حالت میں تشریف لائے ہیں کہ آنکھوں سے اشک جاری ہیں آپ غمگین اور پریشان ہیں سر میں خاک ہے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں پس میں نے آنحضرت کو اس پریشان حال میں دیکھ کر عرض کی۔

"بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِیْ اَرَاکَ بَاکِیًا مَحْزُوْنًا"

یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا سبب ہے کہ چہرہ مبارک غبار آلودہ ہے میں نے آپ کو کبھی کسی مصیبت میں اس کرب و درد سے روتے نہیں دیکھا تھا۔ پس حضرت نے فرمایا۔

"اُمَّ سَلْمَةَ قَدْ قُتِلَ وَلَدِیْ قُرَّةُ عَیْنِیْ الْحُسَیْنُ مَعَ اَهْلِبَیْتِهٖ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا"

"اے ام سلمہ! آج میرا فرزند میرا حسین اپنے اقرباء سمیت زمین کربلا پر ظلم و ستم سے تین روز کا بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا ہے میں اسی غم میں پریشان اور تباہ حال ہوں۔

ام سلمہ فرماتی ہیں یہ خواب پریشان دیکھ کر میں روتی ہوئی اٹھی اپنے نور نظر حسینؑ کے قتل ہونے کا مجھے پختہ یقین ہو گیا میں نے آواز دے کر تمام ہاشمی خواتین کو اکٹھا کیا اور کہا کہ تم سب گریہ و زاری کرو کیونکہ حسینؑ فرزند رسول ثقلین قتل ہو گیا ہے۔ چنانچہ سب بیبیاں روتی پیٹتی جمع ہوئیں اور ایک شور قیامت بپا ہو گیا اسی رات میں نے سنا کہ آسمان سے آواز آتی ہے کہ افسوس صد افسوس کہ وہ شخص قتل ہو گیا کہ جس کی پیشانی انور پر رسولؐ خدا بوسے دیتے تھے، وہ قتل ہو گیا کہ جس کے جد امجد رسالتمآب ہیں۔ اور جس کے پدر حضرت علی مرتضی افضل قریش ہیں۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ.

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

3

امام مظلومؑ کی مدینہ سے روانگی

تیسری مجلس

امام مظلومؑ کی مدینہ سے روانگی

(براویت دیگر)

بسمہ اللہ الرحمن الرحیمہ

"فِی الاِمَالِی عَنْ رَیَّانِ بْنِ شَبِیْبٍ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ الرِّضَا فِی اَوَّلِ یَوْمٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ فَقَالَ لِی اَصَائِمٌ اَنْتَ قُلْتُ لَا"

کتاب امالی میں ریان بن شبیب سے منقول ہے کہ میں یکم محرم کو امام رضاؑ کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے دریافت کیا اے ابن شبیب! کیا تو آج روزے سے ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں یابن رسول! تو حضرتؑ نے فرمایا۔

"هٰذَا الْیَوْمُ هُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَعَافِیْهِ ذَکَرِیَّا رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ"

یعنی اے ابن شبیب! آج وہ دن ہے کہ جس روز حضرت ذکریا نے بارگاہ احدیت میں دعا کی اے پروردگار عالم میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے ایک نیک و صالح فرزند عطا کر کہ تو ہی دعائیں سننے والا ہے

پس بارگاہ الٰہی میں حضرت ذکریا کی دعا قبول ہوئی۔اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ

Presented by www.ziaraat.com

ذکریا کو خوشخبری دے دو کہ ان کی دعا قبول ہوئی پس ملائکہ نے ندا کی ۔ یا نبی خدا! پروردگار عالم آپ کو نیک و صالح فرزند عطا کرنے کی خوشخبری دیتا ہے‘ جس کا نام یحییٰ ہے پس اے ابن شبیب جو شخص آج کے روز روزہ رکھے اور جناب باری تعالیٰ میں دعا کرے حق سبحانہ تعالی اس کی دعا قبول فرماتا ہے‘ جیسے حضرت ذکریاؑ کی قبول فرمائی اور اس کے بعد امامؑ فرماتے ہیں کہ اے ابن شبیب ماہ محرم وہ مہینہ ہے کہ دور جاہلیت میں بھی اس مہینے کی حرمت کے سبب کسی پر ظلم کرنا یا کسی کو قتل کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اے ابن شبیب افسوس ہے کہ اس امت جفا کار نے اس مہینے کی حرمت نہ پہچانی اور نہ اپنے نبی کی حرمت پہچانی۔ اس امت بدکردار نے اسی مہینے میں اولاد رسولؐ کو قتل کیا‘ آل رسولؐ کو قید کیا‘ اور رسول خداؐ کا گھر بار لوٹ لیا پس حق سبحانہ تعالی ان اشقیاء کو کبھی نہ بخشے گا۔ پس اے ابن شبیب جب تجھے کوئی ایسی مصیبت درپیش ہو جس پر تجھے رونا آئے۔ تو اس وقت تو امام حسینؑ کی مصیبت پر رو کہ اس امت جفا کار نے امام مظلوم کو اس طرح قتل کیا جیسے قصاب گوسفند کو ذبح کرتے ہیں۔ اے ابن شبیب! ان اشقیاء نے امام مظلوم کے ساتھ ان کے ایسے اٹھارہ جوانوں کو بھی قتل کیا جن کی مثل اور جن کی نظیر اس روئے زمین پر نہ تھی۔ پھر امامؑ نے فرمایا اے ابن شبیب! امام حسینؑ کی وہ مصیبت عظیم ہے کہ وقت شہادت چار ہزار فرشتے امام کی نصرت کے لیے زمین کربلا پر وارد ہوئے مگر افسوس کہ ملائکہ جس وقت پہنچے امامؑ اس وقت شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ فرشتے اسی وقت سے امام مظلومؑ کی قبر مطہر کے مجاور ہوئے‘ جو غبار آلود بال بکھرائے ہوئے حضرت کے ماتم میں گریاں و نالاں رہتے ہیں اور ”یا لثارات الحسینؑ“ ان کا نوحہ ہے‘ یعنی افسوس ہے کہ حسینؑ فرزند رسول ثقلین کا خون زمین کربلا پر ناحق بہایا گیا کاش اس خون ناحق کا جلد بدلہ لیا جاتا‘ پس وہ فرشتے ہمیشہ اسی طرح گریہ کرتے

رہیں۔ یہاں تک کہ جناب قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے پس وہ فرشتے بھی ان حضرت کے انصار میں سے ہوں گے۔

امام رضا نے فرمایا: اے ابن شبیب! جس وقت میرے جد مظلوم امام حسینؑ شہید ہوئے اس وقت سرخ آندھی چلی اور آسمان سے لہو کی بارش ہوئی۔ پس اے ابن شبیب اگر تو مصیبت امام حسینؑ پر اس قدر روئے کہ تیرے آنسو آنکھوں سے نکل کر تیرے رخساروں پر بہنے لگیں تو اس رونے کے بدلے میں پرودگار عالم تیرے تمام گناہ معاف کر دے گا وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ تھوڑے ہوں یا زیادہ۔ پس اگر تو چاہتا ہے کہ جب پروردگار عالم سے تیرا سامنا ہو تو اس وقت تیرے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہ ہو تو تجھے چاہیے کہ امام حسینؑ کی زیارت بجالائے۔ اور اگر تو چاہتا ہے کہ جنت کے اعلیٰ جھروکوں میں جناب رسول خدا کے ہمراہ قیام کرے تو جن اشقیاء نے امام حسینؑ کو ناحق قتل کیا ان پر لعنت کیا کر۔ اور اگر تو وہ ثواب چاہے کہ جو رفقاء امام حسینؑ کو بارگاہ رب العزت سے عطا ہوگا تو تجھے لازم ہے کہ جب امام مظلوم کی یاد آئے تو بکمال تمنا و آرزو اور بہ انداز تاسف و تحیر یہ کہہ کہ یالیتنی کُنتُ معھم یعنی کاش میں بھی روز عاشورہ امام حسینؑ کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوتا اور اپنی جان فرزند رسول الثقلین پر فدا کر کے بخشش اور شفاعت کا حقدار بنتا۔ اور اگر تو چاہے کہ جنت کے اعلی درجات میں ہمارے ساتھ ہو تو تجھے چاہیے کہ ہمارے رنج و غم میں مغموم ہو اور ہماری خوشی و مسرت میں مسرور ہو اور تجھ پر لازم ہے کہ ہماری محبت اختیار کرے کیونکہ جو شخص کسی پتھر کو عزیز رکھے گا تو بروز قیامت اس کا حشر اسی پتھر کے ساتھ ہوگا۔ پس حضرات! محبت اہل بیتؑ رسول اختیار کرو اور غم حسینؑ میں گریہ کرو کہ یہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی بخشش کا باعث ہوگا۔ افسوس صد افسوس کہ اس امت جفا شعار نے اس امام مظلوم کو بے وطن

Presented by www.ziaraat.com

ہونے پر مجبور کیا اور رسولؐ خدا کی قبر مطہر پر نہ رہنے دیا۔ کتاب منتخب میں منقول ہے کہ جب تین شعبان 60ھ کو امام حسینؑ نے سفر عراق کا قصد کیا تو اس وقت محمد بن حنفیہ اور عبداللہ ابن عباس امام کو رخصت کرنے کے لئے حضرت کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوئے۔ پس امام نے ابن عباس سے فرمایا۔

یَا بْنَ عَبَّاسٍ مَاتَقُوْلُ فِی قَوْمٍ اَخْرَجُو ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّهِمْ مِنْ وَطَنِهٖ وَدَارِهٖ وَحَرَمِ جَدِّهٖ وَقَرِهٖ۔

اے ابن عباس کے بارے میں کیا کہتے ہو اس امت جفا کار جس نے اپنے نبی کے نواسے کو آوارہ وطن کیا اور اس کے نانا جان کی قبر مطہر سے بزور ظلم وستم جدا کیا۔ اور وہ فرزند رسول ایسا لاچار اور مجبور ہو کہ اسے یقین ہو جائے کہ اگر میں ترک وطن نہ کروں گا تو یہ امت جفا کار مجھے قتل کر دے گی اور کسی طرح بھی روضہ رسول خدا نہ رہنے دے گی۔ پس وہ مظلوم خائف وترساں سفر غربت اختیار کرے جب کہ اس فرزند رسولؐ سے نہ کوئی امر غیر شرعی اور نہ کوئی گناہ سرزد ہوا ہو۔

پس حضرت کے کلام سے اندازہ ہوا کہ حضرتکے لئے ترک وطن کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ تو ابن عباس یہ سن کر بہت روئے اور عرض کیا یابن رسول اللہ آپ پر میری جان قربان' جب آپ نے وطن چھوڑنے کا قصد بہ مجبوری کیا تو پھر مجھے تعجب ہے کہ ایسے سفر پر خطر میں مستورات کو اپنے ہمراہ کیوں لے کر جاتے ہیں۔ کیونکہ راستے میں ان کی حفاظت بہت دشوار ہے۔ بلکہ میرے نزدیک تو یوں مناسب ہے کہ آپ تنہا سفر اختیار کریں اور عورتوں اور بچوں کو وطن میں چھوڑ جائیں حضرتؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ابن عباس عورتوں اور بچوں کا چھوڑ جانا ہرگز ممکن نہیں کیونکہ میرے جد

بزرگوار جناب رسالتمآب نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے حسینؑ! تجھے لازم ہے کہ اپنے اہل حرم کو اس سفر میں اپنے ہمراہ لے جا پس میں حکم رسولؐ خدا کے خلاف کیسے عمل کروں ؟اور علاوہ اس کے یہ سب اہلبیت رسولؐ خدا امانت ہیں رسولؐ خدا کی اور میرے سپرد ہیں اور میری نظر میں کوئی شخص ایسا امین نہیں ہے کہ یہ امانت اس کے سپرد کر کے خود تنہا چلا جاؤں۔ اور ان سب سے قطع نظر یہ میرے اہلبیتؑ مجھ سے ایسے مانوس ہیں کہ میری جدائی انہیں کسی طور بھی گوارہ نہیں ہے جب تک میں زندہ ہوں یہ مجھے تنہا ہرگز نہ چھوڑیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ ابن عباس اور امامؑ حسین کے درمیان یہ گفتگو جاری تھی کہ اچانک پس پردہ سے ایک معظمہ کی آواز آئی' انہوں نے بکمال غضب فرمایا: سبحان اللہ اے ابن عباس! کیا یہ مناسب ہے کہ تو ہمارے سردار اور ہمارے وارث کو یہ مشورہ دے کہ وہ خود تنہا سفر کریں اور ہم بے وارثوں کو چھوڑ جائیں۔ اے ابن عباس کیا زمانے نے حسینؑ کے سوا ہمارا کوئی وارث چھوڑا ہے کہ جو ہماری کفالت اور حمایت کرے یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ان حضرت کو تنہا جانے دیں؟ حق سبحانہ تعالیٰ ایسا وقت نہ لائے کہ ہم ایک ساعت بھی حسینؑ کے بغیر زندہ رہیں بلکہ ہم خداوند جلیل سے دعا گو ہیں کہ ہمیں ان کے ہوتے ہوتے موت آجائے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ان معظمہؑ سے یہ کلمات سن کر میں نہایت نادم ہوا اور بہت رویا کیونکہ معلوم ہوا کہ یہ مخدومہ کونین جناب زینبؑ خاتون دختر امیر المومنین تھیں۔

اب حضرات! یہ گریہ وبکا کا مقام ہے کہ جس بہن کو اپنے بھائی سے اس درجہ محبت ہو اسے تنہا سفر کرنے کا مشورہ دینا بھی ناگوار ہو تو اس ستم رسیدہ بہن کا تب کیا حال ہوا ہوگا جب اسی بھائی کو روز عاشورہ شہید ہوتے دیکھا ہوگا۔

راوی کہتا ہے جب بوقت عصر کاری زخموں کی کثرت سے ضعیف وناتواں ہو

Presented by www.ziaraat.com

کر امام حسینؑ پشت ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے اور سب اہل حرم نے پس پردہ سے مشاہدہ کیا تو عصمت وطہارت کی پیکر سب پردہ دار ننگے سر اور ننگے پاؤں روتی پیٹتی خیمے سے باہر نکل آئیں اور آہ و بکا کرتی بحال پریشان قتل گاہ میں پہنچیں تو دیکھا کہ شمر ملعون ارکان دین کے گرانے میں مشغول ہے ہر چند کہ اس شقی کے روبرو ان بے کسوں نے بہت نالہ وزاری کی لیکن اس بے حیا نے ان کی بے کسی و بیقراری پر ہرگز نظر نہ کی یہاں تک کہ چراغ ایمان بجھا دیا اور آیات قرآن مٹا دیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ ملعون اپنا کام تمام کر چکا تو سب بیبیاں لاش اقدس کے قریب پہنچیں اور ہر بے کس نے پیٹتے پیٹتے اپنا حال غیر کر لیا، لیکن خدائے عزوجل کی قسم امام مظلومؑ کی ماں جائی حضرت زینبؑ کا تڑپنا اور بین کرنا مجھے نہیں بھولتا وہ خاتون معظمہ اپنے بھائی کی لاش سے لپٹی ہوئی یہ بین کرتی تھیں کہ فدا ہو یہ بہن اس بے سر لاش پر کہ جس کے سبب آج تک بہن سب آفتوں سے محفوظ رہی، لیکن اے بھیا! اب تمہارے بعد ہمارا کون وارث ہے؟ اب کون ہم بے کسوں کی خبر گیری کرے گا؟ اے میرے بھائی! میں صدقے جاؤں میری تو ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ تجھ پر صدقہ ہو کر مر جاؤں اور تم مجھے اپنے ہاتھوں سے کفن دیکر دفن کرو لیکن افسوس کہ میری قسمت الٹ گئی تم مجھ بے کس کے سامنے دنیا سے سدھارے اور میں سخت جان جیتی رہی۔ اے بھائی! مقام حسرت و افسوس ہے کہ تم دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہو کر جنت کو سدھارے اور اس ستم دیدہ بہن کی کمر توڑ گئے، کاش یہ بہن نابینا ہوتی کہ آج اس چاند سی صورت کو آلودہ خاک و خون نہ دیکھتی راوی کہتا ہے کہ واللہ وہ معظمہ خاتون اس کرب وقلق سے بین کرتی تھیں اور روتی تھیں کہ ہر دوست و دشمن کا دل شق ہوتا تھا بلکہ دشت کے جانور بھی وہ نوحہ سن کر روتے تھے۔

الا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْن.

مجلس 4

بوقت روانگی امامؑ سے جنات اور ملائکہ کی ملاقات

Presented by www.ziaraat.com

چوتھی مجلس

بوقت روانگی امامؑ سے جنات اور ملائکہ کی ملاقات

عنِ الرِّضا عَلَیهِ السَّلامُ اَنَّهُ قَالَ مَنْ تَذَکَّرَ مُصَابَنَا وَبَکٰی لِمَا ارتُکِبَ مِنَّا کَانَ مَعَنَا فِی دَرَجَتِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ.

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مومن ہمارے مصائب بیان کرے اور ان جور و ستم پر روئے جو ہم اہلبیت طاہرینؑ پر اعدائے دین کے ہاتھوں ڈھائے گئے، وہ رونے والا مومن بروز قیامت جنت میں ہمارے درجے میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

امامؑ نے مزید فرمایا کہ جو مومن اس مجلس میں شریک ہو جس میں ہمارا امر زندہ کیا جائے یعنی ہم اہلبیتؑ کے فضائل و مصائب بیان کیے جائیں اور ہماری مصیبت پر گریہ کرے تو اس کے بدلے میں اس کا دل مردہ نہ ہوگا۔ اس روز جس روز تمام دل مردہ ہونگے اور اس کی آنکھ گریاں نہ ہوگی جس روز تمام آنکھیں گریاں ہوں گی۔ پس حاضرین کرام! مصائب امام حسینؑ غور سے سنو اور کوشش کرو کہ اس غم میں کوئی اشک آنکھ سے نکل آئے تا کہ وہ آتش دوزخ سے نجات کا باعث بنے اور بہشت میں اعلی درجات حاصل ہوں۔ کتاب لہوف میں سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ ابو جعفر طبریؒ، واقدی اور زرارہ بن صالح سے نقل فرماتے ہیں کہ جب امام مظلومؑ نے مدینے سے سفر کا ارادہ

کیا اور حضرتؑ کے روانہ ہونے میں تین روز باقی تھے تو ہم دونوں حضرت سید الشہدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور جب ہم نے دیکھا کہ حضرت سفر پر آمادہ ہیں تو عرض کیا یا بن رسولؐ اللہ! ہمیں اہل کوفہ کا حال خوب معلوم ہے تمام کوفیوں کے دل اگرچہ آپ کی طرف ہیں لیکن سب کی تلواریں آپ کے قتل کے لیے آمادہ ہیں پس ہماری رائے میں ان کے قول پر اعتماد کرنا خطرے سے خالی نہیں آنحضرت نے جب یہ خبر وحشت اثر ہم سے سنی تو اپنا دست حق پرست آسمان کی طرف بلند کیا تو ہم نے دیکھا کہ اشارے کے ساتھ ہی آسمان کے دروازے کھل گئے اور آسمان سے اس قدر ملائکہ زمین پر نازل ہوئے کہ ان کی گنتی اور شمار سوائے خداوند ذوالجلال کے کوئی نہیں کر سکتا تھا پس اس وقت حضرت نے ہم سے فرمایا کہ اگر ہر ذی روح کے لئے وقت مرگ معین و مقرر نہ ہوتا اور اجر و ثواب کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہوتا تو ان تمام ملائکہ کے ساتھ ان اعدائے دین سے میں مقابلہ اور مقاتلہ کرتا، لیکن مجھے پورا یقین ہے اور اس جگہ کو میں خوب جانتا ہوں جہاں میں اور میرے اعوان و انصار شہید ہوں گے اور یہ کہ سوائے میرے فرزند زین العابدینؑ کے ان میں سے کوئی نہ بچے گا۔

کتاب ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سید الشہداء نے مدینہ منورہ سے سفر کا ارادہ فرمایا تو بے شمار ناقہائے جنت پر سوار فوج ملائکہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس اس فوج ملائکہ نے تسلیم کے بعد عرض کیا کہ اے تعالی خدا ہم وہ فوج ملائکہ ہیں جنہیں پروردگار نے معرکہ بدر واحد میں جناب رسالتمآب کی نصرت اور مدد کے لیے بھیجا تھا۔ اور ہم نے آنحضرتؐ کی امداد کی تھی اور اب ہم سب خداوند جلیل کے حکم سے آپ کی نصرت اور مدد کے لیے حاضر ہیں۔ حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ مدفن، مشہد اور جائے قتل میرا زمین کربلا ہے پس جبکہ میں اپنے وعدہ گاہ اور

Presented by www.ziaraat.com

مقتل پر پہنچوں گا تو اس روز تم سب میرے پاس آنا اس وقت جیسا مناسب ہوگا وہ کیا جائے گا پس حسب الارشاد سب ملائکہ رخصت ہو گئے۔ اور ان کے جانے کے بعد جنات کی ایک فوج کثیر حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور بعد تسلیم کے عرض کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ! ہم سب آپ کے اور آپ کے پدر بزرگوار کے شیعہ' غلام اور فرمانبردار ہیں۔ حیف ہے کہ آپ اعدائے دین کے ہاتھوں مجبور ہو کر آوارۂ وطن ہوں اور ہم آپ کی نصرت اور مدد نہ کریں پس اگر حکم ہو تو آپ کے یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے آپ کے اعدا کو ابھی قتل کر دیں۔ اور اس قوم ستم گار میں سے ایک کو بھی باقی نہ رہنے دیں پس حضرتؑ نے جنات کی فوج سے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ تم میری مدد پر آمادہ ہوئے ہو لیکن کیا تم نے وہ آیت نہیں پڑھی ''اَینَما تکونوا'' کہ جس جگہ تم ہو گے وہاں موت تمہیں ڈھونڈ لے گی اگرچہ تم خوف مرگ کے سبب قلعہ مستحکم میں ہو۔ اور قرآن مجید میں حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن کا شہید ہونا علم الٰہی میں گزرا ہے وہ لوگ ضرور اپنے محل شہادت میں پہنچیں گے پس اگر میں یہاں سے نہ جاؤں اور اسی جگہ قیام کروں تو میری جائے شہادت اور مدفن کربلا کیسے بنے گا؟ پس میں نے برضا و رغبت تم سب کو اب رخصت کیا تم اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ' لیکن ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو کربلا میں میرے پاس حاضر ہونا اس وقت خدائے عزوجل کی رضا کے مطابق جو امر ہوگا وہ کیا جائے گا۔ پس وہ فوج جنات حسب الارشاد رخصت ہوگئی اور حضرت مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر کئی مہینے مکہ معظمہ میں مقیم رہے اور اس کے بعد لاچار ہو کر عراق کی طرف چلے یہاں تک کہ بحکم تقدیر صحرائے کربلا میں پہنچے اور لشکر کفار جفا شعار نے امام مظلومؑ کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا اور ماہ محرم کی دسویں کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور ظہر تک حضرتؑ کے تمام اعوان و انصار شہید ہو گئے

اور وہ امام کونین اس مجمع اشقیاء میں تن تنہا رہ گئے راوی کہتا ہے کہ اس تنہائی کے ہنگام میں عجیب صورتوں کے گھوڑوں پر سوار اور عجب طرح کے اسلحے سے مسلح اور جنگ کے لیے مستعد جنات کا لشکر فرزند حیدر کرار کے سامنے حاضر ہوا اور بعد تسلیم کے اس امام مبین اور آقائے نامدار کے حال زار پر بہت گریہ کیا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ کاش ہم نابینا ہوتے اور آپ کو اس مصیبت عظیم میں مبتلا نہ دیکھتے' پس ہماری خواہش ہے کہ اذن جنگ ہو تا کہ ان بے حیاؤں کو ابھی واصل جہنم کریں۔ اے آقائے دو جہان اب اس ظلم کے دیکھنے کی اس سے زیادہ طاقت ہم میں نہیں ہے پس جب امام مظلوم نے ان سب کو آمادہ جنگ پایا اور دیکھا کہ یہ سب میری بے کسی پر گریاں ہیں تو فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر عطا کرے کہ تم مجھ مظلوم کی نصرت کے لیے آئے ہو لیکن عدل و مروت کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ میں تمہیں ان لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دوں جنہیں تم دیکھتے ہو اور وہ تمہیں نہیں دیکھتے' اور دوسرے یہ کہ یہ سب میرے نانا رسولؐ خدا کی امت ہیں لہذا مناسب نہیں ہے کہ میں تمہیں ان کے قتل کی اجازت دوں اور حضرت نے اس فوج جنات سے فرمایا کہ تمہیں ان کے قتل کی اجازت نہ دینے کی خاص وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنے نانا رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے کہ ان حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے حسینؑ علم الٰہی میں یوں موجود ہے کہ تو آج اپنے خون میں تر ہوگا اور تیرا سر اس گردن سے جدا کیا جائے گا لہذا اے حسینؑ! تجھ پر لازم ہے کہ صبر اختیار کر یہاں تک حق سبحانہ تعالیٰ تیرے اور تیرے قاتلوں کے درمیان حکم حق جاری کرے۔

لہذا مجھے آج بہر کیف رضائے خدا منظور ہے اور اپنی شہادت کی کمال آرزو ہے اور اگر آج مجھے صبر کرنا مقصود نہ ہوتا تو تم سے زیادہ مجھے قدرت تھی کہ میں ان

Presented by www.ziaraat.com

سب کو ایک دم میں قتل کر دوں اب مناسب یہی ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو کہ میرا وقت شہادت آ پہنچا ہے ۔ یہ ارشاد سن کر جنات کا لشکر امام مظلومؑ کی بے کسی پر بہت رویا اور سب کے سب بے بسی و لاچار آہ و گریہ کرتے واحسینؑ کی صدا بلند کرتے واپس چلے گئے ۔ اور منقول ہے کہ روز عاشور چار ہزار فرشتے بھی حضرت کی مدد و نصرت کے لیے زمین کربلا پر نازل ہوئے لیکن افسوس صد اافسوس کہ وہ فرشتے جس وقت پہنچے اسی وقت امام مظلومؑ شہید ہو چکے تھے۔

جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے حضرت کو شہید دیکھ کر بہت روئے اور بہت افسوس کیا کہ ہم اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے پس اسی روز سے با پریشان مو آلودہ خاک نالاں و گریاں قبر مطہر امام حسینؑ کے مجاور ہیں اور اسی طرح تا قیامت قبر مطہر کے مجاور رہیں گے۔

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلےَ الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ

☆☆☆☆☆

مجلس 5

شہادت حضرت مسلم

Presented by www.ziaraat.com

پانچویں مجلس

شہادت حضرت مسلمؑ

"عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَكْثَرُهُمْ رِقَّةً وَاَزْيَدُهُمْ مَوَدَّةً لَنَا اَهْلُ الْبَيْتِ"

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ایمان میں کامل ترین اور افضل ترین وہ مومن وہ ہے جس کے اخلاق نیک ہوں جو رقیق القلب ہو اور اہلبیتؑ سے بہت محبت رکھتا ہو پس محبت و ایمان کی علامت مصائب اہلبیت پر گریہ و بکا ہے لہٰذا ہر مومن کو چاہیے کہ جناب سید الشہداء کے غم میں گریہ و بکا کے لیے تیار ہو۔

کتاب الارشاد اور بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام حسینؑ نے مدینہ منورہ سے مجبوراً سفر فرمایا تو کہ سوچ کر یہ مکہ معظمہ جائے امن ہے کئی مہینے حرم مکہ میں قیام فرمایا اور جب آپ کے مکہ معظمہ میں تشریف رکھنے کے متعلق اہل کوفہ کو خبر ہوئی تو اکثر نے آپؑ کو کوفے آنے کے لیے دعوت نامے ارسال خدمت کیے۔ اور ہر خط کا یہی مضمون تھا کہ یا بن رسولؐ اللہ! سوائے آپ کے ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں ہے لہٰذا ہم سب چاہتے ہیں کہ آپؑ جلد اس طرف قدم رنجہ فرمائیے اور ایک ساعت کی بھی تاخیر نہ کیجیے کہ یہاں لاکھوں جاں نثار آپ کی نصرت کے لئے آمادہ و مستعد ہیں اور اگر

حضرت تشریف نہ لائیں گے تو رسول خدا کی اکثر امت گمراہ ہو جائے گی۔

پس سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں اہل کوفہ کے چھ سو خطوط امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور اس کے بعد اس شہر مکار کی طرف سے پے در پے خطوط امام کی خدمت میں آنے لگے یہاں تک کہ چند روز میں بارہ ہزار خطوط امام کونین کے پاس جمع ہو گئے۔ اور بروایت مقتل ابی مخنف کوفے آنے کی دعوت پر مشتمل ان اشقیاء کے ایک لاکھ پچیس ہزار خطوط چند روز میں امام حسینؑ کے پاس اکھٹے ہو گئے۔ پھر جب ان خطوط کی تعداد ایک لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی تو اس حجت خدا نے تمام حجت کے طور پر ان کے جواب میں اس مضمون پر مشتمل ایک خط لکھا: تمہارے دعوت نامے کثیر تعداد میں میرے پاس پہنچے ہیں لہٰذا میں نے اپنے کامل دیندار انتہائی پرہیز گار بھائی مسلم بن عقیل کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ تم ان کے مطیع و فرمانبردار اور مددگار رہو اور جب مسلم تمہاری اطاعت و جاں نثاری کے بارے میں مجھے لکھیں گے تو میں بھی انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ کتاب تاریخ الفی میں منقول ہے کہ امام حسین نے خط حضرت مسلم کے حوالے کیا اور انہیں رخصت کرنے کے وقت دونوں بھائی ایک دوسرے کو گلے لگا کر دیر تک روتے رہے آخر کار جناب مسلم بن عقیل امام کے ارشاد کے مطابق نہایت تیزی سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے کوفے پہنچ کر مختار کے گھر قیام کیا' پھر جب آپ کی تشریف آوری کی خبر شہر میں مشہور ہوئی تو اسی وقت اکثر اہل کوفہ جناب مسلم کی خدمت میں جمع ہو گئے اور فرمان عالیشان امامؑ زمان کے سنتے ہی اٹھارہ ہزار کوفیوں نے حضرت مسلم نے کی بیعت کر لی۔ جب حضرت مسلم اہل کوفہ کو اس قدر مطیع و فرمانبردار دیکھا تو خدمت با سعادت امام حسینؑ میں ایک خط روانہ کیا اور لکھا کہ میں آپؑ کی برکت سے داخل کوفہ ہوا اور تمام اہل شہر کو آپ کی زیارت کا آرزومند

Presented by www.ziaraat.com

ومطیع پایا یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار اشخاص نے حضرت کی بیعت قبول کی ہے۔

منقول ہے کہ حضرت مسلمؑ کے کوفے آنے اور اٹھارہ ہزار کوفیوں کا ان سے بیعت کرنے کی خبر جب یزید بن معاویہ کو ہوئی تو وہ بہت غضب ناک ہوا اور اسی وقت ایک خط ابن زیاد کو جو اس وقت حاکم بصرہ تھا' لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں داخل ہوئے ہیں اور اٹھارہ ہزار آدمیوں نے ان کی بیعت کی ہے اور وہ چاہتے ہیں گروہ اہل اسلام میں کسی طرح تفرقہ اور اختلاف پیدا ہو پس تجھے لازم ہے کہ میرے خط وصول ہوتے ہی تو کوفے میں داخل ہو کر مسلم بن عقیل کو قتل کر ڈال اور علی ابن ابیطالب کی نسل سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ پس جب کہ یزید پلید کا خط ابن زیادہ نہاد کے پاس پہنچا تو وہ خط پڑھتے ہی کوفے کی طرف روانہ ہوا اور کوفے پہنچ کر جامع مسجد کے منبر پر جا کر مجمع عام میں یزید کی مدح علی اور ابن ابیطالب کی مذمت بیان کرنے لگا اور ہر ایک کو یزید پلید کے غضب سے ڈرایا۔ منقول ہے کہ خوف یزید کے سبب تمام اہل کوفہ نے اسی وقت حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑ دیا اور سب نے نقص بیعت کیا بلکہ سب اہل کوفہ اس سید بے کس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

جب حضرت مسلم کو اہل کوفہ کی بے وفائی کا علم ہوا اور دیکھا کہ سب میری جان کے دشمن اور میرے قتل پر آمادہ ہیں تو وہ بہت متردد ہوئے' وہ بحالی پریشان کوفے کے گلی کوچوں میں پھرتے تھے اور کوئی دوست ایسا نظر نہ آتا تھا کہ چند روز اس کے گھر میں پناہ لے سکیں۔ وہ اسی فکر میں پھرتے پھرتے شیعہ علی ابن ابی طالب جناب ہانی بن عروہ کے دروازے پر پہنچے تو ہانی کی ملازمہ نے اپنے آقا کو حضرت مسلمؑ کے تشریف لانے کی خبر دی۔ یہ سنتے ہی ہانی بن عروہ باہر آئے اور حضرت مسلمؑ کو گھر میں لے گئے اور بہت تعظیم و تکریم سے پیش آئے نیز تسلی و تشفی کی گفتگو کی۔ چنانچہ حضرت

مسلمؑ چند روز ہانی علیہ الرحمہ کے گھر میں روپوش رہے۔ یہاں تک کہ ابن زیاد نے اعلان کیا کہ جو شخص مسلم بن عقیل کا پتہ دے گا انعام و اکرام کا حقدار پائے گا۔ دنیاوی لالچ میں ہر شخص کو اس غریب سید کی تلاش و جستجو ہوئی۔ پس ایک ملعون مکر وفریب کے ذریعے حضرت مسلمؑ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت سے ملاقات کر کے بن زیاد بدنہاد نہاد کو اطلاع کی کہ مسلم جناب ہانی کے گھر میں روپوش ہیں۔ چنانچہ ابن زیاد نے جناب ہانی کو طلب کیا اور کہا کہ تو نے ہی مسلم بن عقیل کو کوفے آنے کی دعوت دی ہے اور تو ہی فتنہ وفساد کا باعث ہے اور اب حاکم کی ممانعت کے باوجود تو نے مسلمؑ کو اپنے گھر روپوش رکھا ہے؟ پس ہانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مسلمؑ میرے گھر ہرگز نہیں ہیں بلکہ جو شخص ان کا میرے گھر میں ہونا بیان کرتا ہے وہی مفسد و کاذب ہے۔ پس منقول ہے کہ ابن زیاد اور ہانی میں دیر تک سوال وجواب اور گفتگو ہوتی رہی آخر کار وہ شقی غضبناک ہوا۔ یہاں تک کہ جناب ہانی کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر وحشت اثر حضرت مسلم کو پہنچی تو آپ نہایت مضطرب ہوئے اور اسی وقت ہانی کے گھر سے باہر نکلے اور انتہائی نا امید و یاس اور پریشان حالی میں کوفے کے کوچہ و بازار میں پھرنے لگے کیونکہ اس شہر سے ناواقف تھے اور وہاں کا ہر شخص آپ کا دشمن تھا لہذا کوئی جائے امان سمجھ میں نہ آتی تھی۔ پس غروب آفتاب کا وقت آ پہنچا اور کوئی جائے امن میسر نہ آ سکی تو حضرت مسلمؑ نہایت لاچاری و بے کسی کی حالت میں ایک ضعیفہ کے دروازہ پر پہنچے وہ ضعیفہ جس کا نام طوعہ تھا اپنے دروازہ پر کھڑی تھی آپ نے سلام کے بعد فرمایا اے ضعیفہ! میں پیاسا ہوں مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے طوعہ نے پانی پیش کیا اور پانی پلا کر اپنے گھر چلی گئی حضرت مسلم پانی پی کر حمد خدا بجا لائے اور وہیں بیٹھ گئے۔ مسلم کو بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ طوعہ باہر نکلی اور حضرت کو اپنے دروازہ پر بیٹھا دیکھ کر کہا کہ اے بندہ خدا! کیا تم پانی

Presented by www.ziaraat.com

نہیں پی چکے؟ حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ میں پانی پی چکا ہوں ۔طوعہ نے کہا کہ اب مناسب یہی ہے کہ تم اپنے گھر جاؤ ۔لیکن حضرت مسلمؑ چپ ہو رہے طوعہ نے پھر تقاضا کیا تو پھر مسلمؑ نے کچھ جواب نہ دیا جب طوعہ نے دوبارہ تقاضا کیا اور حضرت مسلمؑ پھر بھی خاموش رہے تو وہ بہت برہم ہوئی اور کہا اے بندہ خدا! کیا تم نے میری بات نہیں سنی جو بولتے نہیں ہو؟ تمہیں چاہیے کہ میرے دروازے سے ابھی اٹھو اور اپنے گھر جاؤ اور اپنے اہل وعیال میں رہو کہ یہ شہر آج کل نہایت پر آشوب ہے اور ہر شخص کو اپنی عزت و آبرو کی فکر ہے پس جب جناب مسلمؑ نے دیکھا کہ وہ ضعیفہ کسی طرح وہاں ٹھہرنے نہیں دیتی تو نہایت ہی لاچاری میں وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت عجز وانکسار سے اتنا فرمایا کہ اے سعادت مند ضعیفہ! اگر چہ تیرے کہنے سے میں اٹھ کھڑا ہوا ہوں لیکن میں نہایت پریشان ہوں کہ یہاں سے کہاں جاؤں ۔کیونکہ میں مسافر ہوں اور اس شہر میں میرا کوئی عزیز رشتہ دار ایسا نہیں ۔پس اے طوعہ! کیا یہ ممکن ہے کہ تو ہمارے ساتھ نیکی سے پیش آ! تاکہ روز قیامت جناب رسالتمآب تمہارے شفیع ہوں جب طوعہ نے یہ بات سنی تو پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اور رسولؐ خدا سے تمہارا کیا رشتہ ہے ۔حضرت نے فرمایا کہ میرا نام مسلم بن عقیل ہے ۔پس حضرت کا نام سنتے ہی وہ نیک دل ضعیفہ کانپ گئی اور اسی وقت ان کو اپنے گھر میں لے گئی اور ایک پاکیزہ حجرہ میں نفیس فرش میں بچھا کر بٹھایا اور نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آئی اور آپ کے سامنے کھانا پیش کیا اگر چہ طوعہ نے بار بار عرض کی لیکن حضرت مسلمؑ ایسے مغموم ومحزون تھے کہ اس کھانے سے ایک لقمہ بھی تناول نہ فرمایا منقول ہے کہ جب زیادہ رات گزری تو بلال جو طوعہ کا فرزند تھا گھر آیا اس نے دیکھا کہ اس کی ماں بار بار ایک حجرے میں آتی جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی اور اپنی ماں سے اسکا سبب دریافت کیا طوعہ نے اپنے

بیٹے کو جھڑک دیا اور کہا کہ تجھے اس کی تحقیق سے کیا کام ہے؟ ہر چند طوعہ نے چاہا کہ بلال سے حضرت مسلمؑ کے بارے میں بات نہ کرے لیکن اس نے اس قدر اصرار کیا کہ طوعہ مجبور ہوگی اور اس سے عہد و پیمان لے کر اسے کہا کہ آج ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ مسلمؑ بن عقیل ہمارے گھر تشریف لائے ہیں اور میں ان کی خدمت گزاری میں مصروف ہوں یہ سن کر وہ ملعون چپ ہو رہا جب فجر کے وقت طوعہ ایک سلفچی اور آفتابہ لے کر حضرت مسلمؑ کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے میرے سید وسردار! وضو کے لیے پانی حاضر ہے اور کیا سبب ہے کہ رات کو ایک لحہ بھی آپ نے آرام نہیں فرمایا۔کہ میں نے ہر وقت آپ کو جاگتے پایا حضرت مسلمؑ نے فرمایا اے طوعہ! اگر چہ میں تمام رات فکر مند رہا لیکن ایک لمحے کو میری آنکھ لگ گئی تھی۔میں نے اپنے عم بزرگوار جناب حیدر کرار کو دیکھا کہ حضرتؑ مجھ سے بار بار فرماتے ہیں اے مسلمؑ! جلد ہمارے پاس آجاؤ۔ پس اس صادق خواب کو دیکھنے کے بعد مجھے یقین ہوا کہ آج کے روز میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔پس یہ سن کر طوعہ آبدیدہ ہوئی اور وہ دلجوئی اور تسکین کے کلمات عرض کر رہی تھی کہ اسی اثنا میں طوعہ کا بیٹا کہ جو دشمن اہلبیتؑ تھا گھر سے نکلا اور ابن زیاد ملعون کو حضرت مسلمؑ کے بارے میں اطلاع دی۔اس اطلاع کے ملتے ہی ابن زیادہ بدنہاد نے محمد بن اشعث کو بلا کر ہزار سوار اور پانچ سو پیادے اس کے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ابھی طوعہ کے گھر سے مسلمؑ بن عقیل کو گرفتار کر لائے ۔پس ابن اشعث مع سواروں اور پیادوں کے حضرت مسلمؑ کو گرفتار کرنے روانہ ہوا جب وہ سواروں اور پیادوں کا گروہ طوعہ کے گھر کے قریب پہنچے اور حضرت مسلمؑ نے ہتھیاروں کی جھنکار اور گھوڑوں کی آوازیں سنیں تو اسی وقت بدن مبارک پر زرہ آراستہ کی تلوار حمائل کی اور جنگ کے لیے کمر باندھی ۔جب طوعہ نے حضرت کو ہتھیار لگاتے دیکھا تو

Presented by www.ziaraat.com

عرض کی کہ اے میرے سید و سردار! کیا سبب ہے کہ میں آپ کو دفعتہً آمادہ مرگ پاتی ہوں؟ جناب مسلمؑ نے فرمایا اے طوعہ! مجھے یقین ہے کہ یہ لشکر ابن زیاد نے مجھ بے کس کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا ہے‘ لہذا خود کو گرفتاری سے بچانے کے لیے میں چاہتا ہوں کہ مسلح ہو کر باہر نکلوں اور ان کا مقابلہ کروں کہ قتل ہونا میرے نزدیک اولیٰ ہے بہ نسبت اس ننگ و عار کے کہ یہ نامرد مجھے گرفتار کر کے کشاں کشاں ابن زیاد بدکردار کے روبرو لے جائیں پس ابھی جناب مسلمؑ طوعہ سے یہ فرما رہے تھے کہ دفعتہً وہ سوار طوعہ کے گھر میں داخل ہو گئے۔ اور چاہا کہ حضرت مسلمؑ کو گرفتار کریں یہ دیکھتے ہی حضرت مسلمؑ تلوار پکڑ کر حجرے سے صحن میں تشریف لے آئے اور اس قوم نابکار کو شمشیر آبدار سے مار مار کر گھر سے نکال دیا اور اکثر کو واصل جہنم کیا۔ بھاگنے والوں کو اپنی ناکامی ہوئی تو بہت نادم ہوئے اور ایک مرتبہ پھر گھر میں داخل ہو گئے۔ اس ملعون نے کہ جس کا نام بکر تھا ایک اوٹ سے حضرت مسلمؑ کے چہرہ پر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے آپ کے لبہائے اقدس کٹ گئے اور سامنے کے دندان مبارک جدا ہو گئے۔ پس حضرت مسلمؑ نے اس کے جواب میں ایک تلوار اس کے سر نحس پر اور فوراً ایک تلوار اس شقی کی گردن پر ایسی لگائی کہ نیچے تک اتر گئی اور وہ واصل جہنم ہوا۔ منقول ہے کہ جب ابن اشعث نے دیکھا کہ اکثر پیادے اور سوار راہی ملک عدم ہو چکے ہیں اور باقی ماندہ بھی شجاعت مسلمؑ سے بھاگنا چاہتے ہیں تو جلد کسی کو ابن زیاد کے پاس بھیجا کہ مزید لشکر کی کمک بھیجی جائے۔ جب ابن اشعث کا یہ پیام ابن زیاد کو پہنچا تو وہ بہت غصہ میں آیا اور کہلا بھیجا کہ اے ابن اشعث تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے تو کس قدر نامرد ہے کہ اتنے پیادوں اور سواروں کے باوجود تو ایک تنہا اور بے یار و مددگار شخص سے نہیں لڑ سکتا اور خوفزدہ ہے۔ اور وہ یکہ و تنہا سب کو قتل کرتا ہے جب کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس اس جواب کو سن کر ابن

اشعث نے پھر کہلا بھیجا کہ اے ابن زیاد! تو نہایت نافہم اور بے عقل ہے کیا تو نے اپنے زعم ناقص میں ہمیں کوفے کے کسی جولاہے یا بقال سے لڑنے بھیجا ہے؟ مسلم اہلبیت رسولؐ مختار کے شیروں میں سے ایک شیر ہے۔ اس شخص کا خاندان عالیشان ہے ایسا خاندان کہ جس کی تلوار مشرق سے مغرب تک مشہور ہے بخدا یہ وہ شیر ہے کہ جب تلوار پکڑ کر میدان کارزار میں ڈٹ جاتا ہے تو سینکڑوں جری سواروں کے خون کے دریا بہا دیتا ہے اور شجاعوں کے سروں کے مغز کے زمین بھر دیتا ہے۔ پس یہ جواب سن کر نادم و پشیمان ہوا اور بہت سے پیادے اور سوار‘ ابن اشعث نابکار کی کمک کے لیے روانہ کیے۔ پس جب وہ اشقیاء جمع ہوئے تو سب نے ایک مرتبہ حضرت مسلمؑ پر ہجوم کیا۔ ہر چند کہ کفار کثرت میں لاتعداد تھے مگر حضرت کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ اور اس کے باوجود آپ کہ خود زخموں سے چور چور تھے آپ نے تلوار کھینچ کر مثل شیر غضبناک اس لشکر روباہ پر حملہ کیا اور اکثر کفار بابکار کو واصل جہنم کیا اور باقی ماندہ کو گھر کے صحن سے باہر نکال دیا جب ان بے حیاؤں نے دیکھا کہ وہ کسی طرح حضرت مسلمؑ کے حملہ کی تاب نہیں لا سکتے تو وہ سب کے سب ملعون مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور اوپر سے پتھر اور تیر اس بے کس پر مارنے لگے اور بعض بے رحموں نے گھاس پھونس جمع کر کے اس میں آگ لگا دی۔ اس سے جناب مسلم کا بدن اقدس سوختہ اور مجروح ہو گیا۔ پس حضرت مسلمؑ نے دیکھا کہ وہ ناپاک کتے دور سے غوغا کر رہے ہیں اور تلوار کی زد پر نہیں آتے تو اس وقت وہ تلوار کھینچے ہوئے طوعہ کے گھر سے باہر نکل آئے اور جو ان میں سے نیچے اترتا اسے قتل کرتے رہے‘ یہاں تک کہ ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہونے لگی۔

حضرت نے فرمایا اے کفار غدار! تم ہرگز پناہ اور امان کے قابل نہیں ہو۔ پھر

Presented by www.ziaraat.com

جب ان اشقیاء نے دیکھا کہ اس شجاعت بیشہ شیر سے کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے راستے میں ایک جگہ ایک گڑھا کھود کر اس کا منہ درختوں کی شاخوں اور پتوں سے ڈھانپ کر ان پر مٹی ڈالی اور زمین کے برابر کر دیا۔ پھر وہ اشقیاء مکروفریب سے لڑتے ہوئے حضرت مسلمؑ کو اس گڑھے کے قریب لائے۔ اس ذریت ابلیس کے مکرودغا کے بارے میں چونکہ اس غریب سید وبے کس کو کچھ معلوم نہ تھا چنانچہ حضرتؑ لڑتے ہوئے اس گڑھے میں گر پڑے ان کے گڑھے میں گرتے ہی ایک بے رحم نے پشت مبارک پر نیزہ مارا اس کی ضرب سے جناب مسلمؑ زمین پر گر پڑے اور اسی حالت میں وہ ملعون اس شیر دلیر کو قید کر کے دروازہ قلعہ تک قریب لے آئے اس وقت حضرت مسلمؑ پر تشنگی نے غلبہ کیا اور مظلوم پر اس قدر ضعف طاری ہو گیا تھا کہ گر پڑنے کے قریب تھے چنانچہ آپ نے پشت مبارک ایک دیوار سے لگا دی اور فرمایا کہ کوئی ایسا رحیم ونرم دل ہے کہ اس شدت تشنگی میں مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے؟ پس ان میں سے ایک شخص کو حضرتؑ کی حالت پر رحم آ گیا اور ایک لکڑی کے پیالے میں پانی بھر کر حضرت مسلمؑ کو پیش کیا۔ آپ پیالے کو ہونٹوں کے قریب لا کر چاہتے تھے کہ پانی پییں کہ دفعتہً زخمی دہن مبارک سے اس قدر خون اس پیالے میں گرا کہ پانی پینے کے قابل نہ رہا۔ چنانچہ ان حضرت نے وہ کاسہ آب اس شخص کو واپس کرتے ہوئے فرمایا الحمدللہ اگر یہ پانی میری قسمت میں ہوتا تو میں پیتا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب دنیا کا پانی ہمارے مقدر میں نہیں ہے۔ پھر وہ اشقیاء حضرت مسلمؑ کو کشاں کشاں ابن زیاد بدنہاد کے سامنے لے گئے اور کہا کہ اے مسلمؑ امیر کو سلام کرو۔ حضرت نے فرمایا تم پر خدا کی لعنت ہو تم ابن زیاد کو امیر کہتے ہو خدائے عزوجل کی قسم حسینؑ فرزند رسول ثقلینؐ کے سوا میرا کوئی امیر اور آقا نہیں ہے۔ ابن زیاد ملعون نے کہا کہ اے مسلمؑ سلام کرو یا نہ کرو تم

ضرور قتل ہو گے۔ اے مسلمؑ! تم نے کیوں امام زماں (حاکم وقت) پر خروج کیا اور کیوں فتنہ وفساد بپا کیا حضرت مسلم نے فرمایا۔ امام زمان حسین ابن علیؑ ہیں اور جو کچھ میں نے کیا ہے وہی خدا اور امام برحق کی خوشنودی کا باعث تھا۔

پھر حضرت مسلمؑ نے فرمایا۔ اے ابن زیاد اگر تو نے مجھے قتل کرنے کا قصد کر ہی لیا ہے تو کسی شخص کو جو میری قوم سے ہو۔ میرے پاس بھیج تا کہ میں اسے کچھ وصیتیں کروں پس اس شقی نے عمر سعد کو حکم دیا عمر سعد حضرت مسلمؑ کے قریب آیا اور کہا کہ جو وصیت ہو بیان کرو؟ حضرت مسلم نے فرمایا اے عمر سعد! تو ہماری قوم سے ہے تجھے لازم ہے کہ میری وصیتیں کسی پر ظاہر نہ کرنا ان میں سے ایک یہ ہے' کہ جب سے میں اس شہر میں وارد ہوا ہوں سات سو درہم قرض لے کر صرف کیے ہیں پس لازم ہے کہ میرے قتل ہونے کے بعد میری تلوار اور زرہ بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا تا کہ میں مقروض نہ رہوں اور دوسری وصیت میری یہ ہے کہ میرے قتل ہونے کے بعد میری لاش ابن زیاد سے طلب کر کے دفن کروا دینا اور میری تیسری وصیت جو میری سب وصیتوں سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ کہ مجھے گمان ہے کہ میرے مولا امام حسینؑ مع اپنے اہلبیت کے اس طرف کو روانہ ہو چکے ہوں گے پس کسی شخص کو ان کی خدمت میں روانہ کرنا تا کہ وہ شخص انہیں میرے قتل کی خبر دے اور حضرتؑ کو اس طرف آنے سے منع کرے نیز میری طرف سے یہ عرض کرے کہ آپؑ پر میرے ماں باپ فدا ہوں کوفیوں کے مکرو فریب سے محتاط رہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن دین میری طرح ہی آپؑ سے پیش آئیں۔ پس یہ سن کر عمر سعد ملعون نے حضرت مسلمؑ کی تمام وصیتیں ابن زیاد بدنہاد سے بیان کر دیں ابن زیاد نے عمر سعد سے کہا کہ ان کی زرہ وتلوار سے ہمیں کچھ مطلب نہیں جو چاہے کرنا اور قتل مسلمؑ کے بعد لاش کا بھی تجھے اختیار ہے لیکن جو کچھ مسلمؑ نے حسینؑ کو اس طرف

Presented by www.ziaraat.com

نہ آنے کے بارے میں کہا ہے یہ نہ ہوگا ہم ان کو کسی اور طرف نہیں جانے دیں بلکہ ان کو بھی مسلمؑ کی طرح قتل کریں گے۔ پس جب حضرت مسلمؑ نے امام حسین کے بارے میں ابن زیاد کا کلام تو بہت روئے اور فرمایا کہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" اے فرزند رسولؐ خدا! آپ کی مصیبت پر افسوس ہے۔ پس بحکم ابن زیاد اشقیاء حضرت مسلم کو قلعہ کے اوپر لے گئے اور اس بلندی سے سر کے بل نیچے گرا دیا اس وقت جناب مسلم ذکر خدا! میں مشغول تھے یوں اس بے کس و مظلوم کی تمام ہڈیاں چور چور ہوگئیں! ابھی زندگی کی کچھ رمق باقی تھی کہ ایک ملعون نے اس مظلوم بے کس کا سر اقدس کاٹ لیا اور ابن زیاد نے سر اطہر کو بطور ہدیہ یزید پلید کے پاس روانہ کیا اور لاش اقدس کو کوفہ کے بازار میں گھسیٹا۔

اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْن.

☆☆☆☆☆

مجلس 6

امام حسینؑ کا سفرِ عراق

چھٹی مجلس

امام حسینؑ کا سفر عراق

عَنِ الصَّادِقِؑ نَفَسُ الْمَهْمُومِ لِظُلْمِنَا تَسْبِيحٌ وَهَمُّهُ لَنَا عِبَادَةٌ وَكِتْمَانُ سِرِّنَا جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ وَيَجِبُ اَنْ يُكْتَبَ هٰذَا بِالذَّهَبِ.

جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ''مومن کا ان مصائب پر جو دشمنان دین نے ہم اہل بیتؑ پر کیے آزردہ ہونا، تسبیح خدا کا ثواب رکھتا ہے۔ یعنی اہل بیت کے غم ومصائب پر افسردہ ہونا عین عبادت ہے اور آل رسول کے راز واسرار کو دشمنان دین سے مخفی رکھنا عین عبادت ہے۔ ہمارے چھٹے امام حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعوں پر واجب ہے کہ یہ حدیث آب زر سے لکھیں۔

علامہ کی کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جناب امام حسینؑ ماہ ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ کو جبکہ جناب مسلم بن عقیلؑ کے قتل میں ایک دن باقی تھا، مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ سید بن طاؤس علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جناب حسین ذی الحجہ کی تین تاریخ کو مکہ معظمہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ اس روز تک آپ کو حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر نہ ہوئی تھی۔ اسی روز یعنی تین ذالحجہ کو حضرت مسلم کو کوفہ میں قتل کر دیا گیا۔ یہی روایت ''مفتاح النجاۃ'' میں مذکور ہے۔ پس جب نواسہء رسول عراق پہنچے تو

Presented by www.ziaraat.com

وہاں بشیر بن غالب سے ملاقات ہوئی۔ اس سے اہل کوفہ کا حال دریافت کیا تو اس نے عرض کیا:

اے نواسہء رسول! اہل کوفہ کے دل آپ کی طرف مائل ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی امیہ کے ہمراہ ہیں۔

فَقَالَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ....

امام نے یہ سن کر فرمایا: اللہ سبحانہ تعالیٰ مختار ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس شے کا ارادہ کرتا ہے اس کے مطابق حکم دیتا ہے۔

اور کتاب ''ارشاد'' میں فرزدق سے منقول ہے کہ سن آٹھ ہجری میں حج کے ارادے سے میں حرم مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور وہاں جناب امام حسینؑ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے حضرت سے معلوم کیا کہ عراق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں پس میں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول مختار میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آخر کیا وجہ ہے کہ آپ حج کو چھوڑ کر عراق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اگر میں جلد یہاں سے روانہ نہ ہوتا اور صبح کا انتظار کرتا تو میں ضرور گرفتار کرلیا جاتا۔ پھر حضرتؑ نے مجھ سے پوچھا کہ جو حال تجھے اہل کوفہ کا معلوم ہے بیان کیجئے۔ میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! اہل کوفہ کے دل آپ کی طرف مائل ہیں جبکہ تلواریں آپ کے مقتل پر آمادہ ہیں۔

جب نواسہ رسول نے مجھ سے اہل کوفہ کا حال دریافت کرلیا تو فرمایا:

''اللہ رب العزت وہی کرے گا جو ہمارا مقصود ہے۔ پس ہم شکر بجا لائیں گے اس خالق حقیقی کا جس نے اپنے کرم سے ہم پر نعمت عطا فرمائی ہے اور اگر مشیت ایزدی کو ہمارے خلاف مقصود ہے تو یہی لوگ راہ راست سے دور نہیں ہیں۔ اس لیے کہ

Presented by www.ziaraat.com

جس کی نیت بخیر ہو اور تقویٰ و پرہیزگاری اس کا شعار ہو تو وہ راہ حق پر ہے۔''

پھر امام عالی مقامؑ عراق کی جانب روانہ ہوئے۔ حتی کہ منزل ثعلبہ پر نزول اجلال فرمایا۔ اہل حرم نے چاہا کہ سفر کی تھکن دور کرنے کے لیے آرام فرمالیں۔ راوی کہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے آپؑ کی آنکھ لگی ہوگی کہ بیدار ہوگئے اور تین مرتبہ انا للہ وانا الیہ راجعون کو زبان اقدس سے ادا فرمایا۔ جب ہم شکل پیغمبر علی اکبرؑ نے اپنے والد گرامی کی زبان حکمت بیان سے یہ کلمہ سن تو عرض کیا:

''اے پدر بزرگوار! یہ کلمہ کہنے کا کیا مطلب ہے؟

سید الشہداء نے فرمایا: ''فرزند عزیز! میں سوگیا تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی ہاتف غیبی یہ آواز دیتا ہے کہ آپؑ نے اس سفر میں تیزی کی اور موت تیزی میں ہے کہ آپ کو جنت الفردوس میں لے جائے''

یہ سن کر جناب علی اکبرؑ نے عرض کیا: پدر بزرگوار! پروردگار عالم آپ کو ہمیشہ مسرور وشاد رکھے اور کوئی امر شر اور ناگوار بات نہ دکھائے، کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

فرزند رسولؐ نے فرمایا:

''اے نور چشم! قسم ہے اللہ عزوجل کی جس کی طرف ہم سب کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں۔

یہ سن کر جناب علی اکبرؑ عرض پرداز ہوئے۔

''اے پدر بزرگوار! اگر ہم حق پر ہیں تو پھر ہمیں مرنے سے کیا خوف؟

شہید کربلا نے فرمایا: ''حق سبحانہ، تعالیٰ تمہارے اس ارادے پر تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے''

پر جب امام عالی مقام منزل حاجز پر پہنچے تو وہاں سے اپنے رضائی بھائی

جناب عبداللہ بن یقطر کو اہل کوفہ کی جانب روانہ فرمایا۔ اس وقت تک حضرت مسلم بن عقیل کی اطلاع شہادت موصول نہ ہوئی تھی۔ بلکہ جناب مسلم کی ایک درخواست جو اہل کوفہ کے اوصاف وصفات پر مشتمل تھی۔ امام زمانؑ تک پہنچ چکی تھی۔ امامؑ نے ایک نامہ تحریر کر کے عبداللہ بن یقطر کے حوالے کیا۔ آپؑ نے حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبولؐ کے بعد لکھا کہ جناب مسلم بن عقیل کے ساتھ حسن سلوک اور اس بات سے کہ تم ہماری نصرت اور مدد کے لیے تیار ہو کی خبر سن کر ہم مسرور ہوئے اور حق سبحانہ تعالیٰ اس حسن سلوک اور آمادگی نصرت پر تم سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ میں مکہ معظمہ سے آٹھ ذی الحجہ کو بروز ترویہ تمہاری طرف روانہ ہوا ہوں۔

فَاذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَسُوْلِي فَامْكُثُوْ فِي اَمْرِكُمْ وَجِدُّوْ فَاِنِّي تَادِمٌ
عَلَيْكُمْ فِي اَيَّامِ هٰذِهِ اِنْشَآءَ اللّٰهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

پھر جب یہ خط تم تک پہنچے تو تم پر لازم ہے کہ اپنے وعدے پر قائم رہو اور انشاء اللہ میں چندروز میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔

عبداللہ بن یقطر وہ خط لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے جب منزل قادسیہ پر پہنچے تو حصین بن نمیر ملعون نے وہاں چار ہزار سوار بٹھا رکھے تھے۔ یہ ملعون عبداللہ بن یقطر کو قید کر کے ابن زیاد ملعون کے پاس لے گیا۔

عبداللہ بن یقطر اس بے حیا کے سامنے پہنچے تو اس بے حیا نے کہا: جو تمہارے پاس ہے وہ مجھے دے دو''

عبداللہ نے انکار کیا تو اس شقی نے چاہا کہ آپ کے لباس اور کمر کو دیکھے اور خط تلاش لے۔ اس سے پہلے کہ وہ ملعون خط تلاشتا۔ عبداللہ بن یقطر نے وہ خط کمر سے نکال کر اس کے روبرو چاک کر دیا اور پھر زمین پر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر ابن زیاد غضبناک

Presented by www.ziaraat.com

ہوا اور پوچھا کہ بتاؤ تمہارا نام کیا ہے؟ اور تم کون ہو؟

عبداللہ نے کہا: ''میں غلامانِ علیؑ ابن ابی طالبؑ میں سے ایک غلام ہوں۔''

ابن زیاد بدنہاد نے پوچھا کہ تو نے یہ خط کیوں چاک کیا۔ تو اس سعادت مند نے جواب دیا: اس لیے کہ تم اس سے مطلع نہ ہوسکو''

اس بے حیا نے پوچھا کہ یہ خط کس کا تھا اور تم کس کے پاس لے کر جارہے تھے؟

عبداللہ بن یقطر نے فرمایا: یہ خط امام کونین فرزند رسول ثقلین جناب امام حسینؑ کا تھا۔ جو انہوں نے اہل کوفہ کی جانب بھیجا تھا۔''

یہ سن کر وہ سگ ناپاک نہایت غضب ناک ہوا اور بولا: اگر تجھے اپنی حفاظت جان منظور ہے تو پھر منبر پر جا کر امام حسینؑ اور ان کے باپ امیرالمومنینؑ کے حق میں کلمات ناگوار بیان کرو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا۔''

اس شقی کے اس بیہودہ کلام کو سن کر عبداللہ بن یقطر بہت غضب ناک ہوئے اور بلا تامل منبر پر جا کر حمد خدا اور نعت خاتم الانبیاء بجالائے اور بعد ازاں فرمایا:

ایہا الناس! آگاہ رہو کہ جناب امام حسینؑ فرزند رسول مقبولؐ، بہترین خلق خدا ہیں اور خالق کائنات نے ان کے صدقے میں کائنات تخلیق کی ہے۔ آپ امام اور پیشوائے خلق ہیں۔ تم سب اہل اسلام پر واجب ہے کہ ان کی اطاعت کرو اور ان کے حکم سے سرکشی نہ کرو۔''

پھر فرمایا: ''اے لوگو! میں تمہاری طرف امام عالی مقام کا پیام بر ہوں اور امام عالی مقام منزل حاجز تک تشریف لا چکے ہیں۔ نیز نعت خدا ہوں عبداللہ ابن زیاد، یزید ابن معاویہ ابن ابوسفیان اور ابوسفیان (علیہم اللعن والعذاب) پر کہ سب بدترین

از سگ وخوک (کتے اور خنزیر سے بدتر) ہیں۔ یہ سب ملعون ہیں اور ان کی اتباع کرنے والا اہل جہنم میں سے ہوگا'' اس کے بعد جناب عبداللہ نے محمدؐ وآل محمدؐ پر درود وسلام بھیجا۔

یہ سن کر اس شقی ابن زیاد نے پیچ وتاب کھاتے ہوئے کہا: ''اس کے ہاتھ باندھ کر اسے قلعہ کی بلندی سے زمین پر گرادو''

ابن زیاد کے ملازموں نے سعادت مند عبداللہ کے ہاتھ باندھے اور قلعہ کی بلندی سے زمین پر گرا دیا۔ منقول ہے عبداللہ بن یقطر کے گھٹنے چور چور ہوگئے۔ ابھی اس مظلوم کے کچھ سانس باقی تھے کہ ایک بے رحم نے اس عظیم صحابی حسینؑ کا سر کاٹ لیا۔

الا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ.

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 7

امامؑ کی شہادت مسلمؑ سے آگاہی

ساتویں مجلس

امامؑ کی شہادت مسلمؑ سے آگاہی

عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ شِيْعَتَنَا لَقَدْ شَارَكُوْنَا فِي الْمُصِيْبَةِ بِطُوْلِ الْحُزْنِ وَالْحَسْرَةِ عَلٰى مُصَابِ جَدِّيَ الْحُسَيْنِؑ.

احادیث کی کتابوں میں جناب امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خدا ہمارے شیعوں پر رحمت کرے کہ ہمارے شیعہ ہماری اطاعت کرتے ہیں اور ہمارے جد معصوم امام مظلوم حسین علیہ السلام کے اندوہ و ماتم میں شریک ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح ہم اہل بیتؑ انہیں روتے ہیں اور مجالس عزا برپا کرتے ہیں اسی طرح ہمارے شیعہ بھی امام مظلومؑ کی عزاداری میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرات گرام! امام مظلومؑ پر گریہ کرو کہ ان پر گریہ کرنا نزول رحمت خداوندی کا باعث ہے۔

لَمَّا قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيْلٍ وَهَانِيُ بْنُ عُرْوَةَ كَتَبَ ابْنُ زِيَادٍ اِلٰى يَزِيْدَ يُخْبِرُهُ بِقَتْلِهِمَا.

بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب مسلم ابن عقیل اور ھانی ابن عروہ کو ابن زیاد نے شہید کیا تو اسی وقت ان دونوں کی شہادت کی تحریری اطلاع یزید ملعون کو روانہ

Presented by www.ziaraat.com

کی۔ جب یہ خط یزید ملعون کو پہنچا تو وہ اس خبر سے نہایت مسرور ہوا اور اس کے جواب میں ابن زیاد بدنہاد کو لکھا۔

"شاباش! میں نے تمہیں جیسا سمجھا تھا۔ بوقت امتحان تم ویسے ہی نکلے ہو۔ تم نے میری خوشنودی کے لیے میری فرمانبرداری کی۔ اور اپنے متعلق میرے گمان کی تصدیق کر دی۔

وَالْمَسَالِحَ وَاحْتَرِسْ وَاحْبِسْ عَلَى الظِّنَّةِ وَقْتُلْهُ عَلَى الشُّهْمَةِ
وَاكْتُبْ اِلَيَّ فِي كُلِّ مَا يَجْدِنُ مِنَ الْخَبَرِ.

"اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ مکہ معظمہ سے عراق کی جانب روانہ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ ان پر جاسوس مقرر کرو۔ اور جس طرح ممکن ہو کوئی بہتان لگا کر انہیں قتل کر دو یا قید کر دو اور مجھے ہر واقعہ کی اطلاع کرتے رہنا۔"

حدیث کی کتابوں میں منقول ہے کہ امام حسینؑ روز ترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہو چکے تھے اور اس تعجیل کی وجہ یہ تھی کہ صبح میں ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ اور آپ کو خطرہ تھا کہ مکہ معظمہ میں ٹھہریں گے تو قید کر لیے جائیں گے۔ اس طرح مکہ معظمہ میں خون ریزی ہو گی اور حرمت خانہ کعبہ برباد ہو گی۔ نیز امام کوفہ روانہ ہو کر اتمام حجت کرنا تھا اور یہ امام عالی مقام پر اس لیے ضروری تھا کہ جناب مسلمؑ نے اپنی شہادت سے ستائیس روز قبل آپ کی خدمت میں ایک نامہ روانہ کیا تھا۔ جس میں لکھا تھا۔

"نواسہ رسول! جب میں کوفہ پہنچا تو اسی وقت سب اہل کوفہ میرے پاس آئے اور اٹھارہ ہزار آدمیوں نے میری بیعت کر لی۔ اب یہ لوگ آپؐ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں امیدوار ہیں کہ آپ جلد یہاں تشریف لے آئیے"

اس خط کے ساتھ اہل کوفہ نے بھی اپنے خطوط روانہ کیے جن کا مضمون یہ تھا۔

"فرزند رسول! یہاں آپؑ کی نصرت کے لیے ایک لاکھ تلواریں تیار ہیں۔ ب ہم کو آپ سے امید ہے کہ آپؑ جلد ہمیں زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ اور اگر آپؑ نے تشریف آوری میں کچھ توقف فرمایا تو ہم میں سے اکثر اشخاص گمراہ ہو جائیں گے۔

چنانچہ حجت خدا اور امام ہدیٰ نے نہایت تعجیل سے سفر عراق اختیار کیا۔

رُوِيَ الشَّيْخُ الْمُفِيدُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَعَنِ الْمُنْذِرِبْنِ مَشْعَلَ الْاَسَدِيِّيْنِ اَنَّهُ قَالاَ لَمَّا قَضَيْنَا حَجَّتَنَا لَمْ تَكُنْ لَمْ لَنَا هِمَّةٌ اِلاَّ التِّحَاقُ بِالْحُسَيْنِ لِتَنْظُرَ مَايَكُوْنُ مِنْ اَمْرِهِ.

شیخ مفیدؒ عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشعل سے جو قبیلہ اسد سے تعلق رکھتے تھے، روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: جب ہم صبح سے فارغ ہو چکے تو ہماری پوری کوشش تھی کہ ہم جلد از جلد راستے میں امام حسینؑ سے ملاقات کریں اور دیکھیں کہ اہل کوفہ ان سے کس طرح پیش آتے ہیں۔

امام حسینؑ صبح آٹھ ذوالحجہ کو عراق کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ ہم اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے اور انہیں تیزی سے بھگاتے ہوئے منزل زرود پر امام حسینؑ سے جا ملے۔ ہم ان کے ہمراہ تھوڑا ہی راستہ چلے تھے کہ اچانک کوفہ کی جانب سے آتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جب وہ ہمارے قریب آ پہنچا تو اس نے امامؑ کو پہچان کر اپنے راستے (شاہراہ) کو چھوڑ کر دوسرا راستہ (متبادل راستہ) اختیار کر لیا۔ لیکن امام حسینؑ اسے آتا دیکھ کر ٹھہر گئے۔ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ امامؑ اس سے کچھ حال کوفہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ لیکن مصلحت کے تحت کچھ نہ پوچھا اور آگے بڑھ گئے۔ ہم بھی آپؑ کے ہمراہ چل

Presented by www.ziaraat.com

دیئے۔

پس ہم دونوں رفیقوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس شخص کو یقیناً کوفہ کے حال کی خبر ہے، چلو ہم اس سے کوفہ کے حالات معلوم کر کے آتے ہیں۔ ہم نے اس سے سلام اور جواب سلام کے بعد پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا میں اسدی ہوں۔ ہم نے کہا ہم بھی اسدی ہیں۔ پھر اس سے اس کا نام پوچھا اور اپنے نسب سے اس کا نسب ملایا۔ پھر اس سے کوفہ کی صورت حال سے آگاہی چاہی۔ اس نے کہا کہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ مسلم بن عقیل اور ہانی عروہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اور انہیں قتل کرنے کے بعد پاؤں میں رسیاں ڈال کر بازاروں میں کھینچتے پھرتے ہیں اس خبر وحشت اثر کو سننے کے بعد ہم امام عالی مقام کی طرف بڑھے۔ امام اس وقت منزل ثعلبہ پر اتر چکے تھے۔ جب آپ اہل حرم کو اتارنے کے بعد مجلس اصحاب میں رونق افروز ہوئے تو ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم جرات بیان نہیں رکھتے لیکن ایک خبر معلوم کر کے آئے ہیں اگر آپ حکم دیں تو سب کے سامنے ورنہ تخلیہ میں عرض کریں۔ امامؑ نے اصحاب کی طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ یہ سب میرے جانثار ہیں آخر کون سا ایسا راز ہے جو ان کے سامنے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

ہم نے اذن گزارش پا کر اعلانیہ عرض کیا کہ راستے میں جو شخص آپ کو ملا تھا اور آپ اس سے کچھ معلوم فرمانا چاہتے تھے لیکن اس نے راستہ بدل دیا تو آپ کسی مصلحت کے تحت رک گئے۔ ہم آپ کی خواہش کی تکمیل کی خاطر اس کے پاس گئے۔ اور اس سے سلام ودعا کے بعد پتہ چلا کہ وہ اسدی ہے وہ راست گو انسان ہے اس نے ہمیں بتایا ہے کہ میں کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل اور جناب ھانی بن عروہ کو قتل ہوتا دیکھ کر آیا ہوں اور بعداز قتل ان مظلوموں کو پاؤں میں رسیاں ڈال کر بازاروں میں پھرایا

جا رہا ہے۔ جب یہ وحشت ناک خبر امام نے سنی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور آپ نے کئی مرتبہ فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون..........

پھر فرمایا کہ اللہ کریم میرے بھائی مسلم بن عقیل اور ھانی پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے آیہ کریمہ **منھم من قضی نحبه** .... پڑھی۔ آیہ مذکور کا مطلب یہ ہے کہ جن کا وقت موت آ پہنچا انہوں نے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور جن کے وقت مرگ میں کچھ دیر ہے وہ اس کے منتظر ہیں۔ امام کے حسرت ویاس بھرے یہ کلمات سن کر ہم نے امام سے عرض کیا کہ آپ کو خداوند جلیل کی قسم اب آپ کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیں اور اہل حرم کے ہمراہ مکہ معظمہ واپس چلے جائیں۔ کیونکہ اب کسی طرح آپؑ کا آگے بڑھنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ مسلم بن عقیل کا قتل کر دیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ آپؑ کے ناصر و مددگار ہرگز ثابت نہیں ہوں گے بلکہ ان سے محض عداوت کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔

آپ نے یہ سن کر جناب مسلم کے بیٹوں کی طرف رجوع فرمایا اور ان سے کہا کہ تم نے اپنے بابا کی شہادت کی خبر سن لی۔ اب تم کیا کہتے ہو؟ آگے بڑھیں یا پھر مکہ معظمہ کو پھر چلیں۔ پس دونوں شہزادوں نے عرض کیا: اے شہ کونین ہم واپس ہرگز نہیں جائیں گے اور جب تک اپنے خون کا بدلہ نہ لے لیں تب تک نہ کچھ کھائیں گے اور نہ سوئیں گے۔ اور ہمیں تب تک سکون اور راحت نصیب نہ ہوگا جب تک ہم بھی اپنے بابا کی طرح مقتول راہ خدا نہ ہو جائیں۔

شہزادوں کا یہ کلام سن کر امامؑ نے فرمایا: تم نے واقعی سچ کہا۔ جب ایسے عزیز نہ رہیں تو زندگی کا کچھ لطف باقی نہیں رہتا۔

جب ہم نے امام عالی مقامؑ کا یہ کلام سنا تو سمجھ گئے کہ آپ ہرگز واپس نہ

Presented by www.ziaraat.com

لوٹیں گے چنانچہ ہم مع دیگر اصحاب و انصار کے عرض پرداز ہوئے کہ اگر آپ کا کوفہ جانے کا قصد ہے تو یہی بہتر ہے۔ کیونکہ کہاں آپؑ کا رتبہ اور کہاں رتبہ مسلم بن عقیل؟ جو شان و شوکت حق تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اور کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ ان شاء اللہ جب آپ داخل کوفہ ہوں گے باوجود حضرت مسلم کے قتل کے لوگ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے اور کسی کو سرتابی کی جرات نہ ہوگی۔

ہم خدام کی یہ عرض سن کر آقا علیہ السلام نے کچھ دیر سکوت کیا۔ کتاب ''منتخب'' اور مقتل ابومخنف کے کچھ نسخوں میں منقول ہے کہ امام مسلم بن عقیل کی شہادت حسرت آیات کی خبر سن کر بہت مغموم ہوئے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ پھر وہاں سے اٹھ کر خیمہ وحرم میں داخل ہوئے اور کم سن دختر مسلم کو اپنے پاس بلا کر اسے دیکھتے ہی اشکبار ہوگئے۔ حضرت نے اس دختر نیک اختر کو سینے سے چمٹا لیا اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے بہت پیار کیا۔ جب اس شہزادی نے اس شدت شفقت کو ملاحظہ کیا تو امامؑ کی خدمت میں عرض کرنے لگی۔

چچا جان! آپ کے مجھ پر اس قدر شفقت فرمانے کا کہیں یہ سبب تو نہیں کہ میرے بابا جان اس دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں۔ اور میں یتیم ہوگئی ہوں۔؟

فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ لَمْ یَتِیْمًا لَکَ مِنَ الْبُکَآءِ وَقَالَ نَعَم قَدْ قُتِلَ مُسْلِمٌ اَبُوْکَ فَنَادَتْ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ وَبَکَیْنَ النِّسَاءُ کُلُّھُنَّ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ.

اس یتیم شہزادی کی یہ بات سن کر امام العابدین کو تاب ضبط نہ رہی۔
آپ بے اختیار رونے لگے اور فرمایا:

''اے نور نظر افسوس صد افسوس کہ تمہارے بابا نے شہادت پائی اور

اب تم اپنے بابا کی جگہ مجھے مہربان و شفیق جانو''۔

منقول ہے کہ یہ کلمہ مصیبت سن کر اس معصومہؑ نے ایک دلخراش آہ بھری اور ایسا روئی اور پیٹی کہ غش کھا گئی۔ یوں اہل حرم ماتم مسلم میں رونے پیٹنے لگے۔ سب نے اپنے سروں کے بال کھولے اور وامسلماہ! کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

حضرات گرامی! مقام حسرت ہے کہ دختر سید الشہداء جناب سکینہ نے جب اپنے بابا کی شہادت کے بعد آپؑ کا سرتن سے جدا دیکھا تو لاش اقدس کے لٹ کر بکمال حسرت روتی پیٹتی اور نوحہ و بین کرتی تھیں۔ افسوس صد افسوس کہ اس وقت (مسلم کی بیٹی کے واقع کی طرح) کوئی سرپرست ایسا نہ تھا جو اس یتیم معصومہ کے سر پر ہاتھ پھیرے اور اسے تسکین و تسلی دے۔ بلکہ اس کے برعکس شمر ملعون سکینہ کو لاش پدر سے چھڑاتا تھا اور طمانچے مارتا تھا۔ معصومہ ہر چند روتی اور چلاتی تھی لیکن کوئی پرسان حال نہ تھا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِىْ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلِبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ.

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

8

ملاقات زہیر بن قین اور شہادتِ زہیر و سعید

آٹھویں مجلس

ملاقات زہیر بن قین اور شہادت زہیر وسعید

عَنْ اَبِی جَعْفَرٍ اَنَّهُ قَالَ اَیُّهَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَیْنُهُ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ دَمْعَةً حَتّٰی تَسِیْلَ عَلٰی حَدِهٖ بَوَّاهُ اللّٰهُ فِی لِجَنَّةِ غُرَفًا لَیَکُنُهَا اَحْقَابًا

امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جو مومن میرے جد مظلوم امام حسین کی مصیبت پر اس قدر روئے کہ اس کی آنکھ سے آنسو نکل کر رخسار پر بہنے لگے تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ جنت کے غرفوں (کمروں) میں مقیم کرے گا۔

بحارِ الْاَنْوارِ عَنْ جَماعَةِ جَلِیَّةِ

کتاب بحار الانوار میں بحلیہ کی جماعت سے منقول ہے: ہم سب زہیر بن قین کی رفاقت میں حج بیت اللہ کے لیے گئے۔ جب ہم فارغ ہو کر زہیر کے ہمراہ مکہ معظمہ سے واپس لوٹے اس وقت امام حسینؑ آٹھ ذی الحجہ کو مجبوراً مکہ سے عراق کی جانب روانہ ہو چکے تھے۔ اتفاقاً ایک منزل پر ہم پہنچے تو امام عالی مقام بھی وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمیں آئندہ سفر میں امامؑ کے تقریباً ساتھ ساتھ چلنا پڑا لیکن ہم اس خوف سے کہ کہیں ان کی رفاقت ہم پر لازم نہ ہو جائے، اپنا خیمہ امامؑ کے خیام سے بہت دور

Presented by www.ziaraat.com

لگاتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز ہم ایسی منزل پر پہنچے کہ امامؑ کے قریب اترنے کے سوا کچھ چارہ نہ تھا۔ چنانچہ ہم نے امام کی جائے قیام کے قریب ہی اپنا خیمہ لگایا۔ جب ہم اپنا سامان اتار کر خیمے میں کھانا تناول کرنے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ امام علیہ السلام کی جانب سے ایک شخص آیا اور زہیر بن قین سے کہنے لگا۔

''اے زہیر! امام حسینؑ نے تمہیں طلب فرمایا ہے اور مجھے بھیجا ہے کہ میں تمہیں اپنے ہمراہ ان کی خدمت میں لے کر جاؤں''

پس ہمیں جس بات کا خوف تھا وہی ہو کر رہی اور ہم پر ایسی حالت تحیر چھائی کہ لقمے ہاتھوں سے گر پڑے اور ہم سب ساکت وصامت ہو گئے۔ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور ذرا حرکت کرنے سے ان کے اڑ جانے کا خدشہ ہو۔

زہیر کی زوجہ نے جب ہمیں اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگی: ''اے زہیر! سبحان اللہ! تعجب کا مقام ہے کہ نواسہ رسول ثقلین شہزادہ کونین امام حسینؑ نے تمہیں اپنے پاس بلایا ہے اور تم خوشی وحسرت کے بجائے پریشانی اور حیرانی کا اظہار کر رہے ہو۔ اگر وہ مجھ کنیز کو طلب فرماتے تو میں بسر وچشم ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتی اور جو حکم وہ صادر فرماتے اسے بجالاتی۔''

جب زہیر نے اپنی پاک طینت بیوی کی یہ بات سنی تو نہایت نادم ہوا۔ اسی وقت اس قاصد کے ہمراہ خدمت امامؑ میں حاضر ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ جب زہیر خدمت امامؑ میں حاضر ہوئے تو زیارت امامؑ سے ان پر ایسا رعب وجلال طاری ہوا کہ مارے خوف کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ امامؑ نے انہیں اپنی معاونت ونصرت کی دعوت دی تو انہوں نے فوراً قبول کر لی۔ پھر امامؑ سے رخصت لے کر اپنے خیمے میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ زہیر اس

قدر خوش وخرم ہیں کہ ہم نے اس حالت میں انہیں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ان کے چہرے سے ایک نور ساطع ہو رہا تھا۔

زہیر نے خیمے میں پہنچتے ہی حکم دیا کہ یہاں سے فوراً خیمہ اکھاڑو اور امام عالی مقام کے قریب تر خیمہ نصب کرو اور سب سامان اٹھا کر وہاں لے چلو۔ جب زہیر اپنا خیمہ اکھاڑ کر مال واسباب لے جانے لگے تو ہم سے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص رضا ورغبت اور خوشی سے میرے ساتھ جانا چاہیے وہ چلے اور جو یہ نہیں چاہتا وہ رخصت ہو اور اپنے گھر لوٹ جائے۔ اس کے بعد اپنی زوجہ سے کہا۔

''میں نے تمہیں طلاق دی، تم اپنے عزیز واقارب سے ملحق ہو جاؤ، میں نہیں چاہتا کہ میری سے تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔

وَزَادَ السَّيِّدُ اَنَّهُ قَالَ لَهَا وَقَدْ عَزَمْتُ عَلٰى صُحْبَةِ الْحُسَيْنِ لاَفْدِيَهُ بِرُوْحِيْ وَبَقِيَّةِ نَفِيْسِيْ ثُمَّ اَعْطَامَا لَهَا وَسَلَّمَا اِلٰى بَعْضِ بَنِيْ اَعْمَامِهَا

اور سید ابن طاؤس نے نقل کیا ہے کہ رخصت کے وقت زہیر نے اپنی زوجہ سے کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں اب تاحیات نواسہ رسول کے قدموں سے جدا نہ ہوں۔ اور اپنی جان ان پر فدا کردوں۔ زہیر نے اپنے چچا زادوں میں سے ایک شخص کو امین جان کر بہت سا مال واسباب اور اپنی زوجہ کی سپردگی کی کہ وہ اسے اس کے قوم وقبیلہ میں پہنچا دے وہ بی بی اپنے شوہر سے جدا ہوتے وقت بہت روئی اور کہنے لگی: اے زہیر میں نے تمہیں سپرد خدا کیا۔ اللہ تعالیٰ تیرے ارادے

Presented by www.ziaraat.com

میں برکت عطا کرے اور تمہیں جزائے خیر سے نوازے میں تم سے امیدوار ہوں کہ روز قیامت رسول عظیمؐ کے حضور میری بھی شفاعت کرنا۔

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهَا بَكَتْ وَقَالَتْ يَا زُهَيْرُ وَاللهِ لَا اُفَارِقُكَ فَاِنْ عَزَمْتَ عَلٰى صُحْبَةِ الْحُسَيْنِ فَاِنِّيْ عَزَمْتُ اَنْ اُفْدِيَ بَقِيَّةَ نفسی علی حریمه۔

اور مشہور یہ ہے کہ رخصت کے وقت اس پاک اعتقاد و صالحہ بی بی نے جناب زہیر سے کہا: ''اے سعادت مند! عجیب بات ہے کہ جس نے آپ کو اس امر خیر پر مستعد کیا وہ خود اس سعادت سے محروم رہے۔ اگر آپ کا ارادہ تا حیات امام حسینؑ کے قدموں میں رہنے کا ہے تو میں کنیز زینب وکلثوم بن کر تا حیات ان کی خدمت اقدس میں رہوں گی۔

پس زہیر اس روز سے امام عالی مقام کی معیت میں رہے منازل ومراحل طے کرتے رہے۔ حتی کہ دو محرم الحرام کو زمین کربلا پر پہنچے۔ عمر سعد لعین بھی اپنے لشکر سمیت وہاں آ پہنچا۔ اس لعین نے امام عالی مقام کا عرصہ حیات اس قدر تنگ کیا کہ کئی روز تک گلشن رسالت کے نونہال پیاسے رہے اور آخر کار بات جنگ پر پہنچی۔ روز عاشور جب معرکہ کارزار شروع ہوا تو امامؑ کے اصحاب باوفا میں سے ابو تمامہ صائدی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''یا بن رسول اللہ! میں آپ پر قربان، ستم شعار لشکر اب بہت قریب آ گیا ہے اور جب تک یہ نوکر زندہ ہے اس وقت تک آپ پر کوئی گزند

نہیں آنے دے گا۔ یہاں تک کہ اپنی جان آپ پر نثار کر دوں۔ اب چونکہ نماز ظہر کا وقت قریب ہے لہذا میری خواہش ہے کہ زندگی کی یہ آخری نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھ کر ہی معبود حقیقی سے ملاقات کروں۔

فَرَفَعَ الْحُسَيْنُ رَاسَهُ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ لَهُ ، يَا اَبَا تَمَامَةَ ذَكَرْتَ الصَّلٰوةَ جَعَلَكَ اللهُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ لَهُمْ هٰذَا اَوَّلُ وَقْتِهَا فَاسْئَلْهُمْ اَنْ يَكُفُّوْا عَنَّا حَتّٰى نُصَلِّيَ

پس یہ سن کر امام علیہ السلام نے سر اقدس آسمان طرف بلند کیا اور فرمایا: اے ابو تمامہ! واقعی یہ نماز ظہر کا وقت اول (فضیلت کا وقت) ہے۔ خداوند متعال تمہیں نماز گزاروں میں سے محسوب کرے کہ تو نے ایسے وقت مصیبت میں نماز کا ذکر کیا''

اے ابو تمامہ! تم جا کر ان جفا کاروں سے کہو کہ ہمیں اس قدر مہلت دیں کہ ہم نماز ظہر ادا کر سکیں۔ اگر یہ ملعون مہلت دیں تو ہی ممکن ہے کہ ہم نماز ظہر پڑھ لیں۔

ابو تمامہ امام کے حکم کے مطابق اس لشکر اشقیاء کے سامنے پہنچے اور کہا: ''نواسہ رسولؐ تم سے نماز کے لیے مہلت طلب فرماتے ہیں۔ صرف اتنی دیر توقف کرو کہ وہ نماز ظہر ادا کر لیں۔

اس طرف سے حصین بن ثمر نے آواز دی:

اے ابو تمامہ حسینؑ سے کہو کہ عبث مہلت نماز طلب کرتے ہو کہ تمہاری نماز تو بارگاہ خدا میں قبول ہی نہیں ہوگی۔''

Presented by www.ziaraat.com

روایت میں ہے کہ اس لعین بے لگام کا یہ کلام سن کر حبیب ابن مظاہر نے غضبناک ہوکر بآواز بلند فرمایا:

''اے دشمن خدا! تجھ پر خدا کی لعنت۔ خدائے متعال جلد ہی تمہیں آتش جہنم سے معذب کرے۔ یہ تیرا زعم باطل ہے کہ فرزند رسول حسینؑ کی نماز قبول نہ ہوگی اور تجھ ایسے کافر، شراب خور ناپاک کتے کی نماز قبول ہوگی۔

یہ کہہ کر حبیب نے اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ وہ لعین اسی وقت واصل جہنم ہوا۔

''فَقَالَ الْحُسَيْنُ لِزُهَيْرِ بْنِ قَيْنٍ وَسَعِيْدِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْحَنَفِيِّ تَقَدَّمَ اِمَامِي حَتّٰى اُصَلِّيْ.

پس جب امامؑ نے دیکھا کہ یہ ملعون کسی صورت مہلت نماز نہیں دیتے تو زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ حنفی سے فرمایا کہ تم دونوں سعادت مند میرے آگے کھڑے ہو جاؤ کہ میں نماز پڑھ لوں۔

یہ دونوں بزرگوار نہایت خوشی اور مسرت سے ایک دوسرے سے متصل ہوکر آپؑ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور آپ نماز میں مشغول ہوگئے۔

جب فوج اشقیاء نے امامؑ کو مشغول نماز پایا تو سب لعین اپنے نیزے اور تیر جانب امام پھینکنے لگے۔ منقول ہے کہ جو تیر اور نیزے اس سمت سے آتا تھا یہ عظیم صحابہ امام مظلومؑ اپنے سینوں پر روکتے تھے۔ اور جب تک امام نماز پڑھتے رہے ان جانثاران امام نے خود کو امام مظلومؑ کے سامنے ڈھال بنائے رکھا اور ایک بھی تیر یا نیزہ مظلوم کربلاؑ تک نہ پہنچنے دیا۔ جب امام نماز سے فارغ ہوئے تو عین اسی وقت سعید بن

عبداللہ راہی جنت ہوئے۔ جب ان کے سینہ وناف پر نگاہ کی گئی تو ان کے سینہ مبارک پر ۱۳ تیر پیوست تھے اور نیزہ وشمشیر کے بے شمار زخم ان سے سوا تھے۔ اسی طرح جاب زہیر کے سینہ اقدس پر بھی تیرہ تیر لگے تھے جبکہ نیزہ وشمشیر سے سارا جسم فگار تھے۔ آخر کار یہ جانثار امام بھی قربان خاندان نبوت ہوئے۔

یَا لَیْتَنَا کُنَّا مَعَھُمْ فَنَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا

اَلا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ.

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

9

لشکرِ حُر

کی

سیرابی

نویں مجلس

لشکر حُر کی سیرابی

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّهُ قَالَ اَیما مُؤمِنٍ دَمعتْ عَیناهُ دَمْعَةً حتّٰی نَسِیْلَ عَلٰی خدِّہ لا ذی مسّنا مِنْ عُدُوِنا فِی الدُّنیا بوّاہُ اللّٰہ تعالٰی مُبوّءَ صِدْقٍ فِی الْجنّة ہ

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو مومن اس دنیا میں ہم اہل بیتؑ پر ہونے والے جوروستم پر روئے اور اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہو کر رخسار پر ڈھلک جائے تو حق تعالیٰ اس کے عوض اسے ہمیشہ کے لیے جنت عطا کرے گا جو نہایت بہتر اور نفیس مقام ہے۔

فِی کُتُبِ الْاَخْبَارِ کَالْاِرْشَادِ وَالْبِحَارِ اَنَّهُ لَمَّا سَارَ الْحُسَیْنُ مِنْ مَکَّةَ اِلَی الْعِرَاقِ وَنَزَلَ الثَّعْلَبِیَّةَ سَمِعَ خَبَرَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ"

حدیث کی کتب (مثلاً ارشاد اور بحار الانوار) میں ہے کہ جب امام حسینؑ نے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف کوچ فرمایا اور منازل کو طے کرتے ہوئے منزل ثعلبیہ پر پہنچے تو وہاں ایک شتر سوار سے جناب مسلم کے قتل کی افسوسناک خبر سنی۔ یہ خبر سنتے ہی

Presented by www.ziaraat.com

آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور فرماتے تھے: خدا رحمت کرے میرے بھائی مسلم پر کہ وہ راہی جنت ہوئے۔ اور جو کچھ ان پر فرض تھا اسے بطریق احسن ادا کر کے گئے۔ وہ امتحان میں مستقل مزاج رہے اور راہ خدا میں شہید ہوئے۔ لیکن ہم پر ابھی یہ بارگراں باقی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے سبک دوش ہونے کی طاقت عطا فرمائے۔"

چنانچہ جب وقت سحر ہوا تو آپؑ نے اپنے یارو انصار سے فرمایا کہ جس قدر ممکن ہو یہاں سے پانی بھر لو اور خود بھی سیراب ہو لو۔ حکم امام کے مطابق اصحاب نے کئی مشکیزے پانی کے بھر لئے اور وہاں سے کوچ کر گئے منزل زبالہ پر پہنچے۔ وہاں کسی نے خبر دی کہ جناب عبداللہ بن یقطر بھی قتل کر دیئے گئے۔ اس خبر کو سن کر بھی امامؑ بہت روئے اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ امامؑ اس ہلاکت خیز خبر کو سن کر فرماتے تھے: "حق سبحانہ، وتعالیٰ عبداللہ بن یقطر کو داخل بہشت کرے، اس کے بعد دعا کی کہ اے پروردگار عالم! میں تیرے حضور دعا گو ہوں کہ مجھے اور میرے شیعوں کو بہشت میں بہترین اور نفیس ترین مقام عطا کرنا اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

ثُمَّ قَالَ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيم ٥ اَمَّا بعدُ اَيُّها النَّاسُ اَنَّهُ قَدْ نَزَّلَ مِن الاَمرِ ما ترون واَنَّ الدُّنيا قَدْ تَغَيَّرَتْ وَتَنَكَّرَتْ وَاذنرت تبعرُونها ولم يبق منهابه الاَّ كعُباتهِ الاِناء الاترَوْن الى الحَقَّ لايعملُ به والا البَاطل لا يَتَنَاهى عَنهُ انّى لا ارى الموت الاّ سعادة والحيات مع الظَّالمِين الاّ برمًا۔

پھر آپؑ نے اپنے سب ہمراہیوں کو جمع کیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر ایک بلیغ خطبہ پڑھا جس میں فرمایا:

"ایھا الناس! جو بلا ہم پر نازل ہو رہی ہے اس کو تم سب مشاہدہ کر رہے ہو اور یقیناً اس دنیائے فانی کا رنگ بدلتا ہوا نظر آتا ہے۔ زمانہ کج رفتار ہے اور اس بے وفا دنیا نے امور خیر سے روگردانی اختیار کر لی ہے بلکہ فتنہ و فساد کی طرف راغب ہے۔ اور دنیا میں امور خیر میں سے اس سے زیادہ کچھ باقی رہا جتنی کہ کسی برتن سے پانی گرا دینے کے بعد اس میں تری رہ جاتی ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ اہل دنیا نے امور خیر اور حق کو باطل ترک کر دیا ہے اور ہر شخص باطل کی طرف متوجہ ہے؟ ہر مومن کو چاہیے کہ ایسے وقت میں اپنے پروردگار کی ملاقات کا آرزومند اور مشتاق رہے اور ان دشمنان دین کے ساتھ زندہ رہنے سے موت کو بہتر جانے"

مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل کوفہ نے ہمارے ساتھ دغا کیا ہے اور میرے بھائی مسلم بن عقیل، ھانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کو شہید کر دیا ہے۔ لوگو! ہمارے ان دوستوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور ہماری نصرت سے دستبردار ہو گئے۔ پس اب میں تم سب کو برضا و رغبت اجازت دیتا ہوں کہ تم اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔ تم میں سے اس معاملے میں کوئی بھی اللہ کے حضور جوابدہ نہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ جب ہمراہیوں نے امامؑ سے یہ ہولناک خبر سنی تو بہت سے لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان میں سے اکثر ادھر ادھر کھسک گئے۔ فقط چند نفوس جو مدینہ منورہ ہی سے آپ کے ہمراہ آئے تھے باقی رہ گئے۔ ان لوگوں نے مقام زبالہ پر رات بسر کی۔ صبح وہاں سے کوچ کرنے لگے تو امامؑ نے فرمایا کہ جس قدر ممکن ہو یہاں سے پانی بھر لیجئے امام کے حسب حکم وہاں سے بھی بہت سا پانی بھر لیا گیا اور قافلہ بطن عقبہ سے گزر کر منزل شراف پر پہنچا۔ وہاں سے بھی بہت سا پانی ہمراہ لیا گیا۔ پس جب منزل شراف سے کوچ فرمایا اور آفتاب سر پر آ پہنچا تو اصحاب امامؑ میں سے ایک

Presented by www.ziaraat.com

نے بآواز بلند تکبیر کہی۔

آپ نے صدائے تکبیر سن کر فرمایا: اے سعادت مند! واقعی وہ ذات بزرگ و برتر ہے اور عقل و ادراک کے بس میں نہیں کہ اس کی صفات کمالیہ کا احاطہ کریں۔ پر بتاؤ کہ تمہارے اس وقت تکبیر بلند کرنے کا سبب کیا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ مجھے سامنے کھجور کے درخت بطور آبادی کے نشان کے نظر آرہے ہیں۔ یہ سن کر اصحاب نے عرض کیا: ''اے امام کونین ہم اکثر اس راستے سے آتے جاتے رہے لیکن ہم نے یہاں کھجور کا درخت کبھی نہیں دیکھا۔''

امامؑ نے فرمایا: ''تم سب بھی ذرا غور سے دیکھو کہ کیا چیز نظر آتی ہے'' ان سب نے کہا: ''یا بن رسول اللہ ہمیں گمان ہے کہ یہ سوار چلے آتے ہیں۔ ان کے نیزہ وسنان بلکہ گھوڑوں کے کان تک دکھائی دے رہے ہیں۔''

امام علیہ السلام نے ان سب کے قول کی تصدیق کی اور پھر فرمایا: ''قسم ہے خدائے عزوجل کی، مجھے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہاں کوئی ایسی شے نظر نہیں آتی جسے جائے امن قرار دیں جسے پشت پر رکھ کر اس لشکر سے مقابلہ کریں''

اصحابہ نے عرض کیا: ''فرزند رسول! یہ جو ایک سمت سنگریزوں کی بلندی پہاڑی کی صورت میں نظر آرہی ہے اس کی طرف پشت کر کے لشکر کا مقابلہ کریں۔ لہٰذا ہمیں اس لشکر کے آنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ جانا چاہیے۔

چنانچہ امام علیہ السلام نے بائیں جانب واقع اس پہاڑی کی طرف توجہ فرمائی۔ اسی اثنا میں لشکر حُر کے پیش رو سپاہی نظر آنے لگے۔ ان کو دیکھ کر ہم نے شاہراہ کو چھوڑ کر ایک اور راستہ اختیار کرلیا۔ جب ان سواروں نے ہمیں شاہ راہ سے دوسری طرف جاتے دیکھا تو انہوں نے بھی ہماری طرف رخ کیا۔ جب ہم اس پہاڑی تک

پہنچ گئے اور اہل حرم کے خیمے نصب ہو گئے تو سب قافلے کو وہاں اتروا کر دیکھا کہ حر بن یزید تمیمی ایک ہزار سواروں کے لشکر کے ہمراہ وہاں آپہنچا ہے اور پر باندھ کر امام کے سامنے تمازت آفتاب میں کھڑا ہوا ہے۔ دوسری جانب فرزند رسول اپنے لشکر ابرار کے درمیان چودھویں کے چاند کی طرح جلوہ گر تھے۔ اور آپ کے اصحاب و انصار ستاروں کی مانند آپ کے گرد جمع تھے۔ جن کے ماتھوں پر سجدوں کے نشان نمایاں تھے اور چہرے نور عبادت سے درخشاں تھے۔ وہ سب کمال ادب کے ساتھ خدمت امام میں سر جھکائے حکم کے منتظر، موت کے لیے آمادہ کھڑے تھے۔

لیکن جب ساقی کوثر کے فرزند نے اپنے سامنے کھڑے لشکر حر کے سپاہیوں اور گھوڑوں کو پیاس سے جان بلب دیکھا تو ان کی شدت حرارت اور تشنگی کے سبب منہ سے باہر نکلی زبانوں کو دیکھ کر رحیم ابن رحیم کا دل بے قرار ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے عزیزوں اور اصحاب باوفا سے فرمایا کہ حر کے لشکریوں اور گھوڑوں کو پانی سے سیراب کرو۔ امام کا حکم پاتے ہی سب رفقا اور عباسؑ و اکبرؑ، قاسم، فرزندان مسلم، عون و جعفر جیسے اقربا نے مشکیزے کاندھوں پر اٹھا کر تمام لشکر حر کو ٹھنڈے میٹھے پانی سے سیراب کیا اور پھر گھوڑوں کو سیراب کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ منقول ہے کہ ہر گھوڑا جب تین چار بلکہ پانچ مرتبہ خوب پانی پی کر اپنا منہ برتن سے ہٹا لیتا تو پھر دوسرے گھوڑے کو پانی سے سیراب کیا جاتا۔ یہاں تک کہ ہزار کے ہزار گھوڑوں کو پانی سے سیراب کیا گیا۔

لیکن مقام گریہ و بکا اور نوحہ و عزا ہے کہ یہی رحیم ابن رحیم اس جنگل بیابان میں جہاں گھاس تک نہ اگتی تھی اور پانی کوسوں دور تھا اپنے کم سن بچوں اور عورتوں کے ہمراہ موجود تھا، اس عالم میں کہ ادنیٰ صبر و تحمل ناگوار تھا اور سامنے ٹھاٹھیں مارتا دریا بہہ رہا تھا، پھر بھی اپنے محسن کو ایک قطرۂ آب تک سے محروم رکھا گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

10

امامِ مظلومؑ سے حُرؑ کی ملاقات

دسویں مجلس

امام مظلومؑ سے حرؑ کی ملاقات

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ قَالَ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَیْنَاهُ دَمْعَةً مِنْ اَذًی فِیْنَا حَتّٰی تَسِیْلَ عَلٰی خَدَّیْهِ صَرَفَ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ الْاَذٰی وَاٰمَنَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ سُخْطِهٖ وَالنَّارِ

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے جو مومن اس مصیبت پر روئے جو دشمنان دین کی طرف سے ہماری محبت کے سبب اسے پہنچے اور یوں اس کی آنکھ سے آنسو نکل کر رخساروں پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس سے غصہ و غضب کو دور کرے گا اور آتش دوزخ سے نجات دے گا۔

کتب احادیث مثلاً بحار الانوار اور ارشاد وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام حسینؑ نے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف کوچ فرمایا اور یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی تو اس ملعون نے اسی وقت حصین بن نمیر کی سربراہی میں چار ہزار کا لشکر آپؑ کو روکنے کے لیے بھیجا۔

جب یہ لشکر منزل قادسیہ پر پہنچا تو یہ وہاں مقیم ہوا اور حر بن یزید تمیمی کو ایک ہزار سوار کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ اسے حکم تھا کہ جہاں تمہیں امام حسینؑ ملیں انہیں قید کر لینا۔ حر کی قیادت میں آنے والی اس سپاہ کی جب امام عالی مقام سے ملاقات ہوئی تو حر نے آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ اور پوچھا کہ اے شخص! تو

Presented by www.ziaraat.com

کون ہے؟ حر نے کہا۔ مجھے حر تمیمی کہتے ہیں۔ آپ نے پوچھا: اے حر تو اس لشکر کے ہمراہ ہماری نصرت کی غرض سے آیا ہے یا ہم سے جنگ کرنے کے لیے؟ حر نے جواب دیا میں ابن زیاد کے حکم سے آپ کو روکنے کے لیے آیا ہوں۔ یہ سن کر امام نے فرمایا۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ فَبَیْنَا اِذْ حَضَرَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ فَاَمَرَ بِالْاَذَانِ فَخَرَجَ. فَقَالَ لِلْحُرِّ اَنْتَ تُصَلِّیْ بِاَصْحَابِکَ قَالَ لَا بَلْ نُصَلِّیْ مَعَکَ فَصَلّٰی بِهِمْ ثُمَّ دَخَلَ.

پس حر سے ایسا ناگوار کلام سن کر امام خیمہ حرم میں داخل ہوگے۔ اور جاتے ہوئے موذن کو حکم دیا کہ نماز ظہر کی اذان کہے۔ موذن اذان سے فارغ ہوا تو آپ خیمے سے برآمد ہوئے دیکھا کہ حر بھی اپنے لشکر کے ساتھ نماز کے لیے آمادہ ہے آپ نے حر سے دریافت کیا کہ کیا تم علیحدہ نماز پڑھو گے۔ حر نے کہا کہ میری کیا مجال ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے علیحدہ نماز پڑھوں۔ چنانچہ حضرتؑ نے دونوں لشکروں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد خیمہ اقدس میں داخل ہوگئے۔ جب نماز عصر کا وقت ہوا تو آپ دوبارہ خیمہ سے برآمد ہوئے اور اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ آمادۂ کوچ رہو۔ اور ساتھ ہی موذن کو حکم اذان دیا اور پھر دونوں لشکروں کو نماز عصر پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ لشکر حر کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی نیز نعت رسول مقبولؐ کے بعد ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد گویا ہوئے۔

اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ لَمْ اٰتِکُمْ حَتّٰی اَتَتْنِیْ کُتُبُکُمْ بِاَنَّ لَکَ مَا لَنَا وَ عَلَیْکَ مَا عَلَیْنَا فَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَدْ اَتَیْتُکُمْ وَاِنْ کُنْتُمْ کَارِهِیْنَ قُدُوْمِیْ الصَّرَفْتُ عَنْکُمْ.

اے لوگو! یقین جانو کہ میں اپنے آپ یہاں نہیں آیا بلکہ جب تم لوگوں

کے خطوط مجھے بار بار پہنچے کہ ہم آپ کے تابع فرمان اور دوست ہیں اور آپ کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔ تو میں تمہارے کہنے پر یہاں آیا ہوں اب اگر تم میرے یہاں آنے سے ناراض ہو تو بتاؤ کہ میں آگے بڑھوں یا یہیں سے پھر جاؤں۔

حر نے یہ سن کر عرض کیا۔ اے فرزند رسول! فدوی کو ان خطوط کی کچھ خبر نہیں ہے کہ کس نے آپ کو یہ خطوط لکھے ہیں میں تو ابن زیاد کا ملازم ہوں۔ مجھے تو حکم ہے کہ جونہی آپ سے میری ملاقات ہو آپ کو کہیں اور نہ جانے دوں بلکہ ابن زیاد کے پاس پہنچاؤں۔"

جب امام عالی مقام نے حر کا یہ بیان سنا تو فرمایا: حر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں قید ہو کر تمہارے ساتھ اس بدنہاد کے دربار میں جاؤں۔ میرے نزدیک اس کے موت بہتر ہے۔" اس کے بعد آپ نے اپنے احباب سے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ ہم یہاں سے روانہ ہوتے ہیں۔ جب اصحاب باوفا اور اہل حرم نے وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو حر مانع ہوا اور روکنے لگا۔ امامؑ کے یاروانصار کو اس کی یہ جسارت بہت ناگوار گزری اور ارادہ کیا کہ ان تمام کو واصل جہنم کر دیں لیکن یہ سوچ کر کہ یہ جنگ وجدل امام عالی مقام کو ناگوار نہ گزرے، اس فعل سے باز رہے۔ امام نے جب اس کی بات سنی تو چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور فرمایا: اے حر! تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اور تو کیا چاہتا ہے؟ حر غصے سے کانپنے لگا لیکن امام کے ادب وآداب کے پاس کے تحت کہنے لگا: اے فرزند رسول! اگر کوئی اور شخص میری ماں کا ذکر اس طرح کرتا تو میں بھی اسے یہی جواب دیتا۔ گو اس پر میرا کچھ بھی نقصان ہو جاتا۔ لیکن آپ کی والدہ گرامی خاتون جنت اور سیدۃ النساء العالمینؑ ہیں۔ کسی کی کیا مجال کہ ان کا نام بغیر طہارت اور بے وضو اپنی زبان پر لا سکے۔"

Presented by www.ziaraat.com

حضرت نے فرمایا: حر! پھر تو ہمیں روکنا کیوں چاہتا ہے۔ حر نے عرض کیا: فرزند رسول! میرا مقصود صرف آپ کو ابن زیاد کے پاس لے کر جانا ہے اور آپ کو کسی دوسری طرف نہیں جانے دینا۔

امام نے فرمایا: خدائے عزوجل کی قسم! میں ہرگز قید ہو کر تمہارے ساتھ اس ملعون کے پاس نہ جاؤں گا۔''

حر نے عرض کیا: ''فرزند رسول! بخدا میں بھی آپ کو کسی اور طرف نہ جانے دوں گا۔''

پس حر اور امام میں اسی طرح سے کچھ دیر بات چیت ہوئی اور آخر کار جب حر نے دیکھا کہ امام کسی صورت بھی ابن زیاد کے پاس جانے کے لیے تیار نہیں تو مجبوراً عرض کیا۔ فرزند رسول! اگر آپ ابن زیاد کے پاس جانے کو تیار نہیں تو پھر ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ کوفہ کو جاتا ہو اور نہ مدینہ کو تاکہ میں کچھ عذر کر سکوں۔''

منقول ہے کہ امامؑ نے حر کی اس درخواست کو قبول فرمایا اور عذیب و قادسیہ کی طرف رخ کیا۔ حر یہیں ٹھہرا رہا جبکہ امام زمین نینوا پر پہنچے۔ جب آپ زمین نینوا پر پہنچے تو جس گھوڑے پر آپ سوار تھے وہ ٹھہر گیا۔ ناچار امام دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے لیکن وہ بھی پہلے گھوڑے کی طرح ایک قدم آگے نہ بڑھا۔ مقتل ابو مخنف کی روایت کے مطابق امام نے چھ گھوڑے بدلے اور چاہا کہ کوئی ان میں سے آگے بڑھے لیکن کسی نے ایک قدم بھی آگے نہ رکھا۔ اس وقت امام نے وہاں کے باشندوں سے پوچھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ''فرزند رسول! آپکو اس زمین کے نام سے کیا مطلب ہے۔ مناسب یہی ہے کہ آپ کچھ نہ پوچھیے اور جس طرح ہو سکے آگے بڑھ جائیں۔

یہ سن کر امام نے ان سے فرمایا: ''تمہیں خداوند دو جہاں اور رسول انس و جان کی قسم مجھے اس زمین کے نام سے آگاہ کرو جب حضرت نے بہت اصرار کیا تو سب نے عرض کیا۔ ''فرزند رسول! اس سرزمین کو صحرائے نینوا کہتے ہیں' یہ سن کر امام نے فرمایا: ''اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''اسے شط فرات بھی کہتے ہیں'' پھر حضرت نے فرمایا: ان دو ناموں کے علاوہ بھی کوئی نام اس زمین کا مشہور ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔

جب امام عالی مقام نے اس صحرا کا نام کربلا سنا تو ٹھنڈی آہ بھر کر فرمایا: ایک مشت خاک اس زمین کی مجھے اٹھا کر دو۔ حسب حکم ایک مٹھی خاک اٹھا کر آپ کو دی گئی۔ امام نے اس خاک کو ہاتھ میں لے کر دوسرا ہاتھ اپنی جیب میں ڈالا اور ایک مشت خاک نکالی اور فرمایا: یہ وہ خاک ہے کہ جب میں پیدا ہوا تھا تو اسی رات جبرئیلؑ بحکم خدائے جلیل یہ خاک میرے جد امجد کے پاس لے کر آئے تھے۔ اور جبرئیلؑ نے میرے نانا سے عرض کیا: اے رسول خدا! یہ اس زمین کی خاک ہے جہاں اس شہزادے کی قبر مبارک بنے گی۔ پھر فرمایا یہ خاک اس خاک سے ملتی ہے۔ خدا کی قسم یہ زمین واقعی کرب و بلا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے کہ جس جگہ میں شہید ہوں گا اور اپنے خون میں غلطاں ہوں گا اور اسی سرزمین پر ہماری حرمت کو برباد کیا جائے گا اور اسی سرزمین پر ہمارے سروں کو جسموں سے جدا کر کے نیزوں پر بلند کیا جائے گا۔ اور ہمارے لاشے کئی روز تک بے گور و کفن پڑے رہیں گے۔ یہ سب مصائب عنقریب رونما ہونے والے ہیں۔

یہ کہہ کر امام مظلوم گھوڑے سے اترے اور اسی سرزمین پر خیمہ بپا کیے۔

الا لَعنَةُ اللهِ عَلَى القَومِ الظّٰلِمِينَ وَسَيَعلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَىَّ
مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

11

امام مظلومؑ کا کربلا میں ورود

گیارہویں مجلس

امام مظلومؑ کا کربلا میں ورود

عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَهُ فَذَكَرَ اَحَدٌ مِنَّا الْحُسَيْنِ فَبَكَى الصَّادِقُ وَ بَكَيْنَا مَعَهُ ....

امام جعفر صادقؑ کے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا ایک روز ہم سب خدمت امامؑ میں حاضر تھے۔ اتفاقاً ہم میں سے کسی شخص نے امام حسینؑ کا ذکر کیا۔ پس آپؑ کا اسم مبارک سن کر امام صادقؑ رونے لگے۔ ہم سب بھی ان کے ہمراہ گریہ کرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد امام صادقؑ نے سر اقدس بلند کیا اور فرمایا کہ جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں وہ شہید راہ خدا ہوں کہ جو حالت بے کسی اور نہایت کرب و ملال سے شہید کیا گیا۔ اور میں وہ مظلوم ہوں کہ جس مومن کے سامنے مجھ بے کس کا ذکر ہوگا تو بے اختیار وہ شخص میری مصیبت پر اشک بار ہوگا۔ پس جو مومن کسی مصیبت میں مبتلا ہوگا اور میری زیارت کے لیے آئے گا مجھ پر واجب ہے کہ میں اس کے لیے دعا کروں۔ اور اللہ تعالیٰ میری دعا کے سبب اسے اس رنج و مصیبت سے نجات دے گا۔ یہاں تک کہ وہ شخص خوش و خرم اپنے اہل و عیال سے جا ملے گا۔

حدیث میں آتا ہے جب امامؑ نے منزل ثعلبیہ سے کوچ فرمایا تو راستے میں حر بن یزید تمیمی ایک ہزار سواروں کے ساتھ ان کے آگے حائل و معترض ہوا۔ اس نے

Presented by www.ziaraat.com

امامؑ کو روکا تو امامؑ نے پوچھا کہ اے شخص تمہیں ہم سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ میں عبداللہ بن زیاد کی طرف سے مامور ہوں۔ اس کا حکم ہے کہ جہاں بھی آپؑ سے ملاقات ہو آپ کو لے کر اس کے پاس پہنچوں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: اے حر یہ ہرگز ممکن نہیں کہ تو مجھے عبداللہ بن زیاد کے پاس لے جائے اور میں تیری قید میں اس کے دربار میں پہنچ جاؤں۔ خدائے عزوجل کی قسم کہ اس ننگ و عار کی زندگی سے میرے نزدیک مرجانا بہتر ہے۔ جب حر نے دیکھا کہ حضرت کسی طرح میرا کہنا قبول نہیں کرتے تو کہنے لگا کہ حضرت اگر آپ ابن زیاد کے پاس نہیں جانا چاہتے تو آپ وہ راستہ اختیار کریں جو نہ کوفہ کو جاتا ہو اور نہ مدینہ کو۔ اس طرح شاید اللہ تعالیٰ مجھے آپکے سامنے رکاوٹ بننے کے جرم سے نجات دے اور ناراضگی خدا کا باعث نہ بنے۔

پس امامؑ نے حر کی اس پیش کش کو قبول کیا اور اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس راستے کے علاوہ بھی کوئی راستہ جانتا ہے؟ طرماح بن عدی نے عرض کیا: فرزند رسول! میں اس مشہور راستے کے علاوہ بھی ایک راستہ جانتا ہوں۔ پس طرماح نے لشکر کی رہنمائی کی اور آپ نے وہی راہ اختیار کی اور حر بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلا۔ جب امام زمین نینویٰ پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار کوفہ کی جانب سے چلا آرہا ہے۔ اسے آتا دیکھ کر سب ٹھہر گئے۔ جب وہ نزدیک پہنچا تو اس نے حر اور لشکر حر کو سلام کیا۔ پھر اس نے حر کو ابن زیاد کا خط جس میں اس نے لکھا ہے کہ جس جگہ پر تمہیں میرا یہ خط ملے اسی جگہ پر امام کو روکنا اور کسی اور سمت نہ جانے دینا۔ اور ایسے صحرا میں ٹھہرانا جہاں نہ پانی ہو اور نہ سبزہ و آبادی۔

امامؑ نے یہ سن کر حر سے فرمایا: اے شخص تم پر وائے ہو، ہمیں یہاں نہ روک اور اتنا آگے بڑھنے دے کہ ہم قریب واقع قریوں یعنی نینویٰ اور نماضریہ میں اتر

جائیں۔

حر نے عرض کیا: خدائے عزوجل کی قسم میں آپ کو اس کی اجازت ہرگز نہ دوں گا۔ کیونکہ یہ آنے والا سوار ابن زیاد کی طرف سے مجھ پر جاسوس مقرر کیا گیا ہے۔ اور اب میں اپنے امیر کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔

راوی کہتا ہے کہ حر کی اس ممانعت کو امام عالی مقام خاطر میں نہ لائے اور آگے جانے کے لیے گھوڑے کو مہمیز لگائی۔ لیکن آپ کا گھوڑا کسی صورت میں بھی آگے قدم نہ اٹھاتا تھا۔ چنانچہ آپ نے وہاں کے باشندوں سے اس سرزمین کا نام پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اسے کربلا کہتے ہیں" کربلا کا نام سنتے ہی آپ نے فرمایا کہ یہیں خیمے نصب کر دیئے جائے۔ ہمارا سفر اختتام کو پہنچا اور عنقریب ہم مصائب وبلا سے دوچار ہونے والے ہیں۔ یہی مقام ہمارا مقتل اور مدفن ہوگا۔ چنانچہ وہیں خیمے نصب کر دیئے گئے اور اہل حرم سواریوں سے اتر آئے۔

مقتل ابومخنف میں منقول ہے کہ جب امام زمین کربلا پر پہنچے تو اسی وقت ابن زیاد کا ایک خط امامؑ کے پاس پہنچا جس میں تحریر تھا۔

"فرزند رسول مجھے یزید حاکم شام کا حکم پہنچا ہے کہ جب تک آپ کو قتل نہ کرلوں نہ سیر ہو کر کھانا کھاؤں اور نہ تکیہ پر سر رکھ کر سوؤں یا یہ کہ آپ میرے اور یزید کے اطاعت گزار بن جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام دو جہاں اس خط کے مضمون سے واقف ہوئے تو اسے پھاڑ کر زمین پر پھینک دیا اور نامہ بر کو کچھ جواب نہ دیا۔

اہل نینوا اور بعض علماء نے روایت کی ہے کہ جب شہزادۂ کونین زمین کربلا میں وارد ہوئے تو اسی وقت وہاں کے رہنے والوں کو جو اس زمین کے مالک تھے اپنے حضور طلب فرمایا: وہ حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا: "ہم نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

ہمیں اس سرزمین کی آب وہوا بہت پسند آئی ہے۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ اگر تم اسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دو تو ہم اس جنگل کو آباد کریں، اس کو اپنا مسکن بنائیں اور یہیں رہائش اختیار کریں۔ اور یہی امر ہماری خوشنودی کا باعث ہے۔

جب یہ مالکان آپ کے یہاں قصد امامت سے واقف ہوئے تو عرض کرنے لگے: اے فرزند رسول ہم آپ پر قربان، یہ زمین آپ ہی کی ہے اور آپ خود مالک ومختار ہیں۔ لیکن عرض کرتے چلیں کہ ہم اپنے آباؤ اجداد سے سنتے چلے آئے ہیں کہ جناب آدم ونوح وابراہیم اور دیگر انبیاء واوصیاء میں سے جو کوئی اس سرزمین پر پہنچا ہے تو وہ ضرور کسی نہ کسی عظیم مصیبت میں مبتلا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم عرض پرداز ہیں کہ آپ مع اپنے یاروانصار کے کسی اور جانب کوچ فرماجائیں کہیں خدانخواستہ آپ بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوجائیں۔

امامؑ عالی مقام نے اہل نینوی وغاضریہ کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا: تم نے ہماری محبت اور اپنی دینداری کے سبب جو مناسب تھا کہا۔ لیکن ہم حکم خدا کے سامنے مجبور ہیں کیونکہ جس روز سے اس ذات نے زمین وآسمان کو انس وجاں کا مسکن قرار دیا ہے اس پر کربلا صحرا کو ہمارا مسکن ٹھہرلیا ہے اس لیے اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ ہم اسی جنگل میں مقیم ہوں اور اس زمین کو آباد کریں طویل گفتگو کے بعد آپ نے ان زمینداروں سے برضا ورغبت چارمیل تک کا قطعہ زمین ساٹھ ہزار کے عوض خرید کیا۔ جو آج آپ اور آپؑ کے ساتھی شہداء کی برکت وشفا سے مملو ہے۔ آپ نے اس زمین کو خرید فرمانے کے بعد بطور تصدق اسے انہی زمینداروں کو ہبہ کر دیا۔ آپ نے اس ہبہ کے لیے دو شرائط مقرر فرمائیں۔ ایک یہ کہ بعد از شہادت میری اور میرے اصحاب کی قبریں اسی زمین میں بنانا اور کبھی اس زمین پر زراعت نہ کرنا تا کہ ایسا نہ ہو کہ کھیتی باڑی سے قبروں

کے نشان مٹ جائیں۔ اور دوسری یہ کہ جو زائرین ان قبروں کی زیارت کے لیے آئی انہیں ہماری قبروں کے نشان بتا دینا اور ان زائرین کو تین شب وروز تک اپنا مہمان ٹھہرانا، تا کہ سفر کی زحمت سے راحت وآرام ملے اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

پس وہ سب ایفائے شرائط کے اقرار کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سب امور وشرائط اہل نینویٰ سے دو محرم الحرام کو طے ہوئیں پس ہم قربان ہوں اس امام مظلوم پر کہ جو اس صحرائے کربلا کو خریدنے کے بعد صرف سات روز تک زندہ رہے اور اسی مصیبت میں لشکر اعدائے آپ کا محاصرہ کرلیا اور کئی روز تک پانی اور راہ روانگی کو بند رکھا۔ جب محرم کی دسویں تاریخ آئی تو اقرباء وانصار کی شہادتوں کے بعد امام مظلومؑ کو بھی تشنگی میں مثل گوسفند شہید کر دیا گیا اور ہاتف غیبی نے آواز دی۔ اے اہل عالم آگاہ رہو کہ سید المرسلین کا فرزند تیغ بے دریغ سے زمین کربلا پر شہید کر دیا گیا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی ان زمینداروں نے اپنے عمامے سروں پر سے اتار پھینکے اور اپنے گریبان چاک کر کے اپنے منہ پیٹنے لگے۔ وہ بے تابانہ رو رو کر کہتے تھے۔ اے فرزند محمدؐ وعلیؑ! ہمیں اس بات کی خبر نہ تھی کہ آپ اس سرزمین کو اس اہتمام وشرائط سے خرید رہے ہیں کہ کل سات یوم زندہ رہنے کے بعد غربت وبے کسی کے عالم میں شہید کر دیئے جائیں گے۔ کاش ہم آپ کے عوض اپنی جانیں قربان کر دیتے اور آپؑ کی شہادت کی خبر نہ سنتے۔

آپؑ کی شہادت کے دوسرے روز یعنی گیارہ محرم کو عمر سعد کے لشکر نے اپنے نجس کشتوں کو دفن کیا کوفہ کی جانب کوچ کرگیا۔ اس وقت بن اسد کے مرد اور عورتیں

Presented by www.ziaraat.com

پریشان حال روتے پیٹتے لاشہ مظلوم پر پہنچے۔ انہوں نے امام مظلوم کے پارہ پارہ اعضاء کو جمع کر کے اس بے سر لاش پر نماز جنازہ پڑھی اور پہلے سے بہ اعجاز بنی ہوئی قبر میں دفن کر دیا۔ اس قبر میں آپ کے نام کی لوح بھی پڑی تھی جس پر مرقوم تھا۔

هٰذَا قَبرُ حُسَیْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

یہ حسین ابن علیؑ کی قبر ہے آپ کو دفن کرنے کے بعد ان سعادت مندوں نے ایک گہرا گڑھا کھود کر آپ کے یار و انصار کو اس گھڑے میں اکٹھا دفن کر دیا اور اوپر مٹی ڈال کر زمین برابر کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے ہم شکل پیغمبر شہزادہ علی اکبرؑ کی لاش کو امام حسین کے پائین پا دفن کیا اور اس کے بعد حضرت عباسؑ علمدار کو راہ غاضریہ پر کہ جس جگہ وہ شہید ہوئے تھے دفن کیا۔ اس اجمال کی تفصیل اپنے موقع و محل پر آئندہ مجالس میں بیان کی جائے گی۔

الا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلِبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ.

☆☆☆☆

مجلس 12

شبِ عاشور کے مختصر حالات و واقعات

بارہویں مجلس

شب عاشور کے مختصر حالات و واقعات

رُوِیَ فِی الْکُتُبِ الْمُعْتَبَرَۃِ کَالْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ عَنْ ابْنِ وَھَبٍ اَنَّہٗ قَالَ دَخَلْتُ یَوْمَ عَاشُوْرَا اِلٰی دَارِ الْاِمَامِیْ وَسَیِّدِیْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرَاَیْتُہٗ سَاجِدًا۔

بحار الانوار جیسی معتبر کتب میں ابن وھب سے منقول ہے کہ میں ایک دفعہ روز عاشور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے در اقدس پر حاضر ہوا۔ میں نے انہیں سجدے کی حالت میں مصروف عبادت پایا۔ آپؑ نے سجدے کو بہت طول دیا اور گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے خالق سے راز و نیاز میں مشغول رہے۔

آپ بارگاہ ایزدی میں ان الفاظ میں اپنی اطاعت کا اظہار کر رہے تھے:

''میں اس قادر مطلق کے سامنے سجدہ ریز ہوں جس نے ہم اہل بیتؑ رسولؐ کو بزرگی اور فضیلت سے سرفراز کیا۔ ہمیں اپنے فضل و کرم سے لوگوں کا شفیع بنایا' ہمیں سابقہ انبیاء کا وارث بنایا' ہم پر نبوت و رسالت کا اختتام فرمایا۔ ہمیں کَانَ وَیَکُوْنَ کا علم عطا فرمایا اور مومنین کے دلوں کو ہماری طرف مائل فرمایا:''

پھر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِزُوَّارِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ الَّذِیْ اَنْفَقُوْا

Presented by www.ziaraat.com

اَمْوَالَھُمْ فِیْ مُحَبَّتِہٖ''

''اے میرے اللہ! مجھے اور امام حسینؑ کی قبر اطہر کی زیارت کرنے والوں کو بخش دے جنہوں نے اپنے اموال امام حسینؑ کی محبت میں خرچ کیے، اور ان کی اطاعت میں اپنے ابدان کو لاغر کیا۔ خدایا! تو انہیں اپنی خوشنودی سے سرفراز فرما اور انہیں ہر ظالم کے شر سے محفوظ رکھ۔ اے مالک حقیقی! انہیں شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔ انہیں اپنے انعامات و اکرام سے بہرہ ور فرما۔

اے میرے معبود! ان چہروں پر اپنی رحمت نازل فرما جو ہماری محبت میں آفتاب کی تمازت سے متغیر ہو گئے ہیں''

''وَارْحَمْ تِلْکَ الْخُدُوْدَ الَّتِیْ تَقَلَّبَتْ عَلٰی قَبْرِ جَدِّی الْحُسَیْنِ وَارْحَمْ تِلْکَ الْاَعْیُنَ الَّتِیْ جَرَتْ دُمُوْعُھَا رَحْمَۃً''

''اے رحیم! ان رخساروں پر رحم فرما جو میرے جد بزرگوار کی قبر مطہر پر رکھے گئے ہیں اور ان آنکھوں پر رحم فرما جنہوں نے ہم اہل بیتؑ کے غم میں آنسو بہائے ہیں۔ خدایا! جنہوں نے ہم پر گریہ و بکاء کیا میں ان کی جانوں اور بدنوں کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ جس روز تمام لوگ پیاس کی شدت سے نڈھال ہوں گے ان کو آب کوثر سے سیراب فرمانا۔ اے حقیقی محافظ! میں امام حسینؑ کے زائرین کو تیری حفاظت میں دیتا ہوں ان سب کو بہشت میں داخل فرما، ان پر حساب و کتاب کا مرحلہ آسان فرما۔ تو بڑا مہربان ہے۔

وہب کہتے ہیں کافی دیر تک امام جعفر صادقؑ سجدہ میں امام حسینؑ کے ذاکرین کے لیے دعائیں فرماتے رہے۔ جب آپؑ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو میں نے دست بستہ سلام کیا اور عرض کیا اے ہادی برحق اس آہ و بکاء کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے وہب! کیا تو آج کے دن کی مصیبت سے آگاہ نہیں کہ اس دن میرے جد بزرگوار

Presented by www.ziaraat.com

دشمنان دین کے ہاتھوں بے جرم و خطا شہید ہوئے'' میں نے عرض کیا: ''اے میرے آقا مجھے آج کیا کرنا چاہیے'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''زُرِالْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ بَعِیْدٍ اَقْصٰی وَمِنْ قَرِیْبٍ اَدْنٰی وَجَدِّدُ عَلَیْهِ الْحُزْنَ وَالْعَزَاءَ'' اے وہب دور یا نزدیک جہاں سے تیرے لیے ممکن ہو امام حسینؑ کی زیارت بجا لا اور امام حسینؑ کے غم میں گریہ وزاری کر''

میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! امام حسینؑ کے زائرین کے لیے آپ کی زبان اقدس سے ابھی جو دعا میں نے سنی ہے مجھے یقین ہے کہ اگر ایسی دعا کسی ایسے عاصی شخص کے لیے (جو خدا تعالیٰ کی معرفت نہ رکھتا ہو) بھی کی جائے تو آتش جہنم اس کو بھی نہیں چھوڑے گی۔ خدا کی قسم وہ دعا سننے کے بعد میرے دل میں اتنا اشتیاق بڑھا ہے کہ میں حج بیت اللہ سے پہلے قبر حسینؑ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں'' آپؑ نے فرمایا:

اس سے قبل ان کی قبرِ اطہر کی زیارت نہ کرنے کا کیا سبب تھا؟'' میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! اس دعا کے سننے سے پہلے مجھے ان کے زوار کی عظمت و منزلت کے بارے میں اس قدر معلوم نہ تھا'' آپ نے ارشاد فرمایا:

''اے وہب! اَنَّ الَّذِی یَدْعُو لِزُوَّارِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَکْثَرُ فِی السَّمَاءِ وَیَدْعُوْلَهُمْ فِی الْاَرْضِ. ''زمین کی نسبت زائرین کے لیے دعا کرنے والے آسمان پر زیادہ ہیں۔ پس اے وہب! کبھی ان کی زیارت کی بجا آوری کو ترک نہ کرنا کیونکہ جو اس کام کو چھوڑے گا مرنے کے بعد وہ سخت حسرت کے ساتھ شرمندہ ہوگا اور وہ کہے گا کاش میری قبر مجھے نکال کر باہر پھینک دے تا کہ میں امام مظلومؑ کی قبر اطہر کی زیارت بجا لاؤں''

یہ فرما کر آپؑ بہت روئے یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے

تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: ''بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کی زیارت کرتے ہیں آپ کی مصیبت پر آنسو بہاتے ہیں۔ پس جب آپ کے مصائب پر رونے والوں کے یہ عالی درجات ہیں تو بھلا وہ لوگ کتنے خوش قسمت ہوں گے جنہوں نے روز عاشور امام حسینؑ پر ان کی محبت میں اپنے اہل و عیال کی فکر نہ کی اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اور وہ ایک دوسرے پر سبقت لے کر اپنا جسم تیروں اور تلواروں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ بھلا کون ان کے درجات کا احاطہ کرسکتا ہے۔''

ابو مخنف، لہوف اور ارشاد مفید میں امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ شب عاشور امام حسینؑ نے اپنی اولاد اور تمام اعوان وانصار کو اپنے پاس بلایا اگرچہ اس وقت میں بہت علیل تھا لیکن یہ جاننے کے لیے کہ امامؑ نے ان سب کو کیوں بلایا ہے؟ میں گرتا پڑتا آپؑ کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے سنا کہ آپؑ ان سے فرما رہے تھے۔ یَا اَهْلَ الْوَفَاءِ اُثْنِی عَلَی اللّٰهِ اَحْسَنَ الثَّنَا وَاَحْمَدُهُ عَلَی السَّرَّا وَالضَّرَّا''

''اے اہل وفا! میں اس مالک و خالق کی ثنا اور حمد کرتا ہوں جو نفع اور ضرر دینے پر قادر ہے'' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے لائق حمد میں تیرا اس عظیم نعمت پر شکر بجا لاتا ہوں جو تو نے ہم اہل بیتؑ کو شرافت و بزرگی کی صورت میں عطا فرمائی۔ ہم کو تمام عالمین پر فضیلت بخشی، ہمیں، نبوت، امامت اور کرامت عطا فرمائی۔ ہمیں علوم قرآن اور سابقہ ادیان سے آگاہ فرمایا: ہمیں اولین و آخرین کے علوم سے سرفراز فرمایا۔ ہمیں قلب سلیم اور چشم بینا عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہم پر مزید رحمات کا نزول فرما''

پھر فرمایا: فَاِنِّی لَا اَعْلَمُ اَصْحَابًا اَوْفٰی مِنْ اَصْحَابِی ......

''میں جانتا ہوں کہ جتنے وفادار ساتھی اور باتقویٰ اصحاب اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں سابقہ انبیاء و مرسلین اور اوصیاء میں سے کسی کو اتنے وفادار

Presented by www.ziaraat.com

ساتھی نصیب نہیں ہوئے۔

پس جو وفاداری اور جانثاری تم نے دکھائی ہے اور میرے ساتھ مروت اور وفا کا اظہار کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے بدلے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اے اصحاب وفا! ان اشقیاء سے اب خیر کی کوئی توقع نہیں۔ دن بہ دن ان کے مظالم بڑھتے جائیں گے۔ پس میں تم سب عزیز و اقارب اور باوفا ساتھیوں کو کامل رضا و رغبت سے اجازت دیتا ہوں کہ اپنی جانیں بچا کر تاریکی شب میں جس طرف جانا چاہو جاسکتے ہو۔ میں تم سے ناراض یا ناخوش نہیں ہوں گا۔ سید ابن طاؤس نے ان الفاظ میں اس روایت کو نقل کیا ہے کہ اس تاریک رات کے اندھیرے میں نہ صرف تم خود چلے جاؤ بلکہ میرے اہل بیت میں سے بھی ایک ایک کو اس مصیبت سے نکال کر اپنے ساتھ لے جاؤ۔ یہ ظالم لوگ صرف میرے قتل کے درپے ہیں"

یہ سن کر آپ کے اصحاب باوفا اپنے جذبات کے اظہار کے لیے بے تاب تھے۔ لیکن آپ کے اعزہ و اقرباء کی عظمت و جلالت کے باعث خاموش تھے۔ چنانچہ آپ کے بھائی بھانجے اور بھتیجے آگے بڑھے اور عرض کیا: "اے امام اوّلین و آخرین! خدا کی قسم ہم آپ کو نرغہ اعداء میں چھوڑ کر جانے والے نہیں اور خدا ہمیں وہ دن نہ دکھلائے کہ ہم آپؑ کی جان سے اپنی جان کو عزیز رکھیں بلکہ ہم اپنی جانیں آپ کے قدموں پر فدا کریں گے۔ آپ کے سامنے آپ کے دشمنوں سے لڑ کر اپنی جانیں فدا کریں گے۔ خدا ہمیں ایسی زندگی نہ دے کہ ہم زندہ ہوں اور آپ شہید ہو جائیں"

منقول ہے کہ سب سے پہلے جس ہستی نے یہ الفاظ کہے وہ آپ کے بھائی حضرت عباس علمدارؑ تھے، پھر آپ کے بھتیجوں اور بھانجوں نے یہ الفاظ دہرائے۔

راوی کہتا ہے کہ جب امام مظلوم نے یہ کلام وفا سنا تو مَنظَرَ الْحُسَیْنُ اِلٰی

بَنِی عَقِیْلٍ وَقَالَ لَهُمْ حَسْبُکُمْ مِنَ الْقَتْلِ بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ فَاذْهَبُوا اَنْتُم فَقَدْ اَذِنْتُ لَکُمْ"

تو بنو عقیل کی طرف دیکھ کر فرمایا "اے اولاد عقیل! تم سب کی طرف سے مسلم بن عقیل نے شہید ہو کر میرے ساتھ محبت و عقیدت کا حق ادا کر دیا ہے۔ تمہاری طرف سے اتنا ہی بہت زیادہ ہے لہٰذا تم چلے جاؤ میں خوشی کے ساتھ تمہیں اجازت دیتا ہوں۔

پس اولاد عقیلؑ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: "اے مولاؑ یہ قبیح فعل بھلا ہم سے کیسے سرزد ہوسکتا ہے کہ آپ کی محبت و الفت اور رفاقت میں ہمیں نہ کوئی تیر لگا ہو، نہ کسی تلوار نے ہمارے بدن کو چھوا ہو اور ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ بھلا ہم اس شخص کو کیا جواب دیں گے جو ہم سے پوچھے کہ تم اپنے عالی قدر امام کو تنہا کیوں چھوڑ آئے ہو؟ کیا تم نے اپنی جان کو ان کی جان سے زیادہ عزیز خیال کیا؟ وَاللّٰهِ نُقَدِی اَنْفُسَنَا وَاَرْوَاحَنَا نَمُوتُ مَعَکَ۔

خدا کی قسم! ہم اپنی جانیں آپ پر فدا کریں گے اور آپ کے ساتھ مریں گے"

اس کے بعد آپ کے تمام اصحاب کھڑے ہوئے اور سب کی طرف سے جناب مسلم ابن عوسجہؓ نے دست بستہ عرض کیا:

"یَا سَیِّدِی اَنَحْنُ نُخَلِّی عَنْکَ وَ بِمَ نَعتَزِوُا اِلَی اللّٰهِ فِی اَدَاءِ حَقِّکَ"

اے رسول اللہ کے فرزند! ہم لوگ آپ جیسے سید و سردار کو چھوڑ کر چلے جائیں تو کل روز قیامت ذات احدیت کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ وَاللّٰهِ لَایَکُوْنُ ذَالِکَ۔ خدا کی قسم ایسا قبیح فعل ہم سے نہیں ہوگا۔ میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟ بلکہ مجھے تو اس وقت راحت ملے گی جب میرا نیزہ ان بدکرداروں کے

Presented by www.ziaraat.com

سینوں پیوست میں ہوگا۔ اور میری شمشیر آبدار ان کے نجس بدنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرے گی اور ان کو قتل کرتے کرتے میری تلوار میرے ہاتھ میں نہ رہے گی میں پتھروں سے ان اشقیاء کو مجروح و سنگسار کروں گا۔

اے فرزند رسولؐ! اگر مجھے یقین ہو کہ میں آپ کی محبت و الفت میں جہاد کرتے ہوئے اس قوم نابکار کے ہاتھوں شہید ہو جاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھے زندگی عطا فرمائے اور ملعون مجھے پھر جلا دیں، خدا مجھے پھر زندہ کرے اور یہ ظالم مجھے پھر جلا دیں اور یہی عمل ایک نہیں ستر بار دہرایا جائے تو پھر بھی میں آپ کے قدموں میں جان نچھاور کرنے کو سعادت سمجھوں گا"

روایت میں ہے کہ ان کے بعد جناب زہیر بن قین کھڑے ہوئے اور عرض کیا: مولا! آپ کی رفاقت و محبت میں یہ ظالم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں جلا دیں اور پھر مجھے زندگی ملے اور پھر یہی عمل دہرایا جائے، پھر زندگی عطا ہو۔ یہاں تک کہ یہی عمل ہزار بار دہرایا جائے تو میں تب بھی آپ کو چھوڑ کر جانے والا نہیں بلکہ آپ کے قدموں پر جان نچھاور کرنے کو اپنے لیے سعادت سمجھوں گا"

اصحاب باوفا کے یہ جذبات دیکھ کر اور ان کی باتیں سن کر آپؑ نے فرمایا:

"تم نے میری نصرت و رفاقت کا حق ادا کر دیا ہے' خدا تمہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور صبح عاشور کو انہوں نے اپنا اپنا وعدہ ایفا کر کے دکھایا۔ ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا تھا۔

حضرات المومنین! آپ (امام) کے اصحاب کے فضائل و مناقب اس قدر زیادہ ہیں کہ ان سب کا احصاء کرنا ممکن نہیں چنانچہ صرف مسلم بن عوسجہ کے قول پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ جب وہ مرد حق راہ خدا میں میدان کارزار میں اترے تو ایک

بپھرے ہوئے شیر کی مانند لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور جو بدبخت ان کے سامنے آتا گیا اس کو فی النار کرتے گئے۔

پس اس قوم اشقیاء نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ ان کے جسم اطہر پر تیروں اور تلواروں کے اتنے زخم لگے کہ ان کی تاب نہ لا کر گھوڑے سے گرے اور اپنے مولا کو آواز دی۔ راوی کہتا ہے کہ ان کی آواز سن کر مظلوم کربلا حبیب ابن مظاہر کے ساتھ مسلم ابن عوسجہ کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ وہ خاک و خون میں غلطاں ہیں۔ جسم زخموں سے چور چور ہے۔ تکلیف سے جسم تڑپ رہا ہے۔ پس حبیب ابن مظاہرؓ ان کے پاس بیٹھ گئے کہا: مسلم تمہیں مبارک ہو عنقریب بہشت کی نعمتوں سے سرفراز ہونے والے ہو۔ واعلم بانّی لاحقٌ بِکَ عاجلاً۔ اے شہید راہ خدا! میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں اور غروب آفتاب سے پہلے میں تجھ سے آملوں گا"

یہ سن کر مسلم بن عوسجہ نے حبیب کو پانی پلایا اور مظلوم کربلاؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"حبیب! جب تک زندہ رہو ان کو تنہا نہ چھوڑنا۔ ان کے بدلے تمام نیزے اور تلواریں اپنے جسم پر لے لینا"

مسلم نے یہ کہا کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ منقول ہے کہ مولا امام حسین علیہ السلام مسلم کی لاش پر اتنا روئے کہ زمین کربلا تر ہو گئی۔

الا لعنة اللہ علی القوم الظلمین

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 13

حضرت حُر کی شہادت

تیرہویں مجلس

حضرت حر کی شہادت

فِی مُحرقِ القُلُوبِ عَنْ بَهَاءِ الدِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیهِ اَنَّهُ قَالَ قَدْ وُجِدَ فِی عَصرِ نَا فِی مَسْجِدِ الكُوفَةِ دُرًّا اَحْمَرَ اللَّونِ عَلَیهِ مَكتُوبٌ اَنَا دُرٌّ مِنَ السَّمَاءِ فَشَرُونِی یَومَ تَزوِیجِ وَالِدَةِ السِّبطَیْنِ.

کتاب محرق القلوب میں ملا مہدی نراقی نے بہاء الدین محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے دور میں مسجد کوفہ سے کسی کو ایک سرخ موتی ملا جس پر لکھا تھا میں جناب سیدہ کے عقد کے روز آسمان سے اتارا گیا ہوں۔ اس وقت میرا رنگ اتنا سفید تھا کہ چاندی کی سفیدی بھی میرے سامنے ہیچ تھی لیکن جس دن سے نواسہ رسولؐ مظلوم کربلا حضرتؑ امام حسینؑ کے گلوئے اقدس کو خنجر سے بے جرم وخطا قطع کیا گیا اسی دن سے میرا رنگ سرخ ہوگیا اور اسی خون ناحق سے خون رنگ ہوں۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ آپ کی مظلومیت پر کائنات کی ہر شے آنسو بہا رہی ہے اور اس مظلوم کا غم منا رہی ہے۔ تو جب پتھر بھی ان کی مظلومیت پر اشک برسا رہے ہیں تو کون ایسا شقی القلب ہوگا جو انسان ہو کر آپ کا غم نہ منائے؟ مقتل ابو مخنف میں ہے کہ روز عاشور عمر بن سعد ملعون نے اپنی فوج کی صف بندی کی اور خود چند دستوں کے ساتھ امام حسینؑ کے لشکر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے میمنہ پر عمر بن حجاج میسرہ پر شمر ابن ذی الجوشن،

Presented by www.ziaraat.com

سواروں پر عروہ بن قیس اور پیادوں پر شبث بن ربعی کو مقرر کیا۔ اس بدنہاد کا لشکر لاکھوں افراد پر مشتمل تھا جبکہ دوسری طرف محمد بن ابی طالب کے امام حسینؑ کا لشکر بیاسی پیادہ اور بتیس سواروں پر مشتمل تھا۔ اور ارشاد مفید میں ہے کہ:

"إنَّ الْحُسَيْنَ أَصْبَحَ فِي اثْنَيْنِ وَثَلٰثِيْنَ فَارِسًا وَأَرْبَعِيْنَ رَاجِلًا"

"کہ امامؑ کا لشکر صرف بتیس سواروں اور چالیس پیادہ افراد پر مشتمل تھا"

اور لہوف میں ہے کہ **عن الباقر انه اصبح الحسین فی خمسة واربعین فارسا ومائة راجل.** حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صبح عاشور فرزند رسولؐ کے ہمرکاب پینتالیس سوار اور سو پیادہ سپاہی تھے۔ پس امام حسینؑ نے میمنہ پر زہیر بن قین کو، میسرہ پر حبیب ابن مظاہر کو، قلب لشکر پر اپنے بیٹے علی اکبرؑ کو مقرر فرمایا۔ جبکہ لشکر کا علمدار اپنے بھائی حضرت عباسؑ کو بنایا۔ ترتیب لشکر کے بعد آپ نے سب جانثاروں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اے اہل ایمان موت کے لیے تیار رہو کیونکہ کسی ذی روح کو اس سے مفر نہیں"

اس کے بعد مظلوم کربلاؑ سوار ہو کر لشکر کفار کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔

آپ نے دیکھا کہ تاحد نگاہ فوج ہی فوج ہے۔ اور لوگوں کے ہجوم سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک متلاطم دریا موجزن ہے۔ پس امام حسینؑ نے عمر سعد اور اس کی فوج کو مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے گروہ شیطان! میری بات غور سے سنو اور ضلالت و گمراہی کی طرف نہ بڑھو"

پس آپ نے انہیں متوجہ کر کے فرمایا:

"حمد و ثنا ہے اس ذات کبریا کے لیے جس نے اس دنیا کو خلق کیا اور اسے فنا و زوال کا گھر قرار دیا۔ تغیرات و حوادث زمانہ کسی کو ایک حال پر نہیں رہنے دیتے۔ پس وہ

شخص بہت دھوکے میں ہے جس کو دنیا نے فریب دیا اور بدبخت ہے وہ شخص جو اس کے عشق میں مبتلا ہوا۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا تَقْطَعُ رَجَاءَ مَنْ رَكِبَهَا

دنیا کے فریب میں نہ آؤ کیونکہ یہ بہت ناپائیدار ہے۔ جو اس پر بھروسہ کرتا ہے اسے یہ فنا کر دیتی ہے۔ وہ شخص کتنا بدبخت ہے جو اس سے خیر کا طالب ہوا۔ پس اے بدکردار گروہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک قبیح فعل پر جمع ہوئے ہو جس سے تم نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے۔ آگاہ رہو خدا تعالیٰ نے تم سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور تمہیں اپنے عذاب کا حقدار قرار دیا ہے اور تم سے اپنی رحمت دور کر لی ہے کیونکہ تم نے پہلے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور محمد رسول اللہؐ کی رسالت کا اقرار کیا اور بعد میں مرتد ہو گئے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جس کا کلمہ پڑھتے ہو اسی رسولؐ کی ذریت کے قتل کے درپے ہو۔ تم پر شیطان ایسا غالب آیا ہے کہ اس نے تمہارے دلوں سے ذکر خدا کو بھلا دیا ہے۔ لعنت ہو تم پر اور تمہارے اس برے ارادے پر۔ ہم تو اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ تم لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو اور ظالم لوگ راہ ہدایت نہیں پا سکتے"

روایت میں ہے کہ آپ کے سامنے لشکر ابن سعد کے افراد بتوں کی مانند کھڑے تھے، اور کسی میں جواب دینے کی جرات نہ تھی۔ یہ منظر دیکھ کر عمر ابن سعد آگے بڑھا اور اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا:

وَيْلَكُمْ تُكَلِّمُوهُ فَإِنَّهُ ابْنُ أَبِيهِ وَاللّٰهِ لَوْ وَقَفَ فِيكُمْ هٰكَذَا يَوْمًا جَدِيدًا لَمَا انْقَطَعَ وَلَمَا حُصِرَ.

وائے ہو تم پر، ہوش میں آؤ حسینؑ کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ کیا تم نہیں جانتے

Presented by www.ziaraat.com

کہ وہ علیؑ جیسے فصیح اللسان کا بیٹا ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ ایک طولانی مدت سے ہم کلام رہے تو تم میں سے کسی میں یہ مجال نہیں کہ اس کا جواب دے سکو“

پس شمر صفوف لشکر سے نکل کر سامنے آیا اور کہا:

اے حسینؑ! تم آخر کہنا کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا:

اَقُولُ اتَّقُوا اللهَ رَبَّكُمْ وَلَا تَقْتُلُونِى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكُمْ قَتْلِى وَلَا نِتْهَاکُ حُرْمَتِى .... فَاِنِّى اِبْنُ بِنْتَ نَبِيِّكُم

کہ اللہ کے خوف سے ڈرو اور میرے قتل سے باز رہو کیونکہ میں تمہارے نبیؐ کی بیٹی کا بیٹا ہوں میرا قتل اور میری حرمت کو زائل کرنا تمہارے لیے جائز نہیں۔

کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارے رسول کا نواسہ اور شیر خدا علیؑ کا بیٹا ہوں جس نے کفار و منافقین کو قتل کیا اور دین اسلام کو مکمل کر دیا؟ مجھے جواب دو کہ کس چیز نے تمہیں میرے قتل پر آمادہ کیا ہے؟ کیا میں نے کسی سنت نبوی کو بدلا ہے یا اس میں کوئی کمی بیشی کی ہے؟

اَوَلَمْ يَبْلُغْكُمْ قَولُ نَبِيِّكُمْ اَلْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّد شَبَابَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاِنْ صَدَّقْتُمُونِي بِمَا اَقُولُ وَهُوَ الْحَقُّ.

کیا تم نے مخبر صادق کی یہ حدیث نہیں سنی کہ میرے فرزند حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اگر تم اس کی گواہی دیتے ہو تو یہی حق ہے؟ کیونکہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے۔ جابر بن عبداللہ انصاری، ابو سعید خدری، زید بن ارقم، انس بن مالک اور سہل بن سعد ساعدی سے پوچھو کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ نہیں؟ پس یہ تمام افراد اس بات کی مفصل خبر دیں گے اور میرے قول کی تصدیق کریں گے۔

فَاِنَّهُمْ سَمِعُوا هٰذِهِ الْمَقَالَةَ مِنْ رَسُولِ اللهِ

کیونکہ انہوں نے یہ حدیث میرے نانا سے سنی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ میں جوانان جنت کا سردار ہوں۔ پس میری یہ فضیلت بھی تمہیں میرے قتل سے باز نہیں رکھتی؟

یہ سن کر سب نے کہا:

”اے حسینؑ! تمہاری سب فضیلتیں ہم پر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں۔ لیکن یہ سب باتیں ہمارے لیے بیکار اور عبث ہیں کیونکہ تمہارے باپ نے جنگ بدر و حنین میں ہمارے جن شیوخ اور آباء و اجداد کو قتل کیا ہے ان کی آتش انتقام ہمارے سینے میں شعلہ ور ہے۔ لہٰذا ہم اس آگ کو تمہارے قتل سے بجھائیں گے“

جب امامؑ نے اس گروہ شیطان کو راہ راست پر آتے نہ دیکھا تو اپنی فوج کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اے خوش بختو! جنت کے دروازے تمہارے لیے کھلے ہوئے ہیں اور حوران جنت تمہارے استقبال کے لیے منتظر کھڑی ہیں۔

اپنے نبیؐ کے نواسے کی حمایت کر کے ابدی سعادت حاصل کرو“

جب حضرت حر نے امامؑ کا یہ کلام سنا اور دیکھا کہ اب جنگ کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تو اپنے بیٹے سے مخاطب ہوئے یَا بُنَیَّ لَهُ طَاقَتَ لِى عَلَى النَّارِ وَلَا اُحِبُّ اَنْ تَكُونَ خَصْمِى مُحَمَّدُنِ الْمُخْتَارُ وَابْنُ عَمِّهٖ عَلِیُّ نِ الْكَرَّارُ کہ اے میرے بیٹے! جہنم کی آگ برداشت کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں اور یہ بات بھی میرے لیے دشوار ہے کہ روز قیامت محمد مختارؐ اور علیؑ میرے دشمن ہوں۔

فَقَالَ الوَلَدُ يَا اَبَاهُ اِذْهَبْ بِنَا عَلَى الْحُسَيْنَ فَلَا خَيْرَ وَاللهِ فِى الْبَقَاءِ بَعْدَهٖ

یہ سن کر حضرت حر کے بیٹے نے کہا: بابا! ہم حسینؑ کی خدمت میں چلتے ہیں کیونکہ حسینؑ جیسے عظیم و کریم سردار کے قتل کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔“

Presented by www.ziaraat.com

پس دونوں خوش قسمت باہم مشورہ کر کے امام کی طرف چل دیئے اور اپنے ہاتھوں کو باندھ کر حسینؑ کے قدموں پر گرا دیا۔ فَقَالَ الْحُسَیْنُ مَنْ اَنْتَ قَالَ الْحُرُّ یَا بن رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَا الَّذِی مَنَعْتُکَ عَنِ الْمَبِیْنِ وَجَعْجَعْتُ بِکَ اِلٰی کَرْبَلَا

امام نے پوچھا تم کون ہو؟'' حر نے جواب دیا: اے فرزند رسول! میں حر ہوں' مولا میں ہی آپ کو گھیر کر کربلا کے صحرا میں لانے والا ہوں۔ مولا! مجھے ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ یہ بدبخت آپ پر اس قدر ظلم ڈھائیں گے۔ قَدْ جِئْتُ تَائِبًا مِمَّا کَانَ مِنِّی

مولا! اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ سے معافی کا طلب گار ہوں اور چاہتا ہوں کہ خود بھی آپ اور آپؑ کے اس غلام زادے کو بھی آپ کے قدموں پر نچھاور کر دوں۔

فَھَلْ تَرٰی لِی تَوْبَۃً

مولا! اتنے بڑے جرم کے ارتکاب کے بعد کیا میری خطا معاف ہو سکتی ہے؟

پس حسین علیہ السلام نے فرمایا: " اَنْ تُبْتُ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْکَ. اگر تم نے توبہ کر لی ہے تو خدا تمہاری توبہ کو ضرور قبول کرے گا۔

جب توبہ قبول ہوگئی تو حر نے عرض کیا:

یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَآلِہٖ اُؤْمُرْنِی حَتّٰی اُقْتَلَ بَیْنَ یَدَیْکَ

اے فرزند رسولؐ! میں چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے سامنے قتل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ یہ سن کر امام مظلومؑ نے کہا:

یَا حُرُّ لَا تَعْجَلْ حَتّٰی تُقْتَلَ اَصْحَابِی وَعِتْرَتِی لِاَنَّکَ ضَیْفِلِی

حر اتنی جلدی نہ کرو پہلے میرے اصحاب اور میری اولاد کو شہید ہو لینے دو پھر تم جانا کیونکہ تم حسینؑ کے مہمان ہو'

یہ سن کر حر نے عرض کیا: '' مولا! میں پہلا مجرم ہوں لہٰذا سب سے پہلے میدان جنگ میں جانا چاہتا ہوں تاکہ خدا میرے اس گناہ کو معاف فرمائے''

جب مظلوم کربلا نے حر کو رخصت جہاد کے لیے مصر پایا تو فرمایا: '' حر اجازت ہے جاؤ ابدی سعادت حاصل کرو۔ خدا تمہارے نیک ارادے میں برکت عطا فرمائے''

پس حر اپنے بیٹے سمیت میدان میں اترے۔ میمنہ اور میسرہ پر حملہ آور ہوئے' راہ میں جو بھی آتا گیا۔ راہی جہنم ہوتا گیا آپ نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ جب یہ منظر عمر سعد نے دیکھا کہ یہ دونوں شیر جس طرف حملہ کرتے ہیں کوئی ان کے سامنے نہیں ٹھہرتا اور جو بچ جاتے ہیں وہ خوف سے بھاگ رہے ہیں۔ کہیں ساری فوج ہی نہ بھاگ کھڑی ہو' پس باہم مشورہ کر کے ایک گروہ نے حر کے بیٹے پر حملہ کیا' اسے اپنے باپ سے الگ کر دیا اور اتنے تیر اور نیزے مارے کہ وہ جوان زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ جب حر نے اپنے بیٹے کو گھوڑے پر نہ دیکھا تو بپھرے ہوئے شیر کی مانند اس گروہ پر حملہ آور ہوئے۔ آپ ایک ایک کو چن کر واصل جہنم کر رہے تھے کہ ایک شقی نے موقع پا کر جناب حر کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے آپ زمین پر گرے ظالموں نے ہر طرف سے تلواروں کی بارش کر دی۔ جب زخموں سے چور ہو گئے تو اپنے آقا کو آواز دی:

''مولا! آخری بار غلام کو زیارت سے شرفیاب فرمائیں''

ابھی مظلوم کربلا آپ کے پاس نہ پہنچے تھے کہ ظالموں نے آپ کا سر تن سے جدا کر کے امام حسینؑ کی طرف پھینک دیا۔ مولا نے حر کے سر اقدس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر فرمایا تیری ماں نے تیرا نام کتنا پیارا رکھا ہے تو دنیا اور آخرت میں حر ہے۔

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظّٰلمین

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 14

حضرت وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت

چودہویں مجلس

حضرت وہب بن عبداللہ کلبی کی شہادت

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ شِیْعَتَنَا اَنَّهُمْ یَتَلَاَّمُوْنَ مِنْ اَعدَائِنَا فِیْ مُحَبَّتِنَا وَلَا تَنَالَمُ بِهِمْ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں پر رحمت نازل فرمائے کہ وہ ہماری محبت میں ہمارے دشمنوں سے اذیت اٹھاتے ہیں جبکہ ہمیں ہمارے شیعوں کی طرف سے کوئی رنج نہیں پہنچتا۔ ہمارے شیعہ ہماری باقی ماندہ مٹی سے خلق ہوئے ہیں۔ ان کا خمیر ولایت کے نور سے اٹھایا گیا۔ اسی لیے وہ ہمارے لیے اپنا مال بانٹتے ہیں اور ہماری ولایت پر راضی ہیں۔ وہ ہمارے رنج وغم سے مغموم اور ہماری خوشی سے مسرور ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنے شیعوں سے اتنی ہی محبت ہے کہ جب انہیں کو رنج والم پہنچتا ہے تو ہم بھی مغموم ہوتے ہیں۔ ان کے شب وروز ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ وہ ہمارے ساتھ ہیں وہ کبھی ہم سے جدا نہیں ہوتے وہ جہاں بھی جائیں ہماری غلامی میں ہوتے ہیں اور غلام کا یہ شیوہ ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے آقا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام جعفر صادق اپنے محبان کے لیے مندرجہ بالا شفقت بھرے الفاظ وکلمات بیان کر چکے تو دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

''اے خدا! اے دعاؤں کو قبول کرنے والے! میں تجھ سے تیرے فضل ک

Presented by www.ziaraat.com

طالب ہو اور ہمارے شیعوں کو ہمیشہ زندہ رکھ اور ان کے بعد ان کی اولاد کو صحت وسلامتی سے بہرہ مند فرما۔"

اس کے بعد آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اے لوگو! جو شخص ہمارے مصائب پر روئے یا صرف رونے والی شکل بنائے تو روز قیامت اللہ تعالیٰ کو حیا آئے گی کہ وہ اس مومن کو آتش جہنم سے دوچار کرے پس مومنین اگر غور کرو تو حقیقی غلامان علیؑ اور شیعہ وہ تھے جنہوں نے روز عاشور فرزند رسولؐ پر اپنی جان فدا کی۔ وہ لوگ کتنے خوش قسمت تھے کہ امام حسینؑ کی محبت میں اتنے سرشار تھے کہ ان کو اپنے جان و مال اور اولاد کی کوئی پروا نہ تھی۔ اتنے مصائب و آلام کے باوجود کسی کی زبان پر شکایت کا کوئی لفظ نہیں آیا۔ کسی نے بھوک یا پیاس کی شدت کا اشارتاً بھی ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے شہادت حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے متمنی تھے۔ وہ لوگ کتنے بہادر تھے کہ تعداد میں قلیل ہونے کے باوجود ان کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ ان میں سے ایک ایک فرد لاکھوں افراد سے جنگ کے لیے نکلتا اور بڑھ بڑھ کر حملہ کرتا۔ اور شوق شہادت میں اپنے جسم کو تلواروں کے سپرد کر دیتا"

مختلف معتبر کتب میں مختلف راویوں سے منقول ہے کہ بریر بن حصیر ہمدانیؒ کی شہادت کے بعد حضرت وہب بن عبداللہ کلبی نے اذن جہاد طلب کیا۔ اس موقع پر ان کی والدہ نے کہا:

"وہب کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ نواسہ رسولؐ مولا علیؑ کا لخت جگر اور سیدہ زہراؑ جن کی میں کنیز ہوں ان کا نور نظر ہر طرف سے اعدا میں گھرا ہوا ہے۔"

لہٰذا اے میرے دل کی ٹھنڈک! اٹھ اور اپنے آقا پر اپنی جان نچھاور کر دے"

وہب نے ماں کے یہ الفاظ سنے تو امام عالی مقام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جہاد کی اجازت طلب کی۔ آپؑ نے فرمایا:

"وہب! میں تجھے جنگ کی اجازت کیسے دے دوں شاید یہ امر تیری ماں کے لیے دشوار ہو۔ شاید وہ تیری جدائی برداشت نہ کر سکے۔

یہ سننا تھا کہ جناب وہب نے عرض کیا۔

"یا سَیِّدِی وَهِیَ تُحِبُّ قَتلِی فِی لُفرَةِ ابنِ رَسُولِ اللّٰهِ وَاَمَرَتنِی بِهٖ فَاذَن بِهٖ لَهُ.

آقا! ماں ہی نے تو مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کیونکہ فرزند رسولؐ کی نصرت میں میرا قتل ہونا ہی اس کی خوشنودی ہے۔

"وہب کے یہ الفاظ سن کر مولا نے اسے اذن جہاد دیا۔ وہب میدان میں گئے فوج یزیدی کو مخاطب کیا اور یہ رجز پڑھا۔

انا وَهبُ عبدُاللّٰهِ الکلبی ، سوف ترونی وترونی ضربی وحملنی و صولتی فی الحَربِ ، لَیسَ جهادی فِی الوغاءِ اللّعب

میرا نام وہب ہے اور میں عبداللہ کلبی کا بیٹا ہوں۔ عنقریب تمہیں میری شجاعت کا علم ہو جائے گا اور تم دیکھو گے کہ میں کس طرح جنگ کرتا ہوں۔ ذرا ہوشیار رہو کر میرے مقابلے میں آنا کیونکہ مجھ سے لڑنا بازیچہ اطفال نہیں ہے۔"

رجز خوانی کے بعد آپ نے ایک غضبناک شیر کی مانند حملہ کیا۔ آپ کی شجاعت وجلالت کی وجہ سے کوئی بھی سامنے سے مقابلہ کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ دشمن خوف

Presented by www.ziaraat.com

مرگ سے آپ کے سامنے ایسے بھاگتے تھے جیسے شیر کے سامنے بکریوں کا ریوڑ ہو۔ اور آپ نے بھاگتے ہوئے ان بدنہادوں میں سے کئی ایک کے سر کاٹ ڈالے۔

فَرَجَعَ اِلٰی اُمِّهٖ وَزَوجَتِهٖ وَ قَالَ لِاُمِّهٖ یَا اُمَّاهُ اَرَضِیتِ مِنِّی قَالَتْ لَاءِ وَاللّٰهِ یَا وَهَبُ مَا رَضِیتُ مِنکَ اَو تُقتَلُ بَینَ یَدَی ابنِ رَسُولِ اللّٰهِ

پھر آپ اپنی ماں اور زوجہ کے پاس آئے اور اپنی ماں سے کہا:

''ماں کیا اب آپ راضی ہیں؟ تو نے دیکھا کہ کس جوانمردی سے لڑا ہوں اور دشمنانِ خدا کو کس طرح تہ تیغ کیا ہے'' لیکن آپ کی ماں نے کہا: ''نہیں بیٹا میں اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتی جب تک تو اپنی جان فرزند رسولؐ کے قدموں میں نثار نہیں کر دیتا۔ ماں کے یہ الفاظ سن کر جناب وہب دوبارہ میدان میں اترے۔ وہ بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے کہ ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا گیا تلواروں کے پے در پے وار لگنے سے آپ زخموں سے چور چور ہو کر گھوڑے سے گرے۔ یہ منظر دیکھ کر جناب وہب کی زوجہ خیمہ سے نکلیں اپنے شوہر کے پاس پہنچیں ان کا سر اپنی گود میں رکھا ان کے چہرہ سے خون صاف کیا۔ اتنے میں شمر لعین نے اپنے غلام کو آواز دی کہ اس عورت کو قتل کر دو اس کا غلام آگے بڑھا اور ایک آہنی گرز اتنے زور سے اس مومنہ کے سر پر مارا کہ وہ وہیں شہید ہو گئیں۔

یہ پہلی خاتون تھیں جو میدان کربلا میں امام مظلوم کی نصرت میں ماری گئیں۔

ان بدبختوں نے جناب وہب کا سر تن سے جدا کر کے خیام امام حسینؑ کی طرف پھینک دیا۔ آپ کی ماں نے بیٹے کے سر کو سینے سے لگایا اور کہا:

''شاباش بیٹا تو نے مجھے جناب سیدہ کے سامنے سرخرو کر دیا ہے'' اس کے بعد

آپ کی والدہ نے آپ کا سر ہاتھوں پر بلند کیا اور عمر بن سعد کی طرف پھینک کر کہا ہم جو چیز راہ خدا میں دے دیتے ہیں وہ واپس نہیں لیتے۔ اور خیمہ کی ایک چوب لے کر اعداء پر حملہ کر دیا اور اپنے بیٹے کے قاتل کو ڈھونڈ کر قتل کر دیا۔ اتنے میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اے مومنہ! تیرا بیٹا روز قیامت میرے نانا رسول خداؐ کے ساتھ محشور ہوگا۔ اور اللہ تمہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے اب خیام میں چلی جاؤ''

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظّٰلمین

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
15

حضرت حبیب ابنِ مظاہر کی شہادت

پندرہویں مجلس

حضرت حبیب ابن مظاہر کی شہادت

عَنِ الصَّادقِ ؑ اَنَّهُ قَالَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ كَانَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَاخُذُوْنَ رَجُلًا لَيْسَ لَهُ عَمَلٌ حَسَنٌ وَ يَسُوقُوْنَهُ اِلٰى جَهَنَّمُ.

امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ روز قیامت جب ہر ایک کو اس کی نیکی اور بدی کا بدلہ ملے گا تو ایک فرشتہ ایک ایسے شخص کو جو بہت گناہ گار ہوگا' جہنم کی طرف لے کر جانے لگے گا تو آواز قدرت آئے گی: ''اے ملائکہ! ٹھہرو' اس گناہ گار شخص کی ایک امانت میرے پاس ہے''۔ پس اس شخص کو ایک اتنا چمکدار موتی دیا جائے گا جس کی نورانی شعاعوں سے میدانِ حشر منور ہو جائے گا۔ وہ موتی دیکھ کر وہ شخص کہے گا کہ اے پالنے والے میں تو اس امانت سے آگاہ نہیں جبکہ تو اس کی حقیقت سے خوب واقف ہے۔

'' فيقُولُ لَهُ يَاعَبْدِى هٰذِهٖ عَبْرَةٌ سَالَتْ عَلٰى خَدِّكَ فِى مَصَائِبِ الْحُسَيْنِ''

ارشاد رب العزت ہوگا:

''اے میرے بندے! یہ وہ آنسو ہے جو غم حسینؑ میں تیری آنکھ سے نکل کر تیرے رخسار پر بہا تھا۔ پس اس کو تمام اوصیاء اور انبیاء کے پاس لے کر جاؤ اور اس کی قیمت دریافت کرو۔ وہ شخص ارشاد خداوندی کے مطابق کیے بعد دیگرے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ،

Presented by www.ziaraat.com

حضرت موسیٰؑ ، حضرت عیسیٰؑ ، حضرت محمد مصطفیٰؐ اور امیر المومنینؑ اور تمام انبیاء و اوصیاء کے پاس وہ موتی لے کر حاضر ہوگا اور ہر نبی اور وصیؑ سے پوچھے گا کہ اس موتی کی کیا قیمت ہے۔

فَيَتَحَيَّرُونَ فِي تَقْوِيمِ ثَمَنِهَا حَتّٰى يَحْضُرَمَعَهَا فِي حَضْرَةِ الْحُسَيْنِ فَلَمَّا يَنْظُرُ اِلَيْهِ الْحُسَيْنِ يُعَانِقُهُ وَيُلَاطِفُهُ كَالْاَبِ الشَّفِيقِ بِوَالِدِهِ.

جب تمام انبیاء و اوصیاء ان نورانی موتی کی قیمت لگانے سے قاصر ہوں گے تو وہ شخص چلتا چلتا امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں پہنچے گا۔ امام حسینؑ اسے دیکھتے ہی اٹھ کر گلے سے لگالیں گے۔ اور اس پر ایسی شفقت فرمائیں گے جیسی شفقت ایک باپ اپنے بیٹے پر فرماتا ہے۔ پھر آپ بارگاہ احدیت میں عرض کریں گے۔

''اے مالک! یہ موتی وہ آنسو ہے جو مجھ مظلوم کی مصیبت پر اس کی آنکھوں سے جاری ہوا تھا مالک! اس کی قیمت یہ ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف فرما کر اور آتش جہنم سے نجات دے کر بہشت میں داخل فرما دیا جائے۔ آواز قدرت آئے گی:

يا حُسَيْن لقد غفرتُ لهٗ ولو الديه بحقّکَ.

اے حسینؑ! ہم نے نہ صرف اس کے بلکہ اس کے والدین کے بھی گناہ معاف کر دیئے اس لیے یہ آپ کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔''

اس کے بعد امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ اے گروہ مومنین! جب امام مظلومؑ کی مصیبت پر ایک آنسو بہانے کی یہ قیمت ہے تو بھلا ان خوش نصیبوں کے کیا درجات ہوں گے جنہوں نے اس مظلوم پر اپنی جان نچھاور کر دی۔

اے مومنین! بس تمہاری عظمت کے لیے مظلوم کربلا کا روز عاشور یہ فرمان ہی

کافی ہے کہ میں تقویٰ، مروت اور وفاداری میں اپنے اصحاب سے بہتر کسی نبی یا وصی کے اصحاب کو نہیں پاتا۔ واقعاً امام حسینؑ کے اصحاب جیسا باوفا اور جانثار نہ سابقین میں سے کوئی ہوا ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی ہوگا۔ مقتل ابومخنف میں ہے کہ روز عاشور جب صفوف لشکر آراستہ ہوئیں اور جانثاران امام مظلومؑ میں سے ہر ایک نے جوانمردی کے وہ جوہر دکھائے کہ ایک ایک نے سو سو کفار کو واصل جہنم کیا تو یہ حالت دیکھ کر شمر ملعون اور عمر بن سعد سخت خائف ہوئے تو اس وقت شمر بدنہاد نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا:

''يَا وَيْلَكُمْ احملوا عليهم من كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَيَرْ شقُو نَهُمْ بِالنَّبَالِ وَيَطْعَنُو نَهُمْ بِالسِّنَان .... فَحَمَلَ القومُ عَلٰى عسكرِ الحُسَيْنِ دفعةً واحدةً''

''وائے ہو تم پر اگر اسی طرح ایک ایک کر کے لڑتے رہو گے تو تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں بچے گا''

پس اگر حسینؑ کے سپاہیوں کے غیض وغضب سے بچنا چاہتے ہو تو ایک دفعہ مل کر حملہ کر دو۔ یہ سن کر تمام یزیدی فوج نے امام حسینؑ کے جانثاروں پر حملہ کر دیا۔ اور اس حملے میں کئی لوگ زخمی اور کئی شہید ہوئے۔ یہاں تک کہ زوال آفتاب کا وقت ہوگیا باقی بچ جانے والے تمام اصحاب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا:

''مولا! ہمیں یقین ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی نہیں بچے گا' مولا نماز کا وقت ہو گیا ہے آخری نماز آپ کی اقتداء میں ہمارے لیے مزید خوش نصیبی ہوگی۔

آپ نے اپنے اصحاب کا شوق نماز دیکھ کر ان کے حق میں دعا فرمائی پھر قوم اشرار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے ابن سعد! شیطان تجھ پر ایسا مسلط ہوا ہے کہ تو اسلام کے تمام احکام کو

بھلا چکا ہے۔ صرف اتنی دیر جنگ موقوف کر کہ جس میں ہم نماز ظہر ادا کر سکیں۔

امام کے یہ الفاظ سن کر عمر ابن سعد تو خاموش رہا لیکن حصین بن نمیر لعنت اللہ علیہ نے کہا: ”یا حُسَینُ اَنَّ اللّٰہَ لَایُقبَلُ صَلوتُکَ۔

اے حسینؑ! تمہاری نماز قبول نہیں ہوگی“ اس ناپاک کے یہ نجس الفاظ سن کر حبیب ابن مظاہر نے کہا:

”یا ابنَ الخَمَّارَۃِ اَنَّ صَلوتَ الحُسَینَ اِمَامَ الکَونَینِ لَا تُقبَلُ وَصَلوتُکَ الفَاجِرِ الفَاسِقِ الخُمَّارِ؟“

”اے زانیہ ماں کے بیٹے! امام انس وجان حسینؑ کی نماز قبول نہیں تو تجھ جیسے فاسق وفاجر اور شرابی کی نماز قبول ہوگی؟

حبیب کے یہ الفاظ سن کر وہ بدبخت بہت غضبناک ہوا اور کہا اے حبیب ابن مظاہر! اگر مرد ہو تو سامنے آؤ اور جنگ کرو۔ یہ سن کر جناب حبیب نے مولاؑ کی خدمت میں عرض کیا:

”اے فرزند رسولؐ! میں آپ کے قدموں پر سر قربان کر کے یہ نماز آپ کے نانا کے ساتھ جنت میں پڑھنے کا خواستگار ہوں“

جناب حبیب کے یہ الفاظ سن کر امامؑ نے انہیں جہاد کی اجازت دے دی۔ آپ شیر کی طرح آگے بڑھے اور کہا اے حصین اگر بہادر ہو تو سامنے آؤ۔ وہ نجس العین آگے آیا۔ جناب حبیب نے اس پر تلوار سے وار کیا اور ساتھ ہی اس کے سینہ پر نیزہ سے حملہ کیا وہ نیزہ بدبخت کے سینہ کو چیرتا ہوا پشت سے پار باہر نکل آیا اور وہ ایک ہی وار سے واصل جہنم ہوا۔ اس کے بعد حبیب نے لشکر کفار پر حملہ کر دیا اور اس حملے میں ایک سو ساٹھ اشقیاء کو واصل جہنم کیا، تمام لشکر تتر بتر ہو گیا۔ جناب حبیب واپس مولاؑ کی

Presented by www.ziaraat.com

خدمت میں آئے۔ آ کر قدم بوسی کی پھر اجازت لے کر میدان میں گئے فوج اشقیاء کو للکارا لیکن آپ کی ہیبت کی وجہ سے کوئی آگے نہ بڑھا۔ جب آپ نے دیکھا کہ کوئی لڑنے کے لیے آگے نہیں بڑھ رہا تو آپ نے خود ہی حملہ کر دیا اور ابومخنف کی روایت کے مطابق اس حملہ میں چار سو افراد کو واصل جہنم کیا پھر خود بھی امام مظلومؑ پر اپنی جان نچھاور کر دی۔

راوی کہتا ہے کہ جس وقت جناب حبیب ابن مظاہر شہید ہوئے میں خود وہاں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کی شہادت پر مظلوم کربلاؑ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ نے روتے ہوئے فرمایا:

”رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا حَبِیبُ لَقَد کُنتُ تَختِمُ القُراٰنَ فِی رَکعَۃٍ وَاحِدَۃٍ“

اے حبیب ابن مظاہر! خدا تم پر رحم فرمائے مجھے تجھ جیسے متقی و پرہیزگار (ساتھی) کی مفارقت پر بہت دکھ ہے جو ایک ہی رکعت میں قرآن پاک ختم کیا کرتا تھا۔

”فَلَمَّا سَمِعنَ النِّسَاءُ اَنَّہُ قُتِلَ بَکَینَ عَلَیہِ بُکَاءً شَدِیدًا“

”جب آپ کی شہادت کی خبر اہل حرم نے سنی تو بہت زیادہ گریہ کیا“

پس جب امامؑ نے محسوس کیا کہ یہ ظالم ہمیں نماز کی مہلت نہیں دیں گے تو زہیر ابن قین اور سعید بن عبداللہ کو فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہو جاؤ تا کہ نماز ظہر ادا کی جا سکے۔ دونوں نے ”سَمعًا وطَاعَۃً“ کہتے ہوئے

”فَتَقَدَّمَ اَمَامَ الکَونَینِ مُستَبشِرِینَ“ امام مظلوم کے آگے کھڑے ہو گئے اور اشقیاء کی طرف سے جو بھی تیر اور نیزہ آتا خوشی سے آگے بڑھ کر اپنے سینے پر لیتے۔ پس امامؑ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف ادا کی۔

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 16

حضرت عابس، سوید بن عمرو، عروہ غفاری اور ترکی غلام کی شہادتیں

فلما فرغ الامام علیه عن الصلوة مسقط سعید بن عبدالله علی الارض .

جب امام مظلوم نماز سے فارغ ہوئے تو جناب سعید زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر گر پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی' خدایا! اس ستمکار قوم پر لعنت فرما' ایسی لعنت جو تو نے قوم ثمود و قوم عاد پر فرمائی تھی جب مولاؑ نے سعید کے جسم کو دیکھا تو تلوار اور نیزوں کے زخموں کے علاوہ تیرہ تیران کے جسم پر لگے ہوئے دیکھے۔ جناب زہیر بن قین اٹھے اور اس کے باوجود کہ آپ کے جسم پر بہت زیادہ زخم تھے۔ اذن جہاد طلب کیا مولا نے اجازت دی' جناب زہیر میدان میں گئے۔ اور جا کر یہ رجز پڑھا۔ اے گروہ ظالمین! میں زہیر بن قین بجلی ہوں' میں اپنے آقا و مولا کی نصرت میں تم کو داخل جہنم کروں گا اور میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنے آقا کی حمایت میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاؤں۔

یہ کہا اور قوم اشقیاء پر حملہ آور ہوئے اور روایت کے مطابق آپ نے اس حملہ میں ایک سو بیس کفار کو فی النار کیا۔ پھر مولا کی خدمت میں آ کر دست بوسی کی اور دوبارہ میدان میں آئے اور تین سو ساٹھ افراد کو واصل جہنم کیا۔ آخر آپ کی دلیری سے خائف ہو کر تمام اشقیاء نے ایک بار آپ پر حملہ کر دیا ہر طرف سے حملے ہونے لگے اتنے میں دو ظالموں کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجرین اوس تمیمی نے آپ کو شہید کر دیا۔ مولاؑ نے آپ کی شہادت کے وقت یہ جملات ادا فرمائے۔

یازُ نهیدُ لعن الله قاتلکَ لعنَ الّذینَ مُسخو قِدَدَةً وَخناز یرٌ

اے زہیر خدا تمہارے قاتلوں پر لعنت فرمائے اور قیامت کے دن انہیں بندروں اور خنزیروں جیسا محشور فرمائے۔

اَلا لعنۃُ اللہ علی القوم الظّلمین

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

رہے ہوں گے وہ ایسی حالت میں محشور ہوں گے کہ ان کے دل قیامت کی ہولنا کیوں سے مطمئن ہوں گے جبکہ دوسرے لوگ بید کی طرح لرز رہے ہوں گے۔

لیکن ہمارے شیعہ بڑے مطمئن ہوں گے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کہتے ہوئے وارد میدان حشر ہوں گے۔ جس وقت وہ وارد محشر ہوں گے ان کے لباس نورانی ہوں گے ان کے سروں پر تاج ہوں گے اور وہ جنت کی ایسی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے جن کے بال سونے کے اور گردنیں یاقوت سرخ کی ہوں گی۔

امام باقر علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے:

"اَحِب مَن یُحِبُّ آلَ مُحَمَّدٍ وَاِن کَانَ عَاصِیًا وَعَادِمَن عَادٰی عِترَتُہٗ وَاِن کَانَ صَائِمًا بِالنَّھَارِ وَ قَائِمًا بِالَّلیلِ".

جو آل محمدؐ سے محبت رکھے اسے دوست رکھو اگرچہ وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو اور دشمنی رکھو اس سے جو آل محمدؐ کا دشمن ہو اگر وہ دن کو روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔" پھر فرمایا:

"یَا مَعشَرَ المُومِنِینَ لَمَّا کَانَتْ ھٰذِہِ المَرَاقِبَۃُ العَلِیَّۃُ لِلَّذِینَ ارتَکَبُوا المَعَاصِیَ فَمَا اَعلٰی مَرَاتِبَ الَّذِینَ بَذَلُوا نُفُوسَھُم فِی رَضَاءِ الْحُسَیْنَ فِی یَومِ الطَّفِّ

"اے گروہ مومنین جب گناہ گار مومنین کے اتنے بلند درجات ہیں تو ان کے درجات کتنے عالی ہوں گے جنہوں نے روز عاشور اپنی جانیں امام مظلوم کے قدموں پر نچھاور کر دیں"

محمد بن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ روز عاشور جب تمام جانثاران مظلوم

تو جناب عابس شاکری نے اپنے غلام شوذب سے کہا کہ میں اپنے آقا پر اپنی جان قربان کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں 'تیرا کیا خیال ہے؟ شوذب نے کہا بھلا اس سے نیک ارادہ کیا ہو سکتا ہے۔ ہمیں جلد امامؑ کی خدمت میں جا کر جہاد کی اجازت طلب کرنی چاہیے کیونکہ یہ مقتضائے عقل ہے آج وہ دن ہے کہ ہم جس قدر تحصیل ثواب کر سکیں کریں۔ کیونکہ زندگی میں اس سے بہتر اور سعد دن کبھی میسر نہ آئے گا۔ یہ سن کر جناب عابس امامؑ کی خدمت میں پہنچے۔

وَسَلَّمَ عَلٰی الْحُسَیْنَؑ وَقَالَ یَا سَیِّدِی وَاللّٰہِ لَا شَیْئَ عَلٰی وَجْہِ الاَرضِ اَعَزُّ وَاَحَبُّ بِہٖ اِلَیَّ.

مولا کو سلام کیا اور کہا! اے آقا! خدا کی قسم زمین پر مجھے آپ سے زیادہ عزیز کوئی نہیں اگر میرے پاس کوئی ایسی چیز ہوتی کہ جس کے سبب میں آپ سے یہ بلائے عظیم رد کر سکتا تو میں وہ چیز دینے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ لیکن مجبور ہوں کہ میرے پاس سوائے جان کے اور کوئی چیز نہیں۔ چاہتا ہوں کہ وہ آپ پر نثار کر دوں مولا آج میرا آخری سلام قبول فرمائیے۔

اذن جہاد لے کر جب آپ میدان جنگ میں آئے تو ربیع بن تمیم کہتا ہے کہ میں نے فوراً ان کو پہچان لیا کیونکہ میں اکثر معرکوں میں ان کی جوانمردی اور شجاعت کا مشاہدہ کر چکا تھا۔ ان کو آتے ہی دیکھ کر میں نے اپنی فوج کو آواز دی:

یہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر ہے اور اس کا نام عابس بن مسیّب ہے۔ یہ شجاعت میں اپنی مثال آپ ہے۔ خبردار تم میں سے کوئی اپنی بہادری کے زعم میں اس کے سامنے نہ جائے۔ جو جائے گا مارا جائے گا۔"

Presented by www.ziaraat.com

آپ کے مقابلہ کے لیے آگے نہ بڑھا۔ پس جب ابن سعد نے دیکھا کہ میری فوج میں سے کوئی بھی عابس کے مقابلہ کے لیے نہیں نکل رہا تو اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا! اگر تم میں اکیلے اس کے مقابلہ کی ہمت نہیں تو پھر سارے مل کر ہی اس پر حملہ کر دو اور پتھر مار مار کر اس کو زخمی کر دو کیونکہ اس کے قتل کی اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی ادھر جناب عابس نے ان پر حملہ کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ صفوں کی صفیں ان کے سامنے ایسے بھاگتی ہوئی نظر آتی تھیں جیسے باز کے آگے چڑیوں کے ڈار اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پس آپ کے ان دلیرانہ حملوں سے مجبور ہو کر فوج اشقیا نے ہر طرف سے آپ پر حملے شروع کر دیئے! بالآخر آپ زخموں کی تاب نہ لا کر راہی بہشت ہوئے۔ آپ کا سر کئی لوگوں کے ہاتھوں میں تھا اور ہر کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے۔ اسے میں نے قتل کیا ہے.........“

فَقَالَ عَمَرَ بنُ سَعدِ لاَ تَختَصِمُوا فَانَّه لَم یَقتُلهِ اَنسَانٌ وَاحِدٌ ہ

عمر بن سعد نے کہا:

”تم فضول لڑ رہے ہو کیونکہ عابس جیسے شجاع کو قتل کرنا تم میں سے کسی ایک کے بس کی بات نہیں تھی بلکہ تم سب نے مل کر اسے قتل کیا ہے“

بحار الانوار میں ہے کہ جب سارے جانثار اجازت طلب کر کے میدان جہاد میں جا رہے تھے اس وقت آپؑ کے ایک انتہائی متقی و پرہیزگار صحابی حضرت سوید نے اجازت طلب کی۔ وہ میدان کارزار میں اترے اور شیر کی طرح افواج یزید پر حملہ آور ہوئے۔ فوج اشقیاء نے ہر طرف سے گھیر کر حملہ کیا۔ آپ زخموں سے چور ہو کر زمین پر پڑے فوج اشقیاء نے سمجھا کہ قتل ہو گئے لیکن منقول ہے کہ جناب سوید کافی دیر تک

زمین پر بے ہوش پڑے رہے۔ جب ہوش آیا تو قَدقُتِلَ الحُسَینُؑ کی صدا آپ کے کانوں میں پڑی۔ آپ جوش شجاعت سے اٹھے اور اپنے موزے سے خنجر نکال کر دوبارہ حملہ آور ہوئے اور کئی اشقیاء کو واصل جہنم کر کے خود بھی مقام شہادت پر فائز ہوئے۔

مقتل ابو مخنف میں ہے کہ ان کے بعد جناب عروہ غفاری نے اذن جہاد طلب کیا۔ اس وقت وہ انتہائی عمر رسیدہ تھے اور ان کی پشت نون کی طرح خمیدہ تھی۔ آپ انتہائی پرہیزگار تھے اور آنحضرت کے ساتھ کئی جنگوں میں شرکت کر چکے تھے۔ بلکہ لوگ ان کو بدری کہتے تھے آپ مولا کی خدمت میں پہنچے۔ اپنی کمر کو سیدھا کیا آنکھوں سے پلکیں اٹھائیں اور عرض کیا: ”اے فرزند رسول میں آپ کے والد گرامی اور جد امجد جناب رسول خدا کا پرانا صحابی ہوں۔ مولا آپ کو اس تکلیف کی حالت میں دیکھنے کی مجھ میں طاقت نہیں لہٰذا جہاد کی اجازت مرحمت فرمائیں مظلوم کربلا اس پیرانہ سالی میں ان کا نوجوانوں جیسا جذبہ جہاد دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا:

”اے میرے نانا کے بوڑھے صحابی اس مصیبت میں ہم اہل بیتؑ کی نصرت وحمایت کے عوض اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے جاؤ تمہیں بھی اجازت ہے۔ آپ رخصت لے کر میدان میں آئے اور بہت بہادری سے لڑے۔ تقریباً ساٹھ کفار کو قتل کر کے خود بھی عازم بہشت ہوئے۔

معتبر کتب میں روایت ہے کہ جب سارے اصحاب امامؑ باری باری اجازت لے کر میدان جہاد میں جانے لگے تو اسی اثنا میں امام حسینؑ کا ایک ترکی النسل غلام جو قاری قرآن تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آقا: ”اب مزید ظلم وجور دیکھنا میرے بس کا روگ نہیں۔ مولا! مجھے بھی اجازت دیں کیونکہ میں نے ایسی زندگی کا کیا کرنا ہے۔ مولا کو یہ غلام بہت عزیز تھا لہٰذا شفقت ومحبت کی بنا پر اسے اجازت نہ دی،

Presented by www.ziaraat.com

جب اس نے دیکھا کہ مولا میری محبت کی وجہ سے مجھے اجازت نہیں دے رہے تو ہاتھ باندھ کر قَبَّلَ یَدَیْهِ وَرِجلَیهِ حَتّٰی اَذِنَ لَهٗ ۔ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور رو رو کر اجازت ہو پس مولا نے نہیں اجازت دے دی آپ میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا:

''اے گروہ شیاطین ! دیکھ لو میں حیدر کرارؑ کے بیٹے حسینؑ کا غلام ہوں۔ اگر میں اسد اللہ الغالب کا نام لے کر پانی کے اندر نیزہ ماروں تو وہ بھی میرے وار کی ضرب سے جوش کھانے لگے۔ میں ایسا تیر انداز ہوں کہ اگر تیر چلانا شروع کر دوں تو زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کو تیروں سے بھر دوں۔ میں وہ ہوں کہ میری تلوار کی چمک سے کفار کی آنکھیں چندھیا جائیں اور میری تلوار کے شعلوں سے اشقیاء کے دل شق ہو جائیں۔

''پس یہ رجز پڑھ کر آپ اس فوج بدنہاد پر حملہ آور ہوئے اور کئی نامور کفار کو واصل جہنم کیا آپ جس طرف بھی حملہ کرتے، جو سامنے آتا اسے فی النار کرتے چلے جاتے۔ جب وہ آپ کے مقابلہ سے عاجز آ گئے تو ہر طرف سے حملہ کر دیا، آپ زخموں سے نڈھال ہو کر گھوڑے سے گرے اور گرتے ہوئے آواز دی۔

''یا سَیِّدِی اَدْرِکْنِی میرے مولا میری مدد فرمائیے۔ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُؑ نِدَائَهٗ اَقبَلَ اِلَیهِ فَوَجَدَ مُدَمَّلَه بِدَمِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهٗ عَلٰی خَدِّهٖ وَ بَکٰی

جب امام مظلوم کربلاؑ نے اس کی آواز سنی مولا اس کے پاس پہنچے آپ نے دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لت پت ہے آپ نے اس کا سر اپنی گود میں لیا اپنے رخسار مبارک اس کے رخساروں پر رکھے اور بہت روئے۔

اَلا لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

مجلس 17

شہزادہ عبداللہ ابن مسلم اور شہزادہ قاسم ابن الحسنؑ کی شہادتیں

Presented by www.ziaraat.com

ستر ہویں مجلس

شہزادہ عبداللہ ابن مسلم اور شہزادہ قاسم ابن الحسنؑ کی شہادتیں

قَالَ الصَّادِقُ مَن ذَکَرَ الحُسَینَ فَخَرَجَ مِن عَینَیهِ دَمعٌ وَلَو بِقَدرِ جَنَاحِ الذُّبَابَةِ کَانَ ثَوَابُهُ عَلَی اللّٰهِ وَلَم یَرضَ لَهُ بِدُونِ الجَنَّةِ.

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام حسینؑ کا ذکر کرے یا سنے اور آپ کی مصیبت پر اس کی آنکھ سے مچھر کے پر کے برابر اشک جاری ہو جائے اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس مؤمن کو بہشت میں داخل کرنے سے کم کسی اجر پر راضی نہ ہوگا پس اے گروہ مؤمنین! امام مظلومؑ کا ذکر کیا کرو اور ان کے مصائب پر آنسو بہایا کرو تا کہ روز قیامت درجات عالیہ سے سرفراز ہوسکو۔

بحار الانوار اور دیگر کتب میں مذکور ہے کہ روز عاشور جب فوج اشقیاء نے مظلوم کربلاؑ کو ہر طرف سے گھیر لیا تو آپؑ کے جانثاروں میں سے ایک کے بعد دوسرا اذن جہاد طلب کرتا' آپ بڑی حسرت اور مشکل سے اسے اجازت مرحمت فرماتے اور کہتے تم چلو ہم بھی تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔ اور ساتھ یہ آیۃ مجیدہ تلاوت فرماتے:

"وَمِنهُم مَن قَضٰی نَحبَهُ مِنهُم مَن یَنتَظِرُ"

پس جب آپ کے تمام اعوان وانصار درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو مظلوم کربلا اٹھے

وَنَظَرَ یَمِیناً وَ شِمَالاً فَلَم یَرَی اَحَداً فَنَادیٰ وَامُحَمَّدَاہ وَاحَمزَتَاہ وَاعَلِیَاہُ وَاحَسنَاہُ.

آپ نے دائیں بائیں دیکھا اور جب کسی مددگار کو نہ پایا تو آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا: "اے نانا محمدؐ! اے جد بزرگوار! حضرت حمزہ! اے بابا علیؑ اے بھائی حسن! دیکھو حسینؑ تنہا ہو گیا۔ میرے سارے مددگار مارے گئے پھر اصحاب اور جانثاروں کی لاشوں میں کھڑے ہو کر فرمایا:

"کہاں ہیں وہ نیکوکار جو ہم اہل بیتؑ کے مددگار تھے؟ کہاں ہیں وہ دیندار جس پر اللہ نے ہماری اطاعت واجب کی ہے؟ کہاں ہیں وہ دیانت دار جو رسول خدا کی وصیت پر عمل پیرا تھے۔"

روایت میں ہے کہ مظلوم کربلاؑ اتنا روئے اتنا روئے کہ آپ پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اور جب اہل حرم نے مولاؑ کے گریہ کی آواز سنی تو تمام بیبیاں اتنی شدت سے روئیں کہ ان کے رونے اور ماتم سے کربلا کی زمین کانپ گئی۔ بچے اپنی ماؤں کی گودوں میں رونے لگے۔

ابو مخنف میں روایت ہے کہ جب آپ کے تمام اصحاب راہ وفا پر چلتے ہوئے داخل بہشت ہو چکے تو آپ کے اعزا میں سے سترہ جوان جن میں سے بعض علوی تھے اور بعض عقیلی، بعض جعفری، بعض حسنی اور بعض حسینی سب نے یکے بعد دیگرے اذن جہاد طلب کیا۔

"فَاَوَّلَ مَن بَرَزَ مِنهُم وَوَقَفَ بِاِزَاءِ الحُسَینِ عَبدُاللّٰهِ بنُ مُسلِمِ بنِ عَقِیلِ بنِ اَبِیطَالِبِ وَاُمُّهُ رُقَیَّةُ بِنتُ عَلِیٍّ"

پس سب سے پہلے جس نے اذن جہاد طلب کیا وہ جناب عبداللہ بن مسلم بن

Presented by www.ziaraat.com

عقیل تھے، جن کی والدہ ماجدہ جناب رقیہ بنت علیؑ تھیں۔ جب جناب عبداللہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت چاہی کہ ماموں جان یہ ناچیز آپؑ پر اپنی جان نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ نے رو کر فرمایا بیٹے تمہاری طرف سے تمہارے باپ مسلم کی شہادت ہی کافی ہے۔ جناب عبداللہ نے عرض کیا: ''ماموں جان! یہ جان اگر بچا بھی لوں تو پھر بھی کس کام کی؟ اور کل قیامت کے دن آپ کے نانا رسول اکرمؐ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟''

پس مظلوم کربلاؑ نے ان کو اجازت دی آپ میدان میں آئے۔ رجز پڑھا اور لشکر بدنہاد پر حملہ آور ہوئے اور تقریباً چار سو سواروں کو فی النار کیا بالآخر ہر طرف سے حملہ ہوا جب آپ زخموں سے چور ہو گئے تو عمرو بن صبیح صیدا اور اسد بن مالک لعنت اللہ علیھما نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ مظلوم کربلا نے جب اس جوان کو گھوڑے سے گرتے ہوئے دیکھا تو میدان میں گئے اور فرمایا:

''قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَ اٰلِ عَقِیلٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔

اللہ تعالیٰ آل عقیل کے قاتل پر لعنت فرمائے اور پھر روتے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

جناب عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد جناب عون بن عبداللہ بن جعفر اذن جہاد لے کر میدان میں اترے اور ایک سو پچاس کفار کو واصل جہنم کرنے کے بعد اپنی جان مولا پر قربان کر دی۔

ان کے بعد جناب قاسمؑ اس حال میں خیمہ سے باہر تشریف لے آئے جیسے چاند بدلیوں کی اوٹ سے نکلتا ہے۔''

''فَوَقَفَ بِاِزَاءِ عَمِّہِ الحُسَینؑ وَقَالَ یَا عَمِّ لَبَّیکَ لَبَّیکَ''

آ کر اپنے چچا کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا: ''چچا جان! میں یتیم بھی اذن جہاد طلب کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ امام مظلومؑ نے بھتیجے کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''یَا نُورَ عَینَیَّ اَنتَ عَلَامَۃٌ مِنْ اَخِی الحُسَینِ''

''بیٹے! تو تو میرے بھائی حسن کی نشانی ہے۔ تو تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ تو میری آنکھوں کا نور ہے۔ میرے دل کا سرور ہے۔ تجھے موت کی اجازت کیسے دے دوں۔ اپنے منہ سے موت کا لفظ کہہ کر میرے دل کو مسموم مت کرو۔''

''قَالَ لَہُ القَاسِمُ یَا عَمِّ کَیفَ اَصبِرُ وَلَا اَمشِی اِلَی المَوتِ وَاِنِّی اَرَاکَ بِلَا نَاصِرٍ وَلَا مُعِینٍ''

قاسمؑ نے رو کر کہا: جب آپ جیسا چچا مصیبت میں مبتلا ہو تو میں بھلا موت کی اجازت کیوں نہ مانگوں؟ جب آپ بے یار و مددگار ہوں ایسے میں میں کیسے صبر کر سکتا ہوں؟''

منتخب اور محرق القلوب جیسی کتب میں منقول ہے کہ جب قاسم نے محسوس کیا کہ چچا کسی طرح بھی جہاد کی اجازت نہیں دے رہے تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے اپنا سر اپنی رانوں پر رکھا اور رونے لگے۔ اور اپنے باپ کی وصیت پر غور کیا کہ بابا نے آخری وقت میں یہ تعویذ دیا تھا! اور کہا تھا جب بہت دل تنگ ہو اور کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا۔

فَحَلَّھَا عَن کَتِفِہٖ وَنَظَرَ اِلٰی کِتَابَتِھَا وَ اِذَا فِیھَا یَا وَلَدِی اِذَا رَاَیتَ عَمَّکَ الحُسَینؑ فِی طَفِّ کَربَلَا بَینَ الاَعدَاءِ. وَحِیدًا فَجُدبِہٖ بِنَفسِکَ

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے اپنے بازوں سے وہ تعویذ کھولا اور اس کی عبارت پڑھی اور جب دیکھا کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ اے نور چشم! جب میدان کربلا میں اپنے چچا حسینؑ کو لشکر اعداء میں گھرا ہوا پاؤ تو ان پر اپنی جان فدا کر دینا۔ پس جناب قاسمؑ اس تعویذ کو وسیلہ بنا کر چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے والد ماجد کی وصیت والی تحریر انہیں دکھائی۔ مظلوم کربلا بھائی کی تحریر دیکھ کر بہت روئے۔ جناب قاسمؑ کا ہاتھ پکڑا اور جناب عباس علمدار کے ساتھ خیمہ میں تشریف لائے۔ بہن زینبؑ سے کہا بہن لباس والا صندوق لاؤ۔ بی بی نے وہ صندوق آپ کی خدمت میں رکھا۔ مظلوم کربلا نے صندوق کھولا اپنے بھائی حسنؑ کی عبا نکال کر یتیم بھتیجے کو پہنائی بھائی کا عمامہ نکالا اور یتیم کے سر پر باندھا۔ جناب قاسمؑ کو خیام سے باہر لائے۔ عمامے کے دونوں پلو قاسم کے سینے پر لٹکائے جیسے مرنے والے کو عمامہ پہنایا جاتا ہے۔ پھر قاسمؑ کو گود میں لے کر گھوڑے پر سوار کرایا۔ پھر بڑی حسرت سے قاسمؑ کو دیکھا اور فرمایا:

”بیٹا جاؤ میں تجھے اللہ کے حوالے کرتا ہوں“

جناب قاسمؑ میدان میں آئے اور عمر بن سعد کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ملعون! تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اور تیرے گھوڑے تو جی بھر کر پانی پیئیں اور اولاد رسول اللہ پیاسی ہو، کل قیامت کے دن جناب رسول خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے؟“

”آپ کی یہ پرتاثیر گفتگو سن کر عمر بن سعد نے اپنے فوجیوں سے کہا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ سحر بیان لڑکا کس خاندان کا چشم و چراغ ہے؟ سب نے کہا۔

نہیں ہم نہیں جانتے کہ یہ کون ہے؟ کیونکہ اس عمر میں اتنی فصاحت و بلاغت سے کلام کرنا کوئی معمولی بات نہیں اور اس صغیر السنی میں اتنی بہادری بھی عرب میں کہیں دیکھنے میں نہیں آئی؟

فَقَالَ عَمَرُ بِنَ سَعدِ هَذٰا قَاسِمُ ابُنِ الُحَسَنَ بنِ عَلِی وَلَهٗ شُجَاعَةٌ مِن اٰبَائِهٖ فَلاَ تُبَارِزُوْهُ وَاحِدًا وَاحِدًا بَلِ احمَلُوا عَلَيْهِ دَفعَةً وَاحِدَةً.

عمر بن سعد نے کہا اسے بچہ نہ سمجھنا یہ قاسم بن حسنؑ بن علیؑ ہے! اسے ...احت وشجاعت ورثہ میں ملی ہے لہٰذا ایک ایک کر کے اس کا مقابلہ نہ کرنا! اس طرح تم میں ...، کوئی بھی اس پر فتح حاصل نہ کر سکے گا۔ بلکہ سارے مل کر اس پر حملہ کرو۔ اتنے میں جنا... قاسم نے بلند آواز سے للکارا هَل مِنْ مُبَارِزٍ ارے بدبختو ہے کوئی میرا ...ابلہ کرنے ...؟ پھر آپ نے یہ رجز پڑھا۔

اِنْ تَنكُرُونِی فَانَا اِبْنُ الْحَسَنَ
سِبطُ النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی الْمُوْتَمَنْ
هٰذَا حُسَیْنٌ کَالاَسِیْرِ الْمُرْتَهَنِ
بَیْنَ اُنَاسٍ لاَسَقَوْا صَوْبَ الْمُزَنِ

اے کوفہ وشام کے رہنے والو! جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا جان لے کہ میں حسنؑ کا بیٹا ہوں جو فرزند رسول ثقلینؐ ہے۔ لعنت ہے تم پر کہ حسینؑ جیسے کریم انسان کو اپنا قیدی بنا رکھا ہے اور تین دن سے اس پر پانی بند کیا ہوا ہے۔ اس تمام ظلم وستم کے سبب خدا تم کو اپنے ابر رحمت سے سیراب نہ کرے۔

آپؑ رجز پڑھنے کے بعد بار بار مقابلے کے لیے بلاتے رہے لیکن کسی کو جرات نہ ہوئی کہ آپ کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ جب آپ نے بار بار للکارا تو ایک بدبخت فوج اشقیاء سے نکلا جس کو شجاعت میں کوفہ وشام والے ایک ہزار سواروں کے برابر شمار کرتے تھے۔ اس نے آتے ہی جناب قاسمؑ کے سر پر وار کرنا چاہا ...

Presented by www.ziaraat.com

نے اس کے وار کو روکا اور اتنی طاقت سے اس کی گردن پر ایسا وار کیا کہ ایک ہی وار سے اس کی گردن تن سے جدا ہو کر دور جا گری۔ اپنے باپ کا یہ حشر دیکھ کر اس کے چار بیٹے بڑے غصے سے آپ پر حملہ آور ہوئے لیکن جناب قاسم نے زور حیدری سے ان سب کو بھی یکے بعد دیگرے واصل جہنم کر دیا۔

پھر آپ نے فوج اشقیاء کو مخاطب کر کے کہا: کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ لیکن پانچ جری اور شجاعت میں اپنی مثال آپ سمجھے جانے والوں کا حشر دیکھ کر کسی میں آپ کے مقابلہ کی جرات نہ ہوئی۔

راوی کہتا ہے کہ آپ کے رعب و دبدبہ کو دیکھ کر جب کوئی آپ کے مقابلہ کے لیے نہ نکلا تو ارزق نامی ایک پہلوان باہر آیا جو فن سپہ گری میں شیطان سے زیادہ مشہور تھا۔ اور اپنی شجاعت پر اتنا مغرور تھا کہ کسی کو اپنا ثانی نہیں سمجھتا تھا۔ وہ بڑے غرور اور غصے میں جنگ کے لیے آیا یہ منظر دیکھ کر امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے اس بدبخت کے لیے بددعا اور یتیم قاسمؑ کے لیے فتح و نصرت کی دعا فرمائی۔ جب وہ ملعون گھوڑا دوڑاتا ہوا جناب قاسمؑ کے پاس پہنچا تو جناب قاسمؑ نے للکار کر کہا: اے بدحواس لعنت ہے تیری شجاعت پر کہ تیرے گھوڑے کا زیر بند کھلا ہوا ہے اور تجھے اس کی کوئی خبر ہی نہیں؟ جب اس نے جناب قاسم یہ طنزیہ گفتگو سنی تو اچانک گھوڑے کے زیر بند کو دیکھنے کے لیے نظر پھیری کہ جناب قاسم نے اس کے سر پر اتنا بھرپور وار کیا کہ تلوار نے اس کے سر سے ہوتے ہوئے گھوڑے کو بھی کاٹ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر جناب قاسمؑ لشکر اشقیاء کے پرچمدار پر حملہ آور ہوئے تو فوج اشقیا نے ہر طرف سے اس چاند کو گھیر لیا۔ تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اتنے زخم آپ کے

نے آواز دی یَا عَمَّاهُ اَدرِکنِی۔ چچا جان! قاسم گھوڑے سے گر گیا۔ جب مظلوم کربلا نے قاسمؑ کی یہ آواز سنی تو بیتاب ہو کر میدان میں آئے۔

فَلَمَّا انجَلَتِ الغَبرَةُ وَجَدَهُ الحُسَینُ اَنَّهُ یَفحَصُ بِرِجلَیهِ التُّرَابَ۔

لیکن جب مظلوم کربلاؑ آپ کے پاس پہنچے تو آپ گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال ہو چکے تھے۔ قاسمؑ کا نازک بدن ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا۔ مولاؑ آپ کے سرہانے بیٹھ گئے۔ رو کر بلند آواز سے کہا بیٹا خدا اس قوم پر لعنت کرے جس نے تیرے جیسے معصوم بچے کو ناحق قتل کیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تیرا چچا تم پر قربان۔ اے بیٹے! تیرے چچا کے لیے یہ مصیبت برداشت کرنا بہت مشکل ہے کہ تو اسے مدد کے لیے پکارے اور وہ مدد نہ کر سکے۔

اَلا لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَى القَومِ الظّٰلِمِینَ

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
18

جناب عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت

اٹھارہویں مجلس

جناب عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت

قَالَ الصَّادِقُ ؑ مَامِنْ بَاکٍ یَبْکِی عَلَی الْحُسَیْنِ ؑ اِلاَّ وَصَلَ فَاطِمَةَ ؑ وَسَعَدَهَا وَوَصَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ وَاَدّٰی حَقَّنَا اَهْلَ الْبَیْتِ ؑ

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام حسینؑ کی مصیبت پر روئے اس نے سیدہ فاطمہ زہرؑ پر اور جناب رسول معظمؐ پر احسان کیا اور ہم اہل بیتؑ کا حق ادا کیا، شیخ نجم الدین محمد بن یوسف بن عبدالحی نے اپنی کتاب مجالس عشرہ میں نقل کیا ہے کہ روز عاشور جب امام مظلومؑ کے سب اصحاب درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور آپ کے رشتہ داروں میں سے بھی کچھ افراد جام شہادت نوش فرما چکے تو جناب عبداللہ بن حسنؑ اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یَا عَمِّیَ الْکَرِیْمِ رُوْحِی لَکَ الْفِدَاءُ یَاْذَنُ لِی عَنِّی اُقَاتِلُ اَعْدَاءَ اللّٰهِ وَاَعْدَائَکَ بَیْنَ یَدَیْکَ

چچا جان مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ اور آپ کے دشمنوں کو قتل کر کے سرخروں ہوسکوں۔ امام حسینؑ نے انتہائی شفقت سے بھتیجے کی طرف دیکھا اور فرمایا: بیٹے! ابھی صبر کرو"

ابھی یہ مکالمہ ہو ہی رہا تھا کہ لشکر اعداء کی طرف سے آواز آئی کہ اے

Presented by www.ziaraat.com

جانثاران حسینؑ تم میں سے کوئی ایسا شجاع ہے کہ جو میدان کارزار میں ہمارا مقابلہ کرے۔ یہ سنا تھا کہ حضرت عبداللہ بن حسنؑ جو شجاعت میں بہت مشہور تھے فوراً مولاؑ سے اجازت لے کر میدان جنگ میں آئے اور آتے ہی فرمایا:

أَيُّهَا الْمُشْرِكُونَ جَاءَ كُمُ الْمُجِيبُ هَا أَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

اے گروہ مشرکین! تم میں سے جو مدعی شجاعت ہے آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ میں حسن بن علیؑ کا بیٹا عبداللہ ہوں"

جب جناب عبداللہ کافی دیر تک انہیں للکارتے رہے اور ان میں سے کوئی بھی آپ کے رعب و دبدبہ کی بناء پر مقابلہ کے لیے نہ نکلا تو آپ بپھرے ہوئے شیر کی مانند لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور لشکر کے پچیس نامور افراد کو قتل کرنے کے بعد اپنے چچا کی خدمت میں پہنچے تو قدموں پر گر کر عرض کیا:

"يَا عَمِّيَ الْكَرِيمَ الْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِي لَوْ كَانَ شَرْبَةُ مَاءٍ لَا فْنَيْتُ جَمِيعَ بِهِ اَعْدَالِک"

چچا مجھے پیاس ہلکان کر رہی ہے۔ اگر ایک گھونٹ پانی مل جاتا تو آپ دیکھتے کہ میں آپ کے دشمنوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑتا۔ مولا نے یہ سنا اور بہت روئے اور کہا بیٹا تھوڑی دیر صبر کرو ابھی نانا مصطفیٰؐ تجھے کوثر سے سیراب کریں گے مولاؑ کے منہ سے صبر کا لفظ سن کر آپ دوبارہ میدان میں آئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ فوج اشقیاء نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا آپ پر تلواروں اور نیزوں کی بارش کر دی گئی۔ آپ نڈھال ہو کر گھوڑے سے گرے اور چچا کو مدد کے

لیئے آواز دی۔ جب مولا نے اپنے یتیم بھتیجے کو گرتے دیکھا تو بے تاب ہو کر آپ کے پاس پہنچے آپ کے زخمی بدن سے کفار کو دور کیا اور ان میں سے بارہ کو واصل جہنم کرنے کے بعد آپ کو اٹھا کر لائے جب بیبیوں نے آپ کو خون میں لت پت دیکھا تو گریہ کا ایک کہرام بپا ہو گیا۔

اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

19

جناب عباس علمدار کی شہادت

انیسویں مجلس

جناب حضرت عباس علمدارؑ کی شہادت

فِی کُتُبِ الْاَخْبَارِ کَالْاَمَالِی وَالْخِصَالِ وَالْبِحَارِ اَنَّ عَلِیَّ ابْنَ الْحُسَیْنِ سَیِّدُ السَّاجِدِیْنَ نَظَرَ اِلٰی عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ اَبِی طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاسْتَعْبَرَ۔

امالی، خصال اور بحار الانوار جیسی معتبر کتب میں معتبر راویوں سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امام زین العابدینؑ نے اپنے چچا جناب عباس ابن علیؑ کی طرف دیکھا اور آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ آپ نے فرمایا جنگ احد کے دن سے سخت ترین دن جناب رسالتمآب کی زندگی میں نہ تھا کیونکہ اس دن آپ کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہوئے۔ اس کے بعد جناب جعفر بن ابی طالبؑ علم دار کی شہادت کا دن آپ کے لیے سخت ترین دن تھا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ پھر آپؑ پر وہ دن سب سے سخت تھا جس دن تیس ہزار دشمنوں نے امام حسینؑ کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا اور ان میں سے ہر بدبخت آپ کے قتل کو تقرب خدا کا باعث سمجھتا تھا۔ جبکہ ہر ملعون اپنے آپ کو امت محمدیہ بھی کہلاتے تھے۔ جبکہ مظلومؑ کربلا نے ایک ایک بے حیا کو وعظ و نصیحت فرمائی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا لیکن انہوں نے آپ کو انتہائی مظلومیت کی حالت میں شہید کر دیا۔ اس کے بعد امام زین العابدینؑ نے فرمایا

Presented by www.ziaraat.com

"رَحِمُ اللّٰهُ عَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ فَلَقَدْ اٰثَرَ وَفَدٰی بِنَفْسِهٖ اَخَاهُ حَتّٰی قُطِعَتْ یَدَاهُ"

"خدا میرے چچا عباس ابن علیؑ کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے ساری زندگی اپنے بھائی کی نصرت میں گزاردی اور دونوں بازو کٹوانے کے بعد اپنی جان بھی بھائی پر نچھاور کردی۔

پس اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں ہاتھوں کے عوض حضرت جعفر طیار کی طرح دو پر عطا فرمائے ہیں جن سے آپ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ اللہ کے ہاں میرے چچا کو وہ منزلت اور تقرب حاصل ہے کہ روز قیامت اس عزت و منزلت کو دیکھ کر تمام شہداء آپ پر رشک کریں گے اور یہ صلہ ہے روز عاشورا اپنے بھائی پر جان قربان کرنے کا"۔

بحار میں روایت ہے کہ جب جناب قاسمؑ بن حسنؑ درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور ان کا جسم نازنین گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال ہو چکا تھا تو جناب عباسؑ بہت زیادہ روئے اور ایک سرد آہ بھر کر شہادت کے لیے بے چین ہو گئے۔ آپ علم لشکر ہاتھوں میں لیے مولاؑ کی خدمت میں اجازت کے لیے حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا: "یا بن رسول اللہ اب اس سے زیادہ ظلم دیکھنے کی غلام میں طاقت نہیں لہٰذا مجھے بھی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ کے یہ الفاظ سن کر مظلوم کربلاؑ بہت روئے اور فرمایا:

"یَا اَخِی کَیْفَ اٰذَنُ لَکَ وَاَنْتَ حَامِلُ لِوَائِی وَعَلَامَةُ مِنْ عَسْکَرِی"

"بھیا عباسؑ! تجھے کیسے اجازت دے دوں تم تو علمدار لشکر ہو اور میری فوج کی آخری نشانی ہو"

اگر تم بھی چلے گئے تو حسینؑ تنہا رہ جائے گا"

یہ سن کر جناب عباسؑ نے عرض کیا:

مولا! میں نے اتنے ظلم دیکھے ہیں کہ میرا کلیجہ پھٹ گیا ہے اور زندگی سے میرا دل تنگ ہو گیا ہے۔ مولاؑ مجھ سے یہ کیسے برداشت ہو سکتا ہے کہ عبداللہؑ و قاسمؑ جیسے معصوم شہید ہو جائیں، حسینؑ سا آقا دشمنوں کے گھیرے میں ہو اور عباسؑ زندہ ہو۔"

روایت کے الفاظ ہیں کہ جناب عباسؑ بار بار اذن طلب کرتے رہے لیکن مظلوم کربلاؑ نے انہیں اجازت نہ دی۔ مقتل ابومخنف میں ہے کہ اپنے بھائی عباسؑ کو اجازت دینے کی بجائے مظلوم کربلاؑ خود آمادۂ شہادت ہوئے اور اسی خیال سے خیام میں تشریف لائے تاکہ مخدرات عصمت و طہارت سے وداع کریں۔ خیام میں پہنچ کر آپ نے اپنی بہن زینبؑ سے فرمایا:

"بہن میرے سارے اعوان و انصار حسینؑ کی حمایت اور میری نصرت میں راہی جنت ہو چکے ہیں اب میں خود کلمہ حق کی سربلندی کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ اور تم سب کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں چونکہ آپ تمام اہل بیتؑ سے بڑی ہیں۔ میری آپ سے وصیت ہے کہ میرے بعد ان مخدرات عصمت کی نگہبانی کرنا اور ان کی حفاظت اپنے اوپر فرض سمجھنا اور میرے شیر خوار بیٹے عبداللہ کا خصوصی خیال رکھنا کیونکہ یہ نور نظر مجھے بہت پیارا ہے"

جب جناب زینبؑ نے بھائی کی یہ وصیت سنی تو تڑپ گئیں اور بہت روئیں اور عرض کیا:

"اے ماں جائے! مجھے کس کے بارے میں وصیت کر رہے ہو۔ یہ عبداللہ شدت پیاس سے جان بلب ہے اور بعید نہیں کہ شدت تشنگی سے عنقریب انتقال کر

Presented by www.ziaraat.com

جائے۔ بھائی کیا کریں پانی تو ہمیں میسر ہی نہیں کہ اس شیر خوار کو پلاسکیں شدت پیاس اور پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس کی ماں کا دودھ بھی خشک ہوگیا ہے۔ یہ سن کر مظلوم کربلاؑ انتہائی بے کسی اور بے قراری سے خیام سے باہر آئے اور جناب عباسؑ سے کہا:

''بھائی عباس! جنگ کے لیے نہیں بلکہ میں آپ کو پانی لانے کی اجازت دے رہا ہوں کیونکہ عبداللہ قریب المرگ ہے۔ جب جناب عباسؑ نے یہ الفاظ سنے تو انتہائی عاجزی سے عرض کیا:

یَاسَیِّدِی سَمْعًا وَ طَاعَةً۔ ''میرے سردار! عباسؑ حاضر ہے''

یہ کہہ کر آب فرات کی طرف چلنے لگے۔ اچانک مولا حسینؑ نے کہا بھائی جانے سے پہلے اہل خیام سے وداع کرلو۔ جناب عباس مولا کے حکم سے خیام میں گئے، اور کہا تم اہل بیتؑ اطہار پر مجھ عباسؑ کا آخری سلام ہو۔ یہ سننا تھا کہ خیام کے اندر ایک کہرام مچ گیا۔ تمام بیبیوں نے عباسؑ کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے کر سر برہنہ رونا پیٹنا شروع کیا کوئی بی بی ہائے عباس کہہ کر رو رہی تھی تو کوئی ہائے بھائی کہہ کر کوئی ہائے مولا کہہ کر تو کوئی ہائے چچا کہہ کر جناب عباسؑ سے لپٹ رہی تھی۔ اہل حرم کی یہ گریہ وزاری قیامت کا منظر پیش کر رہی تھی۔ جناب عباسؑ رخصت ہونا چاہتے تھے لیکن ساری بیبیاں بے تابی سے آپ سے لپٹ گئیں۔ اتنے میں جناب عباس کے کانوں میں مظلوم کربلاؑ کی آواز آئی:

''یا عَبَّاس ادرک اخاک''

''بھیا عباس! جلدی مجھ تک پہنچو'' ظالموں نے مجھے گھیر لیا ہے یہ سننا تھا کہ جناب عباسؑ بیبیوں کو روتا پیٹتا چھوڑ کر انتہائی تیزی سے اپنے آقا کے پاس پہنچے۔ دیکھا

کہ قوم اشرار نے مظلومؑ کو گھیرا ہوا ہے آپ نے ایک بھرے ہوئے شیر کی مانند ان پر حملہ کیا۔ اتنے بدبختوں کو واصل جہنم کیا کہ ان کی تعداد شمار سے باہر تھی۔ جب تمام لعین دور ہٹ گئے تو آپ مولاؑ سے اجازت لے کر فرات کی جانب چلے۔ دریائے فرات میں گھوڑا کو ڈالا مشک بھری۔

''وَ اَرَادَ اَنْ یَّشْرَبَ مِنَ الْمَاءِ جُرْعَةً لِشِدَّةِ عَطْشِهٖ''

اور شدت پیاس سے مغلوب ہو کر چلو میں پانی لے کر پینے کا ارادہ کیا کہ اچانک

فَذَكَرَ عَطَشَ اَخِيهِ الْحُسَيْنِؑ وَ عَطَشَ اَطْفَالِهٖ وَ رَمَى الْمَاءَ مِنْ يَدِهٖ
وَقَالَ لِنَفْسِهٖ يَا عَبَّاسُ اَتَشْرَبُ الْمَاءَ وَسَيِّدِیَ الْحُسَيْنُؑ ظَمَانٌ''

اپنے بھائی حسینؑ اور ان کے بچوں کی پیاس یاد آگئی اور اپنے آپ سے کہا عباسؑ یہ وفا اور محبت کے خلاف ہے کہ تو پانی پی لے جبکہ فرزند رسول پیاسا ہو۔ اصغرؑ اور سکینہؑ شدت پیاس سے جان بلب ہوں۔ یہ کہا اور پانی دریا میں گرادیا۔ مشک کاندھے پر رکھی، باہر نکلے اور خیام کی طرف چل دیئے۔ جب عمر بن سعد نے یہ دیکھا تو اپنی فوج کو پکار کر کہا لعنت ہو تم پر عباسؑ پانی لے کر خیام میں جارہا ہے اور تم میں اسے روکنے کی طاقت نہیں۔ یاد رکھو اگر یہ پانی حسینؑ تک پہنچ گیا تو تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں بچ سکے گا۔ کیونکہ مسلسل پیاس ہی نے تو حسینؑ کو نڈھال کر رکھا ہے اگر اس نے ایک گھونٹ پانی پی لیا تو قیامت تک تم اس کا مقابلہ نہ کرسکو گے اور اگر تمام دنیا مل کر بھی اس شیر کا مقابلہ کرنا چاہے گی تو اس پر فتح حاصل نہ کرسکے گی۔ لہٰذا۔

''فَاحْمِلُوْا عَلَيْهِ حَمْلَةَ وَاحِدٍ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ''

عباس پر ہر طرف سے تلواروں، تیروں اور نیزوں سے حملہ کردو اس کے قتل کی اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی۔

Presented by www.ziaraat.com

راوی کہتا ہے کہ عمر بن سعد کے یہ الفاظ سن کر ان لعینوں نے آپ پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کی بارش کر دی لیکن حیدر کرارؑ کا فرزند زخموں کی پروا نہ کرتے ہوئے خیام کی طرف چلے جا رہے تھے کہ اچانک ایک نامراد نے گھات میں بیٹھ کر آپ کے دائیں بازو پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ آپ کا دایاں بازو کٹ کر زمین پر گر پڑا۔

"فَحَمَلَ الْعَبَّاسُ الرَّکْوَةَ عَلٰی عَاتِقِهِ الْاَیْسَرِ"

عباسؑ نے مشک بائیں کاندھے پر رکھی۔ اس ملعون نے بائیں بازو پر وار کیا بازو کٹ گیا لیکن آپ نے مشک گرنے نہ دی بلکہ "حَمَلَ الرَّکْوَةَ بِاَسْنَانِهٖ" آپ نے مشک اپنے دانتوں سے پکڑ لی۔ اور خیام کی جانب چلتے رہے۔ آپ نے پوری کوشش کی کہ کس طرح یہ پانی حسینؑ کی خدمت تک پہنچ جائے لیکن ایک حرامی نے تیر مشک میں مارا پانی بہنے لگا لیکن آپ چلتے رہے کہ اچانک ایک ملعون نے آپ کے سر اقدس پر ایک آہنی گرز اتنی شدت سے مارا کہ آپ کا سر اقدس شق ہو گیا اور آپ نڈھال ہو کر گھوڑے سے گرے اور آواز دی۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رُوْحِی لَکَ الْفِدَاءُ"

اے رسول اللہ کے بیٹے میرا آخری سلام ہو میری روح آپ پر فدا ہو میرا آخری سلام قبول کیجئے۔

یہ آواز جب مظلوم کربلاؑ نے سنی تو تڑپ کر آپ کی طرف دوڑے اور فرمایا "وَاَخَاهُ وَ عَبَّاسَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ" ہائے میرے بھائی، ہائے عباسؑ اب میں تنہا رہ گیا۔ میرا کوئی مددگار باقی نہ رہا۔ آلآن اِنْکَسَرَ ظَهْرِی وَ قَلَّتْ حِیْلَتِی. عباسؑ میری کمر ٹوٹ گئی۔ تمہارا حسینؑ غریب ہو گیا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس 20

جناب حضرت عباسؑ علمدار کی شہادت

(بروایتِ دیگر)

Presented by www.ziaraat.com

بیسویں مجلس

جناب حضرت عباس علمدارؑ کی شہادت

قَالَ الصَّادِقُ مَامِنْ عَبْدٍ يُحْشَرُ اِلَّا وَعَيْنَاهُ بَاكِيَةٌ اِلَّا الْبَاكِيْنَ عَلٰى جَدِّيَ الْحُسَيْنِ فَاِنَّهٗ يُحْشَرُ وَعَيْنَاهُ قَدِيْرَةٌ وَالسُّرُوْرُ عَلٰى وَجْهِهٖ.

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہر شخص روز قیامت اشک بار محشور ہوگا لیکن میرے جد بزرگوار حسین علیہ السلام کے غم میں رونے والا شاداں ومسرور محشور ہوگا۔

میدان حشر میں ہر کوئی بید کی جھڑی کی طرح خوب قیامت سے لرزاں ہوگا لیکن میرے جد کے ماتم دار جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء کی خدمت میں خوش خوش بیٹھے ہوں گے اور امام حسینؑ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو رہے ہوں گے اتنے میں ملائکہ آکر کہیں گے کہ اے عزاداران حسین اٹھو جنت میں چلو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجر کے بدلے میں تمہیں داخل جنت کرنے کا حکم دیا ہے۔ دوسری طرف سے حوران بہشتی کی طرف سے ان کو پیغام ملے گا کہ جلدی جنت میں آؤ کہ حور وغلمان کتنی دیر سے تمہاری زیارت کے مشتاق انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن عزاداران حسینی اپنے مولا کی زیارت سے اتنے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ ان کو مولا کی خدمت سے اٹھ کر جنت میں جانا گوارا نہ ہوگا۔ پس وہ اپنے مولا کے ہمراہ جنت میں داخل ہوں گے۔

پس اے موالیان حیدر کرارؑ! اللہ تعالیٰ روز قیامت ہمیں امام مظلوم کے ماتم داروں میں شمار فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ مظلوم کا غم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ مفید کتاب ارشاد میں نقل کرتے ہیں کہ جناب عباس علمدارؑ اتنے خوبصورت وسیمیں بدن تھے کہ "يُقَالُ لَهٗ قَمَرُ بَنِيْ هَاشِمٍ لِحُسْنِهٖ" اہل مدینہ آپ کو "بنی ہاشم کا چاند کہہ کر پکارتے تھے اور آپ نیزہ بازی شمشیر زنی اور تیر اندازی میں عدیم المثال تھے۔ آپ اتنے شجاع اور بہادر تھے کہ پورے عرب میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ میدان جنگ میں کوئی آپ کے مقابلہ کے لیے نہیں نکلتا تھا۔ مظلوم کربلا کو اپنے اس وفا شعار بھائی سے اتنی محبت تھی کہ تمام اعوان وانصار کو قربان کرنے کے بعد بھی آپ نے بار بار اذن جہاد طلب کرنے پر جازت مرحمت نہ فرمائی۔ کیونکہ مظلوم کو اپنے اس بھائی کی مفارقت گوارا نہ تھی۔ آخر کار جب اذن جہاد نہ ملا اور صرف پانی پلانے کا حکم ملا تو آپ دریائے فرات کی طرف چل دیئے۔ مشک کو پانی سے بھرا۔ واپس لوٹے جب عمر سعد نے دیکھا تو اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ کسی بھی صورت پانی خیام تک نہیں پہنچنا چاہیے کیونکہ اگر پانی پہنچ گیا تو قیامت تک تم حسینؑ پر فتح حاصل نہ کرسکو گے۔

بس عباسؑ پر حملہ کردو۔ یہ سننا تھا کہ لشکر یزید نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا جناب عباسؑ مشک کو بچاتے رہے یہاں تک کہ آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زین سے زمین پر گرے اور اپنے مولا کو پکار کر کہا۔

"عَلَيْكَ سَلَامُ يَا بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَى الرَّغْمِ مِنِّيْ يَا اَخِيْ نَزَلَ الْبَلَاءُ"

اے فرزند رسول! میرا آخری سلام قبول فرمایئے۔ مولا میرتے ہوئے آپ پر اتنے ظلم ہوئے جن کو دیکھنے کی عباس میں طاقت نہ تھی۔ ہائے افسوس! عباسؑ حق وفا ادا

Presented by www.ziaraat.com

نہ کر سکا۔ یہ سننا تھا کہ مظلوم کربلا گرتے پڑتے جناب عباس کے پاس پہنچے بھائی کا سر گود میں لیا اور کہا اے بھیا عباسؑ خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ تم نے ہر مشکل وقت میں مجھ حسینؑ کا ساتھ دیا ہے۔ عباس تیرے جانے سے میری کمر ٹوٹ گئی۔ بھیا کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم جیسے حسینؑ بھائی کی لاش کو ریت اور خون میں لت پت دیکھوں۔

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ علی القومِ الظّالِمِینَ

وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَنقَلِبُونَ

☆☆☆☆

مجلس 21

شہزادہ علی اکبر کی شہادت

Presented by www.ziaraat.com

اکیسویں مجلس

شہزادہ علی اکبر کی شہادت

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ "كُلُّ الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ مَكْرُوْهٌ سِوَى الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ''کسی بھی رنج و بلا میں مبتلا ہو کر بے تاب ہونا اور گریہ و زاری کرنا مکروہ ہے سوائے غم حسینؑ میں رونے کے، جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث اور گناہان کبیرہ سے بخشش اور مغفرت کا موجب ہے''

عزادارانِ مظلوم کربلا! کتنے افسوس و حسرت کا مقام ہے کہ جس طرح اہل بیتؑ کا گھرانہ اجڑا ہے کائنات میں کوئی گھر اس طرح نہیں اجڑا۔ وہ گھر جو جبرائیلؑ، میکائیلؑ کی سجدہ گاہ تھا۔ جو توحید کا مرکز تھا۔ جس گھر سے ہر وقت تکبیر و تحلیل کی آواز بلند ہوا کرتی تھیں۔ وہ گھر جس سے ہر وقت قرآن پاک کی صدائے تلاوت سنائی دیتی تھی۔ وہ گھر جس میں اولادِ نبی مختار قیام پذیر تھی لوگوں نے اس گھر کو اس طرح لوٹا ہے کہ اس کے رہنے والوں میں سے کسی کو شمشیر جفا کے ساتھ، کسی کو سم جفا کے ساتھ راہی دار بقا کیا ہے۔ کسی کی قبر طوس میں ہے تو کسی کا مدفن بغداد ہے۔ کوئی مدینہ میں ہے تو کوئی نجف اشرف میں ہے۔ اور ان میں سے سب سے بڑھ کر مظلوم حسینؑ ہیں جن کو سترہ اعزا کے ساتھ تین دن کے بھوکے پیاسے شہید کر دیا گیا۔ جن کے مقدس لاشے

تین دن تک بے گور و کفن تپتی ہوئی ریت پر پڑے رہے۔ جن میں امام حسینؑ، جناب عباسؑ اور جناب علی اکبرؑ کے علاوہ کسی کے مزار کا پتہ نہیں کیونکہ بنی اسد نے صرف ان تین حضرات کو الگ الگ جگہ پر دفن کیا تھا۔ پتہ نہیں ظالموں نے کس بے دردی کے ساتھ اس گھر کو لوٹا تھا کہ صرف چند گھنٹوں میں اس گھر کے سترہ چاند خاک کربلا کے نیچے پنہاں ہو گئے۔ پس اس مظلوم امامؑ کے غم میں آنسو بہاؤ جنہوں نے انواع و اقسام کے مصائب برداشت کرنے کے بعد اس دار فانی سے کوچ کیا۔ اس مظلومؑ کی مظلومیت پر گریہ کرو جس نے انصار و اعوان کے پے در پے مظالم کے داغ سینہ پر لے کر آخری سجدہ کیا۔ یقیناً مظلوم کربلا پر اپنے ہر ساتھی اور عزیز کی شہادت کا داغ صبر آزما تھا اور آپ ہر ساتھی کی شہادت پر روتے تڑپتے اور آنسو بہاتے رہے لیکن دو شہادتیں آپ کے لیے بہت دشوار اور سخت تھیں۔ ایک شہادت آپ کے بھائی عباسؑ وفادار کی تھی اور دوسری شہادت جوان بیٹے علی اکبرؑ کی تھی کیونکہ جناب عباسؑ کی شہادت سے آپ کی کمر ٹوٹ گئی اور علی اکبرؑ کی شہادت پر آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی۔

ارشاد مفید اور مقتل ابو مخنف میں ہے کہ جب جناب عباس علمدارؑ کی شہادت ہو چکی تو فوج اشقیاء نے کہا اصحاب حسینؑ میں سے کوئی ہے تو میدان میں آئے؟ جب یہ آواز خیام میں جناب علی اکبرؑ نے سنی تو فوراً بے تاب ہو کر خیام سے باہر آئے۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت علی اکبرؑ باہر نکلنے لگے تو بیبیوں نے بے تاب ہو کر آپ کے دامن کو پکڑ لیا اور بلند آواز سے رونے لگیں جناب علی اکبرؑ نے بڑی مشکل سے اپنا دامن چھڑایا اور اپنے مظلوم والد کی خدمت میں پہنچے۔ اذن جہاد طلب کیا۔

"فَنَظَرَ اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ وَبَكٰى وَرَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ"

''پس حسینؑ نے بیٹے کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے آسمان کی طرف

Presented by www.ziaraat.com

دیکھا"۔

"وَقَالَ اللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَاِنَّھُمْ قَتَلُوْا اَصْحَابِی وَاَوْلَادِی وَقَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَھُہُ النَّاسِ خَلْقًا وَخُلْقًا وَ مَنْطِقًا بِرَسُوْلِکَ"

"خدایا! گواہ رہنا اس ظالم قوم نے میرے سارے اعوان وانصار کو ناحق شہید کر دیا اب میں ان کے مقابلے میں اس جوان کو بھیج رہا ہوں جو صورت وسیرت گفتار و رفتار میں تیرے نبیؐ کے مشابہ ہے۔ جس وقت اپنے نانے کی زیارت کا مشتاق ہوتا اس کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ خدایا! حسینؑ اب اس زیارت سے محروم ہونے والا ہے۔ خدایا! حسینؑ غریب ہو گیا۔ اے قہار اس ظالم قوم کو اپنی رحمت سے دور رکھ۔ اس پر سے زمین کی برکات اٹھالے۔ خدایا انہوں نے مجھے دھوکے سے بلایا اور میرے سارے جانثاروں کو قربانی کے جانوروں کی طرح انتہائی مظلومیت کے عالم میں ذبح کر دیا"۔

پھر آپ نے ابن سعد کو مخاطب کر کے کہا:

"اے ابن سعد! جس طرح تو نے میرے اقرباء کو قتل کیا ہے خدا تیرے اقرباء کو بھی ایسے ہی قتل کرے، تیرے کسی کام میں برکت نہ دے۔ اور خدا تیرے اوپر ایسے شخص کو مسلط کرے جو تجھے تیرے بستر پر قتل کرے"

سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ جب مظلوم امام نے بیٹے کو اذن جہاد کے لیے مصر پایا تو نگاہ حسرت سے جوان بیٹے کو سر تا پا دیکھا اور فرمایا:

"بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ"

اللہ تجھے برکت عطا فرمائے

پس جناب علی اکبر میدان کارزار میں آئے اور درج ذیل رجز پڑھا ہے۔

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ
نَحْنُ وَبَیْتُ اللّٰہِ اَوْلٰی بِالنَّبِیِّ
تَاللّٰہِ لَا یَحْکُمُ فِیْنَا ابْنُ الدَّعِی
وَاَطْعَنُکُمْ بِالرُّمْحِ حَتّٰی یَنْثَنِی

اے کوفہ وشام کے رہنے والو! آگاہ رہو میں حسینؑ بن علیؑ کا بیٹا علی اکبرؑ ہوں۔ رب کعبہ کی قسم ہم وہ اہل بیت رسولؐ ہیں جن کی محبت سب پر فرض کی گئی ہے۔ ہم سے زیادہ اور کوئی رسول معظمؐ کا قریبی نہیں۔ میں کسی ولد الزنا کے تابع ہونے سے مرنے کو ترجیح دیتا ہوں اور باوجود کم سنی کے تمہارے سینوں پر اتنے نیزے ماروں گا کہ میرا نیزہ تمہارے سینوں کو توڑ کر پار نکل جائے۔ اے غدار لوگو! میں اپنے والد ماجد کی حمایت ونصرت میں ایسی تلوار چلاؤں گا کہ رہتی دنیا تک یہ پتہ چل جائے کہ ایک ہاشمی، علوی جوان نے شدت تشنگی کے باوجود کیسی دلیرانہ ہمت وجرأت سے جنگ کی تھی۔

مقتل ابی مخنف میں ہے کہ مندرجہ بالا رجز پڑھنے کے بعد جناب علی اکبر نے کئی مرتبہ ھل من مبارز یعنی کوئی ہے میرا مقابلہ کرنیوالا کہا۔ لیکن آپ کی پرشجاعت آواز سن کر کسی میں مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر آپ نے خود ہی گھوڑے کو آگے بڑھایا اور تلوار لہراتے ہوئے لشکر یزید پر حملہ آور ہوئے اور اس حملے میں تقریباً تین سو پچاس اشقیا کو فی النار کیا۔ آپ کے اس حملے سے لشکر کفار میں بھگدڑ مچ گئی کوئی آپ کا سامنا کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوتا تھا۔ جب سب اشقیا بھاگ کھڑے ہوئے تو شدت پیاس سے جان بلب ہو کر آپ واپس اپنے والد گرامی کے پاس آئے۔ خدمت اقدس میں پہنچ کر عرض کیا: "یا ابتاہ العطش قد قتلنی ......"

Presented by www.ziaraat.com

''بابا شدت پیاس سے میرا جگر کباب ہوا جاتا ہے' یہ پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ بابا اگر تھوڑا سا پانی مل جائے تو دیکھنا آپ کا بیٹا کس طرح جہاد کرتا ہے۔ جب مظلومؑ باپ نے جوان بیٹے کے یہ الفاظ سنے تو مولا رونے لگے اور فرمایا: ''اے میرے نورِ نظر! اس سے بڑھ کر تیرے باپ پر کیا مصیبت ہوگی کہ تجھ جیسا جوان بیٹا پانی مانگے اور میں پانی نہ دے سکوں۔ بیٹا پانی کہاں؟ بیٹا ایسے کرو کہ اپنی خشک زبان میرے منہ میں رکھو شائد کچھ تسکین ہو جائے۔ علی اکبرؑ آگے بڑھے اپنی زبان بابا کے منہ میں رکھی لیکن فوراً نکال لی۔ وبکی وقال یا ابتاہ لسانک ایبس من لسانی اور روتے ہوئے عرض کیا:

''بابا قربان جاؤں آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے۔''

''پس مظلوم کربلاؑ نے اپنے نانا حضرت محمدؐ کی انگوٹھی اتار کر علی اکبرؑ کو دی اور کہا: ''بیٹا اس کو منہ میں رکھو اور جہاد کرو۔ عنقریب اپنے جد بزرگوار کے ہاتھوں جام کوثر سے سیراب ہوگے'' جناب علی اکبرؑ دوبارہ میدان کارزار میں آئے اور ایک بھرپور حملہ کیا اور کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ بالآخر ایک سفاک نے جس کا نام مرہ بن منقذ بن نعمان عبدی تھا بڑھ کر آپ کے سر اقدس پر وار کیا آپ زین سے زمین پر تشریف لائے۔ ایک بدخصلت نے بڑھ کر آپ کے سینہ میں برچھی ماری۔ ادھر علی اکبرؑ نے اپنے بابا کو آواز دی: ''اے پدر بزرگوار! آپؑ کا علی اکبرؑ گر گیا۔ جب مظلوم کربلاؑ نے یہ آواز سنی تو آپؑ کی آنکھوں کی روشنی گل ہوگئی۔ گرتے پڑتے علی اکبرؑ کے پاس پہنچے سر اقدس گود میں لیا۔ چہرے سے خون صاف کیا اور فرمایا: ''علی اکبرؑ اپنے مظلومؑ باپ کو تنہا چھوڑ کر جا رہے ہو بیٹے تمہارے بعد اس دنیا میں کوئی رونق نہیں رہی۔ خاک ہو ایسی زندگی پر۔

علی اکبرؑ تیرا قاتل کتنا بے حیا تھا کہ تیری جوانی پر اس کو رحم نہ آیا۔ خدا تیرے قاتلوں کو قتل کرے''

حمید بن مسلم روایت کرتا ہے کہ جب علی اکبرؑ کی شہادت کی خبر خیام میں پہنچی تو میں نے دیکھا کہ ایک باعفت وعصمت مریم سیرت بی بی روتی پیٹتی خیام سے باہر آئی اور گرتے پڑتے لاش علی اکبرؑ پر پہنچی جب اس ہاشمی چاند کو دیکھا تو شدت کرب کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی مظلوم کربلاؑ نے اس کو سنبھالا جب ہوش آیا تو امام نے رو کر کہا:

''اے بہن! رضائے خدا پر راضی رہو اس عظیم مصیبت پر صبر کرو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے'' پس بڑی مشکل سے آپ نے بی بی کو لاش علی اکبرؑ سے جدا کیا اور خیمہ گاہ میں لائے۔

حمید کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ بی بی کون ہے میں نے لشکر میں سے ایک سے پوچھا تو اس نے کہا تجھے پتہ نہیں یہ حسینؑ کی بہن زینبؑ ہے جس نے اس نوجوان کو پالا ہے۔

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰالِمِین

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
22
شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت

بائیسویں مجلس
شہزادہ علی اصغر کی شہادت

قَالَ الصَّادِقُ بَكَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ وَالْوُحُوْشُ وَالطُّيُوْرُ عَلٰى الْحُسَيْنَ حَتّٰى زَرَفَتْ بِدُمُوْعِهَا.

چھٹے لال ولایت امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار امام حسینؑ کی مصیبت پر جن وانس اور چرند پرند تمام نے آنسو بہائے اور گریہ کیا۔

اے عزادارانِ حسینؑ! جس مظلوم کی مظلومیت اور مصائب پر چرند پرند سب گریہ کناں ہوں بھلا ہم اس مظلومؑ پر گریہ کیسے نہ کریں۔

کتاب منتخب اور مقتل ابی مخنف میں ہے کہ جب مظلوم کربلاؑ اپنے سارے جانثاروں کو راہ خدا میں قربان کر چکے اور سوائے چند خورد سال بچوں اور خواتین عصمت و طہارت کے اور کوئی نہ رہا اس عالم تنہائی میں مولاؑ نے اپنے بھائیوں بیٹوں، بھتیجوں، بھانجوں اور دوسرے جانثاروں کی لاشوں کو گرم ریت پر پڑے دیکھا تو بہت روئے اور فرمایا:

"واغربتاهُ وقِلّةَ ناصراهُ"

"ہائے غریبی میرا کوئی مددگار باقی نہ رہا"۔

پس آپ خود اہل حرم سے وداع کے لیے آئے۔ در خیمہ پر پہنچ کر آپؑ نے

Presented by www.ziaraat.com

فرمایا:

"یَا اُخْتِی زَیْنَبُ وَ یَا اُخْتِی اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ یَاسُکَیْنَۃُ وَیَارُبَابُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ"

"اے میری بہن زینبؑ وام کلثومؑ! اے سکینہؑ! اور اے ربابؑ! میرا آخری سلام قبول کیجیے میں جہاد کے لیے رخصت ہو رہا ہوں اور تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں"

جب بیبیوں نے یہ آواز سنی تو روتی پیٹتیں آپ کے پاس پہنچیں۔ کسی بی بی نے مولا کے دامن کو پکڑ لیا' کوئی بی بی گھوڑے کے سموں پر گر پڑی۔ ہر طرف سے رونے پیٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ مظلوم کربلاؑ اپنی بہن زینب کے قریب آئے اور کہا: اے بہن!

"اِنِّی بَارِزٌ اِلٰی ھٰؤُلَاءِ الْکُفَّارِ وَعَلَیَّ بِھٰذَا الطِّفْلِ الرَّضِیْعِ فَاِنِّی اَرَاہُ عَطْشَانًا"

میں اپنی قربانی پیش کرنے کے لیے جا رہا ہوں لیکن اس شیر خوار علی اصغرؑ کا رنگ شدت پیاس سے متغیر ہو رہا ہے میں اس کے لیے پانی کی کوشش کرتا ہوں"

جب زینبؑ نے رو کر کہا: اے ماں جائے! میری جان آپؑ پر قربان ہو علی اصغرؑ کی حالت غیر کیوں نہ ہو وَھُوَ مُنْذُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ لَمْ یَذُقْ قَطْرَۃً مِنَ الْمَاءِ اس نے تین دن سے ایک قطرہ پانی بھی نہیں پیا اور شدت پیاس سے اس کی ماں کا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے۔"

پس مظلوم کربلاؑ نے علی اصغرؑ کو ہاتھوں پر اٹھایا اس کے نازک خشک ہونٹوں

کو دیکھ کر گریہ فرمایا: اسے پیار کیا اور لشکر اشقیاء کے سامنے لائے۔ آپ نے علی اصغرؑ کو ہاتھوں پر اتنا بلند کیا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پس آپ نے اتمام حجت کی خاطر لشکر کفار کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اے اہل کوفہ وشام کیا نبی آخر الزمان نے تمہیں وصیت کی تھی کہ میری اولاد کے ساتھ دشمنی کرنا اور انہیں ظلم وستم سے شہید کرنا؟ مقام حیرت ہے کہ تمہارے گھوڑے بھی پانی سے سیراب ہوں، کتے اور خنزیر بھی پانی پییں لیکن اولاد مصطفیؐ پیاسی رہے اور وضو کی بجائے تیمم سے نماز پڑھے۔ اے ظالم قوم اگرچہ ہم سب شدت پیاس سے جان بلب ہیں اور تین دن سے تم نے ہم پر پانی بند کیا ہوا ہے لیکن اس معصومؑ بچہ نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے؟ اس کو تین دن سے ایک قطرہ پانی نہیں ملا؟ اے بدکردارو! اگر تمہارے باطل خیال میں میں واجب القتل اور گناہ گار ہوں تو مجھے مارو لیکن یہ شیر خوار بچہ تو بے گناہ ہے۔ اس پر رحم کرو اور ایک گھونٹ پانی اسے پلا دو۔" مقتل ابو مخنف میں ہے کہ ابھی مولاؑ اتمام حجت ہی کر رہے تھے کہ ایک ظالم نے ایسا زہر آلود تیر مارا کہ وہ علی اصغرؑ کے ایک کان سے دوسرے کان تک ذبح کرتا ہوا گزر گیا۔ علی اصغر باپؑ کے ہاتھوں پر تڑپے، باپ کی طرف دیکھا تبسم کیا اور خالق حقیقی کی بارگاہ میں جا پہنچے۔

امام ثالثؑ علی اصغرؑ کو لے کر خیام میں آئے۔ جناب ربابؑ کے ہاتھوں پر علی اصغرؑ کو رکھا اور کہا:

"رباب اس عظیم مصیبت پر صبر کرو" جناب رباب اپنے ننھے بیٹے کے گلے سے خون صاف کرتی جاتیں اور اس کے خشک لبوں پر بوسے دیتیں اور کہتیں: "علی اصغر تیری کم سنی پر کسی ظالم کو رحم نہ آیا" راوی کہتا ہے کہ جب مظلوم کربلاؑ نے جناب رباب کا یہ حال دیکھا تو علی اصغرؑ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا، گنج شہدا میں آئے پہلو سے تلوار نکالی

Presented by www.ziaraat.com

ایک چھوٹی سے قبر کھودی علی اصغر کو اس قبر میں لٹایا۔ اس چاند سی صورت کو خاک میں چھپانے کے بعد روتے ہوئے فرمایا:

''اے نورِ نظر! اے علی اصغرؑ جب تک زندہ رہوں گا تیری مظلومیت پر رویا کروں گا یہاں تک کہ تیرے پاس پہنچ جاؤں''

اَلا لَعنَةُ اللهِ عَلَى القَومِ الظّالِمِینَ

☆☆☆☆☆

مجلس 23

شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت

بروایتِ دیگر

Presented by www.ziaraat.com

تیئسویں مجلس

شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت

(بروایت دیگر)

کتب احادیث میں ثقہ راوی سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے ساق عرش پر محمدؐ و آل محمدؐ کے اسماگرامی لکھے ہوئے دیکھے تو بڑی چاہت سے ان کو پڑھنا شروع کیا اور بہت خوش ہوئے جونہی آپؑ نے حضرت امام حسینؑ کا اسم گرامی پڑھا آپ رونے لگے اور جبرئیلؑ امین سے پوچھا:

''اے جبرئیل! کیا وجہ ہے کہ جب میں نے جناب محمد مصطفیٰؐ، جناب علی مرتضیٰ، جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب امام حسنؑ کے اسمائے مقدسہ پڑھے تو میرے دل کو ایک سرور اور انتہا درجے کی خوشی محسوس ہوئی لیکن جب سے میں نے امام حسینؑ کا نام پڑھا ہے میرا دل غم سے پھٹا جارہا ہے اور بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ہیں۔

جناب جبرئیلؑ نے عرض کیا:

''اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کے دلبند اور آپ کے اس عظیم فرزند پر وہ مصائب و آلام وارد ہوں گی کہ جن کے سامنے دنیا کی ساری مصیبتیں کم تر ہوں گی یہ سن کر جناب آدمؑ نے کہا جبرائیل! ان مصائب سے مجھے آگاہ کرو۔''

''اے اللہ کے نبی! آپ کا یہ بیٹا بے وطن کر کے تین دن کا بھوکا پیاسا بے جرم وخطا قتل کر دیا جائے گا۔ اس وقت آپ کا یہ فرزند اپنے نانا کی امت کے ایک ایک فرد کو اپنی نصرت کے لیے پکارے گا لیکن کوئی اس کا حامی وناصر نہ ہوگا۔ اس مظلومؑ پر ہر طرف سے تیر اور نیزے برسائے جائیں گے۔ ہر طرف سے تلواروں کی بوچھاڑ ہوگی۔ اسے پس گردن شہید کیا جائے گا۔ اس کے سراقدس کو تن سے جدا کر کے نوک نیزہ پر سوار کیا جائے گا اور جسم اطہر کو بے گور و کفن خاک وخون میں غلطان گرم ریت پر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ آپؑ کی شہادت کے بعد آپ کے اہل حرم کے خیام کو آگ لگادی جائے گی۔ اہل حرم کو سر برہنہ قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا جائے گا۔''

یہ سن کر جناب آدمؑ اس طرح بے تاب ہو کر روئے جیسے کوئی ماں جوان بیٹے کے غم میں روتی ہے۔ کتاب ''منتخب'' میں ہے کہ جب مظلوم کربلا کے سارے جانثار جام شہادت نوش کر چکے اور آپ کا کوئی مونس وغم خوار نہ بچا تو آپ خود آمادۂ شہادت ہوئے۔ اچانک آپ کے کانوں میں اہل حرم کے رونے کی آواز آئی۔ آپ خیام گاہ میں تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ شیرخوار علی اصغرؑ جاں بلب ہے اور اس کی یہ حالت دیکھ کر اہل حرم اس کے گرد جمع ہو کر گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ مظلوم کربلاؑ یہ دیکھ کر سخت مضطرب ہوئے۔ آپ نے اپنی بہن زینبؑ سے کہا: ''بہن! یہ بچہ مجھے دو میں اس کو پانی پلانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں''

آپؑ علی اصغر کو گود میں لے کر میدان کی طرف چلے اور قوم اشقیاء کے سامنے آ کر فرمایا:

''یَا قَوْمُ اَمَا مِنْ مُجِیْرٍ یُجِیْرُنَا اَمَا مِنْ اَحَدٍ یَاتِیْنَا بِشَرْبَةٍ مِنَ الْماءِ لِهٰذَا الطِّفْلِ فَاِنَّهُ لَایُطِیْقُ الظَّمَاءَ''

Presented by www.ziaraat.com

’’اے قوم اشقیا! تم میں سے کوئی رحم کرنے والا ہے جو میرے اس پیاسے بیٹے پر رحم کرے، تم میں سے کوئی ایسا دین دار ہے جو اس مظلومیت میں رسولؐ خدا کے بیٹے کی مدد کرے، تم میں سے کوئی ایسا نرم دل ہے جو اس شیرخوار کی پیاس بجھانے کے لیے ایک گھونٹ پانی دے دے کیونکہ یہ ننھا سا بچہ شدت تشنگی سے جاں بلب ہے۔‘‘

اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلیٰ القَومِ الظّٰالِمِینَ

☆☆☆☆

مجلس

24

مظلومِ کربلا کا آخری الوداع

Presented by www.ziaraat.com

چوبیسویں مجلس

مظلوم کربلا کا آخری الوداع

قال الصّادِقُ اَلْبُکَاؤُنَ خَمْسَۃٌ اٰدَمُ وَ یَعْقُوبُ وَیُوسُفُ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ عَلِیُّ ابْنُ حُسَیْنٍ۔

کتب احادیث میں حضرت امام جعفر صادقؑ کا یہ قول نقل ہے کہ پوری دنیا میں زیادہ رونے والی پانچ ہستیاں ہیں جن میں سے پہلے حضرت آدمؑ، دوسرے حضرت یعقوبؑ، تیسرے حضرت یوسفؑ، چوتھی حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ، اور پانچویں علی بن الحسینؑ ہیں۔

حضرت آدمؑ جنت سے جدائی میں اس قدر روئے کہ آپ کے رخساروں پر گڑھے پڑھ گئے۔ حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی جدائی پر اتنا روئے کہ بصارت زائل ہوگئی۔ کمر خمیدہ اور بال سفید ہوگئے۔ حضرت یوسفؑ اپنے والد گرامی کی جدائی میں اس قدر روئے کہ آپکے ساتھ قید میں رہنے والوں نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ اپنے والد ماجد کی جدائی پر اس قدر روئیں کہ آپ کی شدت گریہ کی وجہ سے اہل مدینہ اذیت محسوس کرتے تھے اور آپ کے پاس آ کر کہا:

''یا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلَقَدْ اٰذَیْتَنَا بِکَثْرَۃِ بُکَائِکِ فَنَحْنُ نَرْجُوا مِنْکِ اَنْ تَبْکِیْ لَیْلًا اَوْ نَھَارًا''

''اے رسول اللہ کی بیٹی! تمہارے رونے سے ہمیں اذیت ہوتی ہے۔ پس

آپ رات کو رویا کریں یا دن کو''

اور حضرت سید الساجدین علی بن الحسینؑ اپنے باپ مظلوم کربلا کے غم میں چالیس سال مسلسل اتنا روئے کہ افطار کے وقت جب آپ کے سامنے کھانا پانی لایا جاتا تو آپ اس قدرت شدت سے روتے کہ وہ پانی اور کھانا اشک زدہ ہو جاتا۔ یہ آپ کے خادم نے عرض کیا: ''مولا! آپ کی یہ حالت دیکھ کر مجھے آپ کی جان جانے کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ میرے آقا کہیں آپ روتے روتے ہی اپنے مالک حقیقی کے پاس نہ جا پہنچیں۔ آپؑ نے خادم کے یہ الفاظ سن کر فرمایا:

''میں اپنے رنج و غم کی شکایت اپنے خدا سے کرتا ہوں اور نواسہ رسولؐ کے غم میں رونے کے اجر وثواب سے بخوبی آگاہ ہوں (پس مجھے رونے سے نہ روکو)''

مظلوم کربلا کے مصائب و آلام اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے لیکن اہل حرم سے آپ کی رخصت شدید ترین مصیبت ہے۔

پس جب مظلوم کربلا کے تمام یار وانصار اور جانثار جام شہادت نوش فرما چکے تو آپ خود جہاد کے لیے تیار ہوئے۔ اسی نیت سے آپ خیام گاہ میں تشریف لائے اور اپنی بہن حضرت زینبؑ سے کہا:

''بہن! اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور اصحاب کی قربانی پیش کرنے کے بعد اب میں بھی میدان کارزار میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے پرانا لباس لادیں تاکہ میں اسے پہن لوں جناب زینب نے گریہ کرتے ہوئے پوچھا:

''یا اخی لِمَ تَلْبَسُ الثَّوْبَ الْعَتِیْقَ''

''بھائی! آپ پھٹا پرانا لباس کیوں مانگ رہے ہیں؟

امام نے فرمایا: بہن! میری شہادت کے بعد جب میرے قاتل میری لاش کو

Presented by www.ziaraat.com

لوٹنا چاہیں تو میرا پرانا لباس سمجھ کر چھوڑ دیں "وَلَا اَبقِی عُریَا نًا" اور میں قتل کے بعد برہنہ ہونے سے بچ جاؤں۔ قربان جاؤں مولا آپ کی مظلومیت پر کہ اتنی تنگ ودو کے باوجود آپ کی یہ خواہش بار آور نہ ہوئی اور قتل کے بعد تین دن تک آپ کا جسم اطہر بے گوروکفن ریت کے گرم ذروں پر برہنہ پڑا رہا۔ پس آپ کی خواہش کے مطابق جناب زینبؑ نے ایک انتہائی بوسیدہ لباس لاکر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر سب بیبیاں رونے پیٹنے لگیں۔ اس کے باوجود کہ وہ لباس پہلے ہی کافی بوسیدہ تھا۔ مظلوم کربلاؑ نے اس لباس کو کئی جگہ سے پھاڑ دیا تاکہ وہ اور زیادہ بے قیمت ہو جائے۔ وہ لباس پہننے کے بعد آپ نے اپنے نانا کی ردا کو کفن کی طرح جسم پر لپیٹا۔ ان کا عمامہ سراقدس پر سجایا۔ اپنے بابا کی تلوار اور نیزہ لیا اور اہل حرم کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"اے اہل بیتؑ رسولؐ! اے معدن نبوت! آپ سب پر میرا سلام ہو۔ میں تم سب کو خدا کی حفظ وامان میں دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ سب سے اچھا حفاظت کرنے والا ہے۔ اب ہماری ملاقات روز قیامت خدا کی بارگاہ میں ہوگی"

راوی کہتا ہے کہ آپ کے یہ الوداعی الفاظ سن کر جناب زینبؑ کو غش آ گیا۔ مظلوم کربلا بہن کے پاس بیٹھ گئے۔ بہن کا سر اپنے سینے سے لگایا۔ جب انہیں غش سے افاقہ ہوا تو آپؑ نے کئی جملات تسکین ارشاد فرمائے اور انہیں صبر کی تلقین کی۔ جناب زینبؑ رو کر کہنے لگیں۔ "بھیا حسینؑ! مجھے بھلا کس طرح صبر آ سکتا ہے جب کہ آپ جیسا بھائی آخری وداع کر رہا ہو۔

میں جانتی ہوں کہ اپنے بابا اور اپنی ماں کی یہ آخری یادگار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہو رہی ہے۔ بھیا! میں کیسے نہ روؤں جبکہ میں جانتی ہوں کہ یہ چاند سی صورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہو رہی ہے۔ آپ کے بعد ہمارے پردے

بچانے والا کوئی نہیں۔ آپ بھی ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ کی اس جدائی سے تو بہتر تھا کہ مجھ دکھیا کو موت آ جاتی۔"

مظلوم کربلاؑ بھی بیبیوں کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگے اور پھر فرمایا:

"اے بہن زینبؑ اے بہن ام کلثومؑ! میرے بعد بچوں کا خیال رکھنا یہ سب یتیم ہیں اور یتیموں کا دل بڑا نازک ہوتا ہے ان سب کو آپؑ کے سپرد کرتا ہوں"

جب جناب سکینہؑ نے دیکھا کہ بابا آخری وداع کر رہے ہیں اور میں یتیم ہونے والی ہوں تو اپنے بابا سے لپٹ گئیں اور کہا:

"بابا! کیا آپ بھی چچا عباسؑ اور بھیا علی اکبرؑ و قاسمؑ کی مانند ہمیں اس دشت صحرا میں تنہا چھوڑ کر مرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ آپکے بعد ہمارا مددگار کون ہوگا"؟

فَبَکَتِ الْحُسَیْنُ وَقَالَ لَهَا یَا قُرَّةَ عَیْنِیْ کَیْفَ لَا یَسْتَلِمُ لِلْمَوْتِ مَنْ لَا نَاصِرَ لَهُ وَلَا مُعِیْنٌ

مظلوم کربلا اپنی ننھی سی بیٹی کے یہ الفاظ سن کر بے قرار ہو کر رونے لگے اور فرمایا: "بیٹی! جس کا کوئی غم گسار اور مددگار باقی نہ رہے بھلا وہ موت کی طرف کیوں نہ جائے"؟

یہ سن کر جناب سکینہؑ اور شدت سے رونے لگیں۔ مظلوم کربلا نے بیٹی کو سینے سے لگایا رخساروں سے اشک صاف کئے، پیار کیا اور فرمایا: "بیٹا! تمہارا بابا اب زیادہ دیر تمہارے پاس نہیں رہ سکتا۔ وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ میں بے کسی کے عالم میں شہید کر دیا جاؤں اور تو میری مظلومیت پر آنسو بہاتی پھرے گی بیٹا جتنی دیر میں تمہارے پاس ہوں مت روؤ" پھر جناب رباب کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اے ربابؑ! تیری مظلومیت نے حسینؑ کے دل کو کباب کر دیا ہے لیکن میں

Presented by www.ziaraat.com

تمہیں خدا پر توکل کی تلقین کرتا ہوں۔

اس مصیبت کے وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا''

جوں جوں مظلوم کربلا مخدرات عصمت کو وداعیہ کلمات کہہ رہے تھے وہ اسی قدر گریہ کر رہی تھیں۔ پس مظلوم کربلاؑ مخدرات عصمت و طہارت کو روتا پیٹتا چھوڑ کر خیمہ گاہ سے نکلے۔ روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جب ان عصمت مآب بیبیوں کو خیام جلانے کے بعد قید کر کے کوفہ وشام کے بازاروں میں پھرانے کے بعد زندان میں ڈال دیا گیا تو جناب رباب ہر وقت دھوپ میں بیٹھ کر گریہ و بکا کرتی رہتی تھیں۔ اور جب قید سے رہائی کے بعد مدینہ پہنچیں تو کچھ عرصہ بعد اشراف قریش کی طرف سے آپ کے ساتھ عقد کے پیغام آئے تو آپ نے ان کے جواب میں کہلا بھیجا کہ وائے ہو تمہاری عقل پر۔ بھلا رسول اللہ جیسا خسر کہاں اور حسینؑ جیسا شوہر کہاں اور تم جیسے کم فہم کہاں؟ میں تمہارے ساتھ عقد سے مظلوم کربلا پر رونے کو ترجیح دیتی ہوں۔

''اور پھر ایسے ہی ہوا یہ بی بی جب تک زندہ رہی روتی رہی اور روتے روتے ہی اس دار فانی سے کوچ فرمایا:

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّالِمِینَ

☆☆☆☆

مجلس

25

مظلوم کربلا کا وداع آخر

بروایت محرق القلوب

پچیسویں مجلس

مظلوم کربلا کا وداع آخر

(بروایت محرق القلوب)

عیون اخبار الرضا میں جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۖ یَا عَلِیُّ مَا خَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا اَفْضَلَ مِنِّیْ" کہ رسول خدا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بہتر اور افضل کوئی مخلوق خلق نہیں فرمائی۔

جناب امیرؑ نے سب کچھ سمجھتے ہوئے صرف عوام الناس کو آپ کی فضیلت سے بہتر طور پر آگاہ کرنے کے لیے سوال کیا: ''یا رسول اللہ ! انت افضل ام جبرائیل'' آیا آپؐ افضل ہیں یا جبرائیلؑ ؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

''اے علیؑ !اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ملائکہ سے افضل خلق فرمایا ہے اور میں تمام انبیاء سے افضل ہوں۔ اور اے علیؑ ! میرے بعد آپ تمام مخلوقات سے افضل ہیں اسی طرح آپ کی ذریت سے گیارہ امام بھی تمام مخلوقات سے افضل و برتر ہیں۔ ملائکہ تو ہمارے دوستوں کے بھی خادم ہیں۔

اے علیؑ ! وہ فرشتے تو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں وہ سب ہمارے شیعوں اور ہماری محبت کا اقرار کرنے والے ہیں اور ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

یَا عَلِیُّ لَوْلَا نَحْنُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَلَا حَوَّا وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ"

اے علیؑ ! اگر اللہ تعالیٰ ہمیں خلق نہ کرتا تو جناب آدمؑ و حواؑ بہشت و دوزخ اور زمین و آسمان کسی شے کو بھی خلق نہ فرماتا۔ پس یا علیؑ ! ہم خدا کی معرفت میں ملائکہ سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمیں خلق فرمایا۔ ہمارے بعد ملائکہ کی خلقت ہوئی۔ ملائکہ نے جب ہمارا نور مشاہدہ کیا تو ہمیں اپنے آپ سے برتر مشاہدہ کیا اور ہم سے رب اکبر کی تسبیح وتہلیل سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

فَسَبَّحْنَا لِتَعْلِیْمِ الْمَلَائِکَةِ . پس ہم نے ملائکہ کو تسبیح وتہلیل کی تعلیم دی ''فَسَبَّحَتِ الْمَلَائِکَتُہ سَبِیْحَنَا'' پس ہمیں تسبیح کرتے دیکھ کر ملائکہ نے تسبیح خدا کی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا، ان کے صلب میں ہمارے نور کو بطور امانت رکھا اور پھر اس نور کی تعظیم کی خاطر ملائکہ کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا پس یا علیؑ ! ہم ملائکہ سے بدرجہا بہتر اور افضل ہیں''

لیکن افسوس کہ امت نے ان انوار مقدسہ سے فیض یاب ہونے کی بجائے ان انوار کو بجھانے کی پوری کوشش کی۔

محرق القلوب میں روایت ہے کہ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا۔ کہ جب اپنے تمام یار و انصار شہید کروانے کے بعد مظلوم کربلاؑ یک وتنہا رہ گئے تو آپ نے بہت گریہ و بکا فرمایا:

پھر خیام میں تشریف لائے اور کہا:

''یَا اَهْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدَنَ الرِّسَالَةِ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ''

اے اہل بیت نبوت! آپ پر حسینؑ مظلوم کا سلام ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 26

شہادت مظلومؑ کربلا

میں تم بے آسرا مخدرات کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ پس آپ نے انہیں خدا پر توکل اور صبر کی تلقین فرمائی۔ اور اپنی بہن جناب ام کلثومؑ سے کہا:

''اے بہن! اگر میرے بیمار بیٹے کو غشی سے افاقہ ہوا ہو تو میں اس سے بھی وداع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آج کے بعد دوبارہ ملاقات نہیں ہوگی۔'' پس آپ کے حکم کے مطابق جناب ام کلثوم بیمار بھتیجے کے پاس گئیں اور کہا: اے بیٹے! ہمارا سب کچھ لٹ گیا' بیٹے اب آپ کے والد بزرگوار خود میدان جنگ میں جانے کے لیے تیار ہیں اور ہم سب اہل بیت اطہار سے رخصت ہو رہے ہیں'' سید سجادؑ جو شدت تپ کی وجہ سے نڈھال اور ناتواں تھے یہ خبر سنتے ہی گرتے پڑتے اپنے والد کی خدمت میں پہنچے۔ مظلوم کربلا نے بڑھ کر بیٹے کو سینے سے لگالیا۔ کافی دیر تک باپ بیٹا روتے رہے پھر مظلوم باپ نے بیمار بیٹے سے کہا: ''بیٹا میں راہ خدا میں لڑنے کے لیے جا رہا ہوں میرے بعد صبر کرنا۔ ہر مصیبت کو تحمل سے برداشت کرنا۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنا کیونکہ ہم اہل بیت کا یہی شیوہ ہے۔

بیٹا! میری شہادت کے بعد تم قید کیے جاؤ گے' شہر شہر پھرائے جاؤ گے۔ بیٹا! جب یزید لعین کی قید سے نجات پاؤ اور مدینۃ الرسول واپس پہنچو تو میرے حب داروں کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ تمہارا امام رسول اللہ کا فرزند مع اپنے اصحاب و یار و انصار اور طفل شیر خوار کے تین دن کا بھوکا پیاسا بڑی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

فَعَلَیْکُمُ التَذَکُّرُ بِعَطْشِہٖ وَعَطْشِ اَطْفَالِہٖ عِنْدَ اشُرْبِ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

پس جب ٹھنڈا پانی پیو تو میرے اور میرے بچوں کی پیاس کو یاد کر لینا''

پس آپؑ نے بیمار بیٹے کو اسرار علوم ربانی اور اسرار علم امامت و ولایت بتائے اور دیگر امانتیں ان کے سپرد کیں اور میدان کارزار میں تشریف لائے۔

چھبیسویں مجلس

مظلوم کربلا کی دریائے فرات کی جانب روانگی

فِی الْکَافِی عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوَّلُ مَا یُبْدَاءُ بِہٖ فِی الْاٰخِرَۃِ صَدَقَۃُ الْمَاءِ ۔

کتاب کافی میں جناب صادق آل محمدؐ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا:

روز قیامت جب نیک اور پرہیز گار لوگوں کو ان کے نیک اعمال کا اجر و ثواب عطا ہوگا تو اس کی ابتداء ان لوگوں سے کی جائے گی جنہوں نے دنیا میں کسی پیاسے کو سیراب کیا ہوگا۔ کافی میں ایک اور حدیث امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ کسی پیاسے کو پانی پلانا بہترین صدقہ ہے۔ ایک اور حدیث میں امام صادقؑ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی پیاسے کو ایسی جگہ پر پانی پلائے جہاں پانی میسر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو راہ خدا میں ایک غلام آزاد کرانے کا ثواب عطا فرمائے گا۔‘‘

کتاب کافی میں مصارف سے منقول ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہا تھا کہ ہم نے ایک درخت کے نیچے ایک ایسے شخص کو پڑے ہوئے پایا جس کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔ مولاؑ نے مجھے حکم دیا کہ اس کے پاس چلیں۔ جب ہم اس کے نزدیک پہنچے تو مولاؑ نے اس کے قریب جا کر پوچھا کہ تمہارا رنگ متغیر کیوں ہے؟ کہیں تم پیاسے تو نہیں ہو؟ اس نے عرض کیا آپ

Presented by www.ziaraat.com

نے خوب پہچانا ہے میں شدت پیاس سے جان بلب ہوں۔ مولاؑ نے مجھے حکم دیا:

’’مصارف اسے پانی پلاؤ‘‘ میں نے اسے پانی پلایا پھر چل پڑے۔ اثنائے راہ میں میں نے عرض کیا: ’’مولا جس شخص کو آپ نے پانی پلوایا ہے وہ نصرانی تھا۔ کیا ایسے کفار کو پانی پلانا آپ کے نزدیک جائز ہے‘‘؟

مولا نے فرمایا: ’’اے مصارف جب کوئی شدت تشنگی سے جان بلب ہو تو اس کو پانی پلانے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

عزادارو کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہ ہستیاں جنہوں نے شدت پیاس میں کفار تک کو پانی پلایا‘ قوم اشقیا نے فرزند رسولؐ اور ان کے شیر خوار بچوں کو تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر بے دردی سے قتل کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں روز عاشور فرزند رسولؐ کی وہ بے تابی اور اضطراب کبھی نہیں بھول سکتا جب انہوں نے اپنے بچوں اور مخدرات عصمت و طہارت کے لیے پانی لانے کے لیے فرات کی طرف جانے کی کوشش کی اور قوم اشقیاء سدراہ ہوئی۔ اس وقت مولا نے استغاثہ فرمایا: آپ کا استغاثہ سن کر قوم اشقیاء نے سمجھا کہ شاید حسینؑ شدت پیاس اور اپنے جانثاروں کا انجام دیکھ کر گھبرا گئے ہیں اور خوف زدہ ہو کر بیعت کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ یہ سوچ کر قوم اشقیاء نے کہا:

’’اے حسین! اگر پانی پینا چاہتے ہو اور موت سے بچنا چاہتے ہو تو امیر شام یزید کی بیعت کر لو‘‘

یہ الفاظ سن کر مولا کے چہرے کا رنگ بدلا اور آپؑ نے فرمایا:

’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ‘‘

پھر قوم اشقیاء کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے گروہ شیاطین کیا تم نے اپنے زعم باطل میں حسینؑ کے استغاثے کو اس کی کمزوری پر محمول کیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے

Presented by www.ziaraat.com

کہ حسینؑ اپنے عزیزوں کی موت سے ڈر کر اور شدت پیاس سے مغلوب ہو کر یزید کی بیعت کر لے گا۔ آپ نے یہ کہا اور ذوالفقار حیدری نکالی اور لشکر کفار ستم شعار پر حملہ آور ہوئے۔

راوی کہتا ہے کہ اس حملہ میں آپ نے چار ہزار سواروں اور پانچ سو پیادوں کو فی النار کیا۔

اور باقی اشقیاء تتر بتر ہوگئے۔ مولاؑ نے گھوڑے کا رخ دریائے فرات کی طرف پھیرا۔ گھوڑے کو پانی میں ڈالا شدت تشنگی سے مضطرب ہو کر گھوڑے نے اپنا منہ پانی میں ڈال دیا لیکن فرزند رسولؐ کی پیاس کا خیال آتے ہی فوراً منہ باہر نکالا اور سر کو جھٹکا، تا کہ مولا کو پتہ چل جائے اور کہا اے فرزند رسول! میں نے پانی نہیں پیا۔ مولا نے چلو میں پانی لیا ابھی ہاتھ تھوڑا سا بلند کیا ہی تھا کہ شور ہوا اے حسینؑ! تو پانی پی رہا ہے جبکہ تیرے خیام کو لوٹا جا رہا ہے۔ مظلوم کربلاؑ نے یہ سنتے ہی خیام کی طرف رخ کیا اصل میں اشقیاء چاہتے تھے کہ کسی طرح حسینؑ پانی نہ پئیں اور نہ خیام تک پانی پہنچا سکیں۔ ادھر قوم ستم شعار نے جب یہ دیکھا کہ اس طرح علیؑ کے بیٹے کو زیر کرنا ممکن نہیں تو سب نے مل کر ہر طرف سے حملہ کر دیا اور مولا زخموں سے چور چور ہو کر زین سے زمین پر تشریف لائے۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

☆☆☆☆☆

مجلس
27

شہادت
مظلومِؑ کربلا

Presented by www.ziaraat.com

ستائیسویں مجلس

شہادت مظلوم کربلاؑ

عَنِ الرِّضَاؑ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِؐ يَا عَلِيُّ بَشِّرْ شِيْعَتَكَ بِاَنَّا نَشْفَعُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: ''یا علیؑ اپنے حب داروں کو خوشخبری دے دو کہ روز قیامت ہم ان کی شفاعت فرمائیں گے۔''

نیز شیخ مفید اور شیخ طوسیؒ نے امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا

''اَيُّهَا الْمُؤمِنُونَ عَلَيْكُم بِوَلَايَتِنَا اَهْلِبَيْتِ''

اے مومنین! تم پر ہماری ولایت فرض ہے۔ اور قیامت کے دن جو شخص بھی بہشت میں داخل ہوگا وہ ہماری محبت کی بدولت ہی داخل ہوگا۔ روز قیامت کسی نیک شخص کا کوئی عمل خیر ہماری محبت کے بغیر قبول نہیں ہوگا۔ پس سب اعمال سے افضل عمل ہماری محبت ہے۔

روایت میں ہے کہ جب مظلوم کربلا تمام یار و انصار کی قربانی بارگاہ الٰہی میں پیش کر چکے اور یکہ و تنہا رہ گئے تو آپ نے خود میدان کارزار میں جانے کا ارادہ فرمایا تو

'' کہ اے لوگو! تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو اس مصیبت کے وقت اولاد رسولؐ کے ساتھ رحم دلی سے پیش آئے اور ان کے ساتھ نیکی و احسان کا سلوک کرے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میرے باپ علیؑ حیدر کرار ہیں۔ میرے نانا تمام انبیاء کے سردار احمد مختار ہیں۔ میری ماں سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ الزہراؑ ہیں''

مظلوم کربلاؑ کی یہ باتیں سن کر قوم اشقیاء نے کہا: ''حسینؑ ہم یہ جانتے ہیں کہ حسب، نسب، علم، عمل، حلم، سخاوت اور شجاعت میں آپ افضل الناس ہیں لیکن ہمیں آپ کو اسی حال میں پیاسے ذبح کرنے کا حکم ہے''

ان کی یہ گستاخی سن کر مولاؑ آگے بڑھے اور لشکر کفار سے نبرد آزما ہوئے کئی ہزار لعینوں کو فی النار کیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر شمر ملعون نے کہا اے بدبختو! کیا تم جانتے ہو کس سے مقابلہ کر رہے ہو؟ اگر تم اسی طرح لڑتے رہے تو کوئی ایک بھی نہیں بچ سکے گا۔ پس چاروں طرف سے حسینؑ کو گھیر لو اور انہیں نیزوں تلواروں اور تیروں سے اتنے زخم لگاؤ کہ وہ خود بخود گر پڑیں''

ابو مخنف کہتے ہیں شمر کی ترغیب سے انہوں نے چاروں طرف سے مظلوم کربلاؑ کو گھیر لیا اور ہر طرف سے آپ پر نیزوں' تیروں' تلواوں' اور پتھروں کی بارش ہونے لگی اور روایت کے مطابق آپ کے جسم اطہر پر نو سو پچاس زخم آئے اور فوارے کی طرح خون آپ کے جسد نازنین سے بہنے لگا۔ اسی حال میں خولی بن زید اصبحی نے ایک وزنی تیر مولا کے قلب اقدس پر مارا۔ تیر کا لگنا تھا کہ خون پرنالے کی طرح بہنے لگا۔ آپ نے وہ خون اقدس اپنے چہرے پر ملا۔ کسی نے پوچھا آپ یہ خون چہرے پر کیوں مل رہے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: ''تا کہ روز قیامت اسی خون آلود چہرے سے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو کر اپنی مظلومیت کا استغاثہ کروں'' اسی اثناء میں سنان ابن انس نخعی

Presented by www.ziaraat.com

ملعون نے ایک نیزہ مظلوم کربلا کے سینہ اقدس پر مارا کہ مولا گھوڑے سے زمین پر گرے۔شمر آگے بڑھا تاکہ آپ کا سرتن سے جدا کرے وہ آپ کے جسم اطہر کو زمین پر گھسیٹ کر آپ کے سینہ اقدس پر سوار ہوا۔مولا نے اس کی یہ گستاخی دیکھ کر فرمایا:

"اَمَا تَعرِفُنِی مَن اَنَا"

کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟

شمر نے کہا: ہاں میں جانتا ہوں تو علیؑ کا بیٹا ہے تیرے نانا محمدؐ ہیں اور تیری ماں دختر رسول فاطمہ زہراء ہے۔

فَقَالَ فَلِمَ تَقتُلُنِیْ؟

اے بدبخت! تو مجھے جانتا ہے تو پھر مجھے قتل کیوں کرنا چاہتا ہے۔

شمر نے کہا: حسینؑ میں تیری تمام صفات وکمالات سے واقف ہوں، تمہیں قتل صرف اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ یزید سے انعام واکرام پاؤں۔مولاؑ نے یہ سن کر کہا اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا تاکہ میں دیکھ لوں کہ میرے قاتل کی نشانیاں تجھ میں ہیں یا نہیں۔اس لعین نے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔مولاؑ نے دیکھا کہ مرض برص میں مبتلا ہے جسم پر سفید داغ ہیں اور اس ولد الزنا کی شکل کتے اور خنزیر سے مشابہ ہے یہ دیکھ کر مولا نے فرمایا: "صَدَقَ جَدِی ...." کہ میرے نانا نے سچ فرمایا تھا کہ اے علیؑ! تیرے اس بیٹے کو وہ شخص قتل کرے گا جس کا چہرہ کتے اور خنزیر کی مانند ہوگا"

جب شمر نے یہ سنا تو کہا کیونکہ تمہارے نانا نے مجھے کتے سے تشبیہ دی ہے لہٰذا میں تمہیں پس گردن قتل کروں گا پس اس بدبخت نے امامؑ بے کس کو منہ کے بل لٹایا خنجر ہاتھ میں لیا اور آپ کی گردن پر چلانا شروع کیا۔ابو مخنف کہتا ہے کہ جب وہ بدبخت خنجر چلاتا تو مظلوم کی آہ بلند ہوتی اور آپ ایڑیاں رگڑتے اور کہتے گواہ رہنا اے نانا محمدؐ اے

بابا علی! اے بھائی حسنؑ میں غریب الوطن بے گناہ تشنہ لب قتل کیا جارہا ہوں"

اس بدبخت نے کئی ضربات لگا کر آپ کی گردن جسم اطہر سے جدا کی ہر طرف سے قد قتل الحسین حسین قتل ہوگئے کی آوازیں آنے لگیں۔سیاہ آندھی چلی، سورج کو گہن لگ گیا، جبرائیل امین نے ہفت طبق آسمان میں آواز دی: اے آسمانی مخلوق آگاہ ہو جاؤ کہ حسینؑ مظلوم قتل کر دیئے گئے۔

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 28

شہادت مظلومِ کربلا

اٹھائیسویں مجلس

شہادت مظلوم کربلاؑ

(بروایت دیگر)

عَنِ الصَّادِقِ ؑ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ ؑ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَةِ مَاذُکِرْتُ عِنْدَ کُلِّ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَکٰی

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مظلوم کربلا حضرت امام حسینؑ فرماتے ہیں ''میں وہ شہید راہ خدا ہوں جس کو اتنے ظلم وستم سے مارا گیا کہ جس ایمان والے کے سامنے میری شہادت کا تذکرہ کیا جائے گا وہ میری غربت اور بے کسی پر ضرور آنسو بہائے گا۔

''بحار الانوار وغیرہ کتب احادیث میں مروی ہے کہ جب روز عاشور مظلوم کربلا یک وتنہا رہ گئے' کوئی مددگار باقی نہ رہا اور آپ نے خود میدان میں جانے کی تیاری کی تو خیام میں ہر بی بی اور ہر بچے سے اس طرح وداع کیا جس طرح وقت مرگ متوفی اپنے اہل وعیال کو ملتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ خیام میں سے رونے پیٹنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ ہر طرف الوداع الوداع اور الفراق الفراق کا کہرام مچا ہوا تھا۔

گریہ اس قدر شدید تھا گویا شور قیامت بپا ہے۔ مظلوم کربلا وداع کے بعد میدان کارزار میں تشریف لائے اور لشکر یزید کو اپنے حسب ونسب سے آگاہ کیا تاکہ اتمام حجت ہو جائے ان بدبختوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا لیکن جب دیکھا کہ کوئی شخص بھی راہ

Presented by www.ziaraat.com

راست پر آنے کے لیے آمادہ نہیں تو ذوالفقار حیدری کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

''اے اہل کوفہ و شام! میں نے اتمام حجت کے لیے تمہیں ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن تم نے مطلقاً میری باتوں پر غور نہیں کیا۔ تم اپنے اس لشکر کثیر پر نازاں ہو۔ تمہیں حکومت کے انعام واکرام نے غفلت میں ڈالا ہوا ہے۔

اگر تمہیں اپنے زور بازو پر اتنا ہی گھمنڈ ہے تو آؤ کوئی میرا مقابلہ کرے۔''

روایت میں منقول ہے کہ جب امام حسینؑ نے یہ فرمایا تو لشکر کفار پر ایک سکتہ سا چھا گیا۔ ہر ایک کے دل پر رعشہ طاری تھا۔ کسی کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ جب مولاؑ نے دیکھا کہ کوئی آگے نہیں بڑھتا تو آپ نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور کئی کفار کو واصل جہنم کیا۔ مولاؑ ساتھ ساتھ یہ رجز پڑھتے جا رہے تھے: ''اے گروہ بے دین مجھے یقین ہے کہ عنقریب میں راہ خدا میں قتل کر دیا جاؤں گا، قتل ہونا بہادروں کے لیے باعث افتخار ہے اور سبب خوشنودی پروردگار ہے اے بدبختو اگرچہ میں تین دن کا پیاسا ہوں لیکن راہ خدا میں میرا قدم پیچھے نہیں ہٹے گا اور نہ ہی میں تمہاری کثرت سے خائف ہوں۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ معرکہ کربلا سے پہلے میں نے کئی جنگوں میں عرب وعجم کے کئی بہادروں کو لڑتے دیکھا ہے لیکن امام حسینؑ کی اس لڑائی کی کوئی نظیر اور مثال نہیں ملتی۔ اس کے باوجود کہ مظلوم کربلاؑ اپنے عزیزوں کے جنازے اور لاشے اٹھا اٹھا کر زخموں سے چور چور تھے۔ امام حسینؑ نے اتنے شدید حملے کیے کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اور مولا کی زبان پر لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِیِّ العَظِیمِ کا ورد جاری تھا۔ جب عمر بن سعد نے اپنے لشکر کا یہ حال دیکھا تو خائف ہو کر اپنے بھاگنے والوں کو آواز دے کر کہا: ''اے بے حیاؤ! کیا تم جانتے ہو کہ کس کے مقابل ہو۔ یہ علی ابن ابی طالب کا بیٹا ہے جس نے بدر و حنین اور احد و صفین کی جنگوں میں عرب کے ہزاروں

بہادروں کو قتل کیا تھا۔

اس طرح تم کبھی بھی حسینؑ پر فتح حاصل نہیں کر سکتے پس ہر طرف سے حسینؑ کو گھیرے میں لو اور جس کے پاس جو ہتھیار ہے اس سے حملہ آور ہو'' ایک طرف سے چار ہزار تیر اندازوں کو حکم دیا کہ دور سے حسینؑ پر اس قدر تیر برساؤں کہ اس کا جسم چھلنی ہو جائے۔ عمر بن سعد کا یہ حکم سن کر تمام لشکر نے چاروں طرف سے مظلوم کو گھیرا جس کے ہاتھ میں جو کچھ تھا امام حسینؑ پر حملہ کیا۔ مختلف روایات میں مظلوم کے بدن پر آنے والے زخموں کی مقدار بہت زیادہ اور بے شمار بیان کی گئی ہے۔ اور مشہور یہ کہ چہرہ اقدس سے لے کر ناف مبارک تک نو سو پچاس زخم تھے۔ اور یہ سب زخم جسم کے اگلے حصے پر تھے۔ آپ کے جسم میں اتنے نیزے پیوست تھے کہ سوائے نیزوں کے اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ ناگاہ ایک پتھر میرے مولاؑ کی پیشانی پر آ کر لگا۔ اور پیشانی سے خون کا فوارہ نکلا۔ آپ نے خون اپنی عبا کے دامن سے صاف کیا کہ اتنے میں ایک طرف سے ایک زہر آلود تیر آپ کے قلب نازنین میں ایسا پیوست ہوا کہ مولاؑ نے پڑھا بسم اللہ وعلی ملتہ رسول اللہؐ سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا:

''اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعلَمُ اَنَّهُم یَقتُلُونَ رَجُلاً لَیسَ عَلٰی وَجهِ الاَرضِ ابنُ نَبِیٍّ غَیرُهُ

اے اللہ تو گواہ ہے کہ یہ اس شخص کو قتل کر رہے ہیں جس کے علاوہ روئے زمین پر اور کوئی فرزند رسول نہیں ہے۔

جب مظلوم کربلا پے در پے زخموں سے نڈھال ہو گئے تو شمر ملعون نے اپنی فوج کو آواز دی۔ ''اے اہل کوفہ و شام! اب کیا دیکھتے ہو آگے بڑھو اور حسین کا کام تمام کر دو اب اس میں لڑنے کی سکت بالکل نہیں رہی۔''

Presented by www.ziaraat.com

پس اس بدنہاد کی آواز سن کر ہر طرف سے حملہ آور ہوئے اور یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ مولا گھوڑے کی زین پر سنبھل نہ سکے اور کعبہ دین و دنیا داہنی کروٹ زمین پر گر پڑے ادھر شمر! آپؑ کی طرف بڑھا۔ مولا نے اس بے حیا کو دیکھ کر کہا اے بدبخت !اگر تو مجھے قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو مجھے اتنی مہلت تو دے دو کہ میں نماز ادا کرلوں اور اپنے خالق حقیقی کے سامنے سجدہ شکر کرسکوں۔ پس مولا نے سر سجدے میں رکھا اور عرض کیا:

''پالنے والے حسینؑ تیری رضا پر راضی ہے.........

مظلوم کربلا انہی راز و نیاز میں مصروف تھے کہ شمر لعین نے آگے بڑھ کر کند خنجر کے کئی وار کر کے کعبہٗ دین کو گرادیا۔

ارکان اسلام کو گرادیا۔ قرآن کی آیات کو مٹا دیا۔ سر اقدس کو نوک نیزہ پر بلند کیا اور نعرہ بلند کیا اس کے نعرے کی آواز سن کر تمام لشکر یزید نے بھی نعرہ بلند کیا۔

زمین و آسمان کانپ اٹھے۔ آسمان سے ملائکہ کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ زمین و آسمان سے یاھائے حسینؑ ہائے حسینؑ کی آوازیں آتی تھیں۔

خیام میں ماتم کا کہرام مچ گیا۔ بیبیاں وَاحسیناہ واجدہ وعلیا کی صدائیں دیتی تھیں۔ اور فریاد کرتے ہوئے جناب زینبؑ کہتی تھیں۔

''نانا تیری امت نے تیرے بیٹے کو شہید کر دیا۔ نانا ہم بے آسرا ہو گئے۔ نانا ہمارا کوئی والی وارث نہیں رہا۔ نانا ہم تنہا رہ گئے۔ نانا ہمارے تمام جوانوں اور بوڑھوں حتیٰ کہ شیر خوار بچوں کو شہید کر دیا گیا۔ نانا ہماری چادریں تک چھین لی گئیں۔ نانا ہم سر برہنہ ہیں''

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

☆☆☆☆☆

مجلس

29

قربانیِ اسماعیلؑ اور شہادتِ حسینؑ کا تقابل

Presented by www.ziaraat.com

انتیسویں مجلس

قربانی اسماعیل اور شہادت حسینؑ کا تقابل

اِذَا بْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلَ بِذِبْحِ وَالِدِہٖ اِسْمَاعِیْلَ ......

جب حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا حکم جناب ابراہیمؑ کو ملا تو وہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ وہ رکن اور مقام کے درمیان میں کھڑے ہیں اور خداوند متعال کے حکم سے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے ہیں۔ خواب میں یہ حکم خدا سن کر جناب ابراہیمؑ بیدار ہوئے اور اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو بلایا اور کہا۔ اے فرزند دلبند! مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنے ہاتھ سے تجھے راہ خدا میں ذبح کروں اور تمہارا خون بہاؤں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ تو جناب اسماعیلؑ نے عرض کیا: ''بابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے اسے پورا کیجئے انشاء اللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ لیکن بابا میری چند گزارشات ہیں امید ہے آپ ان کو پورا فرمائیں گے۔ بابا جب آپ میرے گلے پر چھری رکھیں گے اور میرے گلے سے خون جاری ہوگا تو یقیناً آپ کو میری یاد آئے گی پس آپ نے اس وقت یہ خیال کرنا ہے کہ یہ امر مجھ پر قرض تھا اور قرض کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے۔ پس آپ یہ سوچ کر اپنے دل کو تسکین دیجئے گا۔ نیز یہ بھی خیال رہے کہ یہ امر خدا ہے امر خدا کے ہر حکم کی بجا آوری فرض اور ضروری ہے۔

بابا! میری یہ بھی خواہش ہے کہ جب آپ مجھے ذبح کرنے لگیں تو پہلے میرے ہاتھ پاؤں کسی مضبوط رسی سے باندھ دیجئے گا کہ چھری کی تکلیف سے میں زیادہ تڑپ نہ

رہوں۔ بابا میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ میرے ذبح کرنے سے پہلے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں تاکہ محبت پدری میرے ذبح کرنے میں حائل نہ ہو۔ اسی طرح مجھے ذبح کرتے وقت آپ اپنی عبا کو اچھی طرح لپیٹ لیں تاکہ میرے خون سے آلودہ نہ ہوں اور خون دیکھ کر میری پیاری ماں کا دل رنجیدہ نہ ہو۔ پس بابا جب مجھے قربان کرنے کے بعد واپس گھر جائیں تو میری ماں کو میرا سلام کہنا اور میری قربانی کا واقعہ بالصراحت دفعتاً ان کے گوش گزار نہ کرنا بلکہ میری قربانی کی خبر ان کو ایسے عنوان سے دینا کہ آپ کا بیٹا ایسی جگہ منتقل ہو گیا ہے جہاں آرام وسکون اور نعمات ہی نعمات ہیں اور وہ نعمات ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

پس جب باپ بیٹے کی باتیں ختم ہوئیں اور جناب ابراہیمؑ نے جناب اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے جناب اسماعیلؑ کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیئے۔ انہیں زمین پر لٹایا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر ان کے گلے پر چھری رکھی تو ارشاد خداوندی ہوا: جبرائیلؑ جلدی جلدی جناب اسماعیلؑ کی جگہ جنت کا دنبہ لے جاؤ تاکہ اس کی قربانی ہو جائے اور اسماعیلؑ بچ جائے۔ ابراہیمؑ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچ کر دیا۔ ہم نے اس قربانی کو ایک اور قربانی سے بدل دیا ہے جو ذبح عظیم ہے ابراہیمؑ وہ مظلوم بھی تیری اولاد ہی سے ہوگا اور اتنی مظلومیت سے مارا جائے گا کہ تمام انبیاء واوصیاء کی مصیبتیں اس مظلومیت کے سامنے ہیچ ہوں گے۔ یہ سن کر جناب ابراہیمؑ نے پوچھا خدایا وہ عظیم شخص کون ہوگا۔ آواز آئی ابراہیمؑ! وہ محمدؐ کا بیٹا حسینؑ ہے جو انتہائی بے کسی کے عالم میں مارا جائے گا پس یہ سن کر جناب ابراہیمؑ رونے لگے اور عرض کیا:

''مالک تو بہتر جانتا ہے لیکن میں تو اسماعیلؑ کی قربانی کے ثواب سے محروم

Presented by www.ziaraat.com

ہوگیا ہوں آواز آئی ابراہیمؑ چونکہ تو نے حسینؑ کی مظلومیت پر آنسو بہائے ہیں لہٰذا ان آنسوؤں کے عوض میں تجھے اتنا ثواب عطا کروں گا جو اسماعیلؑ کی قربانی کے ثواب کے برابر ہوگا۔ پس مومنین ذرا غور کیجیے کہ جس وقت جناب اسماعیلؑ ذبح ہونے لگے تھے وہ پیاسے نہیں تھے۔ وہ بے یارو مددگار نہ تھے۔ وہ غریب الوطن نہیں تھے۔

جبکہ فرزند رسول الثقلین بے یارو مددگار، غریب الوطن اور تین دن کے پیاسے انتہائی مظلومیت کی حالت میں شہید کیے گئے۔ جب جناب اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹایا گیا تو ان کا جسم صحیح وسالم تھا جبکہ مظلوم کربلاؑ کا سارا جسم زخموں سے چور چور تھا۔ اسی لیے حضرت صاحب الزمانؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اشقیاء نے پے در پے حملے کر کے میرے جد بزرگوار کو گھیرے میں لیا تو آپؑ کے جسم اطہر پر اتنے تیر تھے کہ آپ کا سارا بدن تیروں میں چھپا ہوا تھا۔ لیکن قربان جاؤں حسینؑ کے صبر پر کہ اس قدر اذیت اور کثرت صدمات کے باوجود آپ صبر وشکر کا اظہار فرما رہے تھے اور بار بار خدائے متعال کی تسبیح وتہلیل ادا کر رہے تھے۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر ملائکہ کہہ رہے تھے کہ اتنا صابر وشاکر ہم نے خلقت آدمؑ سے لے کر آج تک کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت امام زمانہ فرماتے ہیں:

''کتنا عجیب اور مصیبت کا وقت تھا جب میرے جد بزرگوار شدت تکلیف اور زخموں کی کثرت کی وجہ سے کربلا کی گرم ریت پر کبھی دائیں اور کبھی بائیں پہلو تڑپ رہے تھے۔ روایت میں ہے کہ اس اضطراب کی حالت میں مظلوم کربلاؑ خیام اہل بیتؑ کی طرف نظر اٹھاتے اور فرماتے اے اہل بیت نبوت اے زینب! وام کلثوم! اے سکینہؑ! ہائے افسوس میرے بعد تمہارا کوئی وارث نہیں جو تمہیں ان اشقیاء کے ظلم سے بچائے۔ جو تمہیں ان کی قید سے آزاد کرائے پس میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں جو سب بے

کسوں کا سہارا ہے۔ حضرت امامؑ زمانہ فرماتے ہیں کہ جب شمر ملعون نے میرے مظلوم جدؑ کو انتہائی مظلومیت کی حالت میں شہید کیا تو آپ کے باوفا گھوڑے ذوالجناح نے اپنے چہرے کو خون سے رنگین کیا اور روتا ہوا بڑی تیزی کے ساتھ خیام اہل بیتؑ کی طرف دوڑا تا کہ مخدرات عصمت وطہارت کو آپ کی شہادت کی اطلاع دے جب ذوالجناح خیام میں پہنچا تو سب خواتین عصمت وطہارت گھوڑے کے گرد جمع ہوگئیں اور اس کی یہ حالت دیکھ کر سمجھ گئیں کہ ہمارا وارث شہید ہوگیا۔ سب بیبیوں نے وامحمد واعلیا وحسیناہ کہہ کر ماتم شروع کر دیا۔

الا لَعنَةُ اللهِ عَلَی القَومِ الظّالِمِین

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 30

لوٹو تبرکات امامِ غریبؑ کو

تیسویں مجلس

لوٹو تبرکات امام غریبؑ کو

قَالَ اِمَامِ رَضَاؑ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ نَتَوَلّٰی حِسَابَ شِيْعَتِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جناب امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کا حساب روز قیامت خدا کی طرف سے ہمارے متعلق ہوگا۔ پس اگر کسی مومن کے ذمہ کوئی ایسا حق رہ گیا ہوگا جس کا تعلق خداوند متعال کے ساتھ ہوگا تو ہم بارگاہ احدیت میں عرض کریں گے کہ بارالہا! یہ ہمارا ماننے والا ہے اس مومن کے گناہ بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ ہماری سفارش قبول فرماتے ہوئے اس کے وہ گناہ معاف کر دے گا اور اگر وہ گناہ حقوق العباد میں سے ہوں گے تو ہم اس متعلقہ شخص سے اس کے ذمہ جو حقوق ہوں گے ان کی معافی دلوائیں گے اور اگر اس مومن نے ہمارے حق کے بارے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہوگی تو ہمارے لیے کب مناسب ہے کہ ہم اس سے تعرض کریں۔ اور اس کے قصور سے درگزر نہ کریں۔

پس مومنین کرام! جب ہماری نجات کا وسیلہ اہل بیتؑ کی محبت ہی ہے تو ہمیں اس امر میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے تا کہ ان ذوات مقدسہ کی نظر کرم ہم پر ہو۔ خصوصاً خامس آل عباؑ کی ماتم داری اور ان کے مصائب و آلام پر گریہ وزاری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ہمارے اس مولا کو اتنی بے رحمی سے شہید کیا گیا جس

Presented by www.ziaraat.com

کی مثال اور نظیر سابقین ولاحقین میں کہیں نہیں ملتی۔

بحار الانوار میں ہلال بن نافع سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ روز عاشور زوال آفتاب کے وقت عمر بن سعد اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سننے کے لیے بے تاب کھڑا تھا کہ کسی نے آ کر کہا: اے امیر! مبارک ہو حسینؑ قتل ہوگیا۔

ہلال بن نافع کہتا ہے کہ یہ سن کر میں وہاں سے چلتا ہوا وہاں پہنچا جہاں حسینؑ زخموں سے چور چور گرے پڑے تھے۔ میں ذرا قریب ہوا میرے کانوں تک یہ الفاظ آئے اَلعطش اَلعطش حسینؑ کے منہ سے نکلنے والے یہ الفاظ نوج اشقیاء میں سے کچھ لوگوں نے بھی سنے اور جواب میں کہا حسین ہم سے پانی مانگنا عبث ہے بلکہ قریب ہے کہ تم دوزخ کے گرم پانی سے اپنی پیاس بجھاؤ۔ مولا نے ان کی یہ گستاخانہ گفتگو سن کر کہا لعنت ہو تم پر کہ میرے بارے میں ایسی جگہ کو نسبت دی جو تمہارے حسب حال ہے، میں تو عنقریب اپنے نانا بزرگوار کی خدمت میں پہنچ کر کوثر و سلسبیل سے سیراب ہوں گا اور تمہارے اس بے حد ظلم وستم کا شکوہ بھی ان سے کروں گا۔ یہ سن کر وہ ظالم اور بھی طیش میں آگئے اور آپ کے قتل کی تدابیر کرنے لگے کہ شمر ولدالزنا نے بڑھ کر مولاؑ کو بڑی بے رحمی سے شہید کر دیا۔

ہلال بن نافع کہتا ہے کہ مولاؑ کو شہید کرنے کے بعد ان بدبختوں نے آپ کا وہ لباس بھی اتار لیا جو زخموں کی وجہ سے تار تار ہو چکا تھا۔ اسحاق حضرمی نے آپ کا لباس اطہر اتار لیا۔ اور زرہ مبارک مالک بن بشیر ملعون نے اتار لی۔

نعلین اقدس اسود بن خالد نے اتار لی۔ اس کے بعد بجدل بن سلیم نے انگشتری اتارنا چاہی لیکن زخموں کی وجہ سے آپؑ کی انگلیاں متورم ہو چکی تھیں۔ پس

جب وہ انگشتری نہ اتار سکا تو بے دین نے انگوٹھی اتارنے کے لیے مولاؑ کی انگلی بھی کاٹ لی۔ (اس روایت کی تردید میں امام صادقؑ کی ایک روایت بھی ملتی ہے۔ اب کون سی روایت مستند ہے واللہ اعلم بالصواب) جبکہ آپ کی عبا قیس بن اشعث بے دین نے اتار لی۔

اور آپ کے جسم نازنین کو عریاں اور خاک و خون میں غلطاں چھوڑ کر چلے گئے۔ اسی لیے پانچویں تاجدار ولایت حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار کو اتنی بے رحمی اور مظلومیت سے ذبح کیا گیا جتنی کسی ذلیل سے ذلیل جانور کو مارنے میں بھی نہیں کی جاتی۔ حضرت آدمؑ کی خلقت سے لے کر اب تک کسی نبی یا وصی کو اتنی بے رحمی سے نہیں مارا گیا جتنی بے رحمی سے میرے جد امجد کو شہید کیا گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ و شام نے میرے جد کو نہ صرف تیروں، تلواروں اور نیزوں سے شہید کیا بلکہ جس کے ہاتھ میں جو مارنے والی چیز مثلاً عصا اور پتھر کے ڈھیلے وغیرہ آئے اس نے اسی چیز سے میرے جد کو مارا اور جب اس طرح بھی ان کی آتش عناد فرو نہ ہوئی تو انہوں نے آپ کی لاش اطہر پر گھوڑے دوڑا دیئے جس سے ان کے ایک پہلو کی ہڈیاں دوسرے پہلو سے آ لگیں۔

اَلا لَعنَۃُ اللہِ عَلَی القَومِ الظَّالِمِینَ

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
31
تاراجئ خیامِ اہلِ بیتؑ

اکتیسویں مجلس
تاراجئ خیام اہل بیتؑ

فِی مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ اَنَّهُ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ نَادٰی عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ یَا قَوْمُ کُبُّوا الْخِیَامَ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِ سَیِّدِ الْاَنَامِ وَاضْرِمُوا فِیْهَا النَّارَ.

مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب مظلوم کربلاؑ شہید ہو چکے تو عمر بن سعد نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا اہل بیتؑ کے خیام کی طنابیں کاٹ کر انہیں گرادو اور ان میں آگ لگا دو اور عورتوں کے پاس جو کچھ ہے اسے لوٹ لو۔ پس وہ بے دین خیام میں داخل ہو گئے اور لوٹ مار شروع کر دی۔ جناب زینبؑ کہتی ہیں کہ اس وقت میں در خیمہ پر کھڑی دیکھ رہی تھی کہ ناگاہ ایک لعین میرے قریب آیا اور میرے گوشواروں کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ہی رو رہا تھا۔ میں نے کہا۔ ارے بے حیا! تو لوٹتا بھی ہے اور روتا بھی ہے تو اس نے کہا روتا اس لیے ہوں کہ آپ اہل بیتؑ کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا، بے جرم و خطا سب کو شہید کیا گیا۔ اور مخدرات عصمت و طہارت کے ناموس کو پامال کیا جا رہا ہے اور لوٹتا اس لیے ہوں کہ اگر میں نہیں لوٹوں گا تو کوئی اور لوٹ لے گا۔ جناب زینبؑ کہتی ہیں کہ میں نے کہا۔ اے بد بخت! خدا تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کرے اور تجھے آتش جہنم سے پہلے آتش دنیا میں جلائے۔

Presented by www.ziaraat.com

اس کے بعد وہ بدبخت امام زین العابدینؑ کے سرہانے پہنچا جبکہ بیمار کربلا غشی کے عالم میں تھے۔ اس بدبخت نے اس بستر کو جس پر مولا لیٹے ہوئے تھے اتنی زور سے آپ کے نیچے سے کھینچا کہ آپ منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔

مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب امیر مختارؒ نے خروج کیا اور عنان حکومت ان کے ہاتھ میں آئی تو آپ نے اس ملعون کو گرفتار کیا اس سے پوچھا کہ تم نے میدان کربلا میں کیا کیا جرم کیا تھا؟

تو اس بدنہاد نے کہا اے امیر! میں نے اس روز امام حسینؑ پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا صرف بی بی زینب کے سر سے چادر اتاری تھی اور ان کے کانوں سے گوشوارے اتارے تھے۔ یہ سن کر جناب مختار بہت روئے اور کہا ارے بدبخت! اس سے بڑا ظلم بھی کوئی ہوسکتا ہے کہ جناب زینب جیسی مرقع عصمت و طہارت بی بی کے سر سے چادر اتارے اور پھر کہتا ہے میں نے کوئی ظلم نہیں کیا؟ سچ بتا اس وقت بی بی نے تجھے کوئی بددعا دی تھی؟ وہ بے دین کہتا ہے ہاں! بی بی نے کہا تھا خدا تیرے ہاتھ اور پاؤں قطع کرے اور تجھے نار جہنم سے پہلے آتش دنیا میں جلائے۔ یہ سن کر جناب مختار نے کہا بس تجھے یہی سزا دی جائے گی جو بی بی نے فرمائی تھی پس جناب مختار نے اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کروائے اور پھر اسے آگ میں جلا دیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب فوج اشقیا نے تمام مال و اسباب اور خواتین کے سروں سے چادریں چھین لیں تو عمر بن سعد بڑے کروفر کے ساتھ خیام میں داخل ہوا، اسے دیکھ کر مخدرات عصمت و طہارت نے کہا اے عمر بن سعد! تو خوب جانتا ہے کہ ہم رسول خدا کی بیٹیاں ہیں تیری فوج نے ہمیں لاوارث سمجھ کر ہماری چادریں لوٹ لی ہیں ان بے رحموں سے کہو کہ ہماری چادریں واپس کر دیں کیونکہ ہم غیرت کے مارے موت

سے پہلے ہی مر رہی ہیں۔ لیکن راوی کہتا ہے ان بے غیرتوں میں سے کسی ایک نے بھی چادر واپس نہ کی۔

پس عمر بن سعد امام زین العابدینؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے بدبختو حسینؑ کا یہ بیٹا زندہ کیوں چھوڑا ہے؟ فوراً اس بیمار کو قتل کر دو۔ جب جناب زینب علیہا السلام نے اس کی یہ بات سنی تو فوراً بیمار بھتیجے کے اوپر گر پڑیں اور کہا ارے ظالم! کیا فرزند رسولؐ کا قتل تیرے لیے کافی نہیں کہ اب تو اس بیمار کے قتل کے درپے ہے۔ کیا تیرا دل ابھی ظلم سے نہیں بھرا۔ یَابنَ سَعدٍ اِن عَزمتَ قَتلَهُ فَاقتُلنِی قَبلَهُ ۔ اے عمر بن سعد! اگر تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے تو پہلے مجھے قتل کر دے' بی بی کے یہ الفاظ سن کر وہ بدخصلت بیمار کربلا کے قتل سے باز رہا۔

بحار الانوار میں ایک روایت جناب فاطمہ صغریٰؑ (یعنی جناب سکینہؑ) سے منقول ہے کہ جب میرے بابا کی شہادت ہوگئی تو میں در خیمہ پر روتے ہوئے یہ سوچ رہی تھی کہ اب کیا ہوتا ہے کیا یہ اشقیاء ہمیں قید کرلیں گے یا میرے بابا کی طرح ہمیں بھی قتل کر دیں گے جبکہ بیبیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ شرم کے مارے ایک دوسرے کے پیچھے چھپ رہی ھیں کہ اچانک ایک گروہ نیزہ بکف خیام میں داخل ہوا اور انہوں نے آتے ہی مخدرات عصمت و طہارت کو نیزوں کے ساتھ مارنا شروع کیا ان کی یہ گستاخی دیکھ کر خواتین فریاد کر رہی تھیں کہ آیا ہے کوئی ہماری مدد کرنے والا؟ ہے کوئی رسول کی بیٹیوں کی چادریں بچانے والا کوئی بی بی کہتی تھی اے نانا محمدؐ اے بابا علیؑ اے بھائی حسنؑ ہم اس ویران جنگل میں بے سہارا ہیں ہمیں کوئی بچانے والا نہیں رہا۔ ہمارا کوئی مددگار نہیں رہا۔ بی بی کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے دائیں بائیں اپنی پھوپھی زینبؑ کو دیکھنا شروع کیا کہ اگر وہ نظر آئیں تو میں ان کے پاس جا کر چھپ

Presented by www.ziaraat.com

جاؤں کہ ناگاہ ایک لعین میری طرف متوجہ ہوا۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر میں ڈر کر بھاگی کہ شاید اس کے ظلم سے بچ جاؤں۔ اس بدبخت نے میرا پیچھا کیا میں کمزور اور ناتواں اور خوف زدہ ہونے کی وجہ سے چند قدم بھاگی تھی کہ وہ لعین میرے قریب آ گیا اور میری پشت پر ایسا نیزہ مارا کہ میں منہ کے بل گر پڑی۔ اس بے رحم نے میرے سر سے چادر اتار لی اور میرے کانوں سے اتنی بے رحمی سے گوشوارے چھینے کہ میرے کانوں کی لوئیں زخمی ہوگئیں اور ان سے خون جاری ہوگیا' میرے رخسار اور منہ لہو سے تر ہوگیا۔ اسی حال میں مجھے غش آ گیا۔ بی بی کہتی ہیں کہ جب کچھ دیر بعد مجھے غش سے افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میری پھوپھی زینبؑ میرے سرہانے بیٹھی ہوئی مجھے سہارا دے رہی ہیں اور کچھ کہہ رہی ہیں اٹھو چلیں۔ میں نے عرض کیا! پھوپھی اماں! ظالم نے میرے سر سے چادر چھین لی۔ پھوپھی میں سر برہنہ ہوں۔ مجھے ننگے سر چلتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پس اس معظمہ نے جب یہ الفاظ سنے تو بہت روئیں اور کہا بیٹی تو اپنی سر برہنگی کی مجھ سے شکایت کرتی ہے جب کہ تیری پھوپھی بھی تیری طرح بے مقنعہ و چادر ہے۔ ظالم میری چادر بھی چھین کر لے گئے ہیں۔ پس جب ہم خیام میں واپس آئے تو تمام بیبیاں سرننگے پیٹ رہی تھیں اور ہر طرف سے واحسیناہ واحسیناہ کی آوازیں بلند ہورہی تھیں۔

الا لعنۃُ اللہ علَی القومِ الظّالِمِینَ

☆☆☆☆☆

مجلس 32

اہلِ حرم کی مقتل سے روانگی

Presented by www.ziaraat.com

بتیسویں مجلس

اہل حرم کی مقتل سے روانگی

قَالَ الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ وَالسَّیِّدُ ابْنُ طَاوُسَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰه بعث براسِ الْحُسَیْنِ فِی یَوْمِ عَاشُوْرَ مَعَ الْخَوْلِیْ بْنُ یزید الاصبحی وحمید ابْنِ مُسْلِمٍ اِلٰی ابْنِ زِیَادٍ۔

جناب شیخ مفید اور سید ابن طاوس نقل کرتے ہیں کہ روز عاشور جب سید الشہداء کی شہادت ہو چکی اور اشقیاء خیام اہلبیتؑ کو جلا اور لوٹ چکے تو اسی دن عمر بن سعد نے مظلوم کربلاؑ کا سر نیزہ پر سوار کر کے خولی بن زید اور حمید بن مسلم کو دے کر عبداللہ ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ اس کے بعد اس ملعون نے حکم دیا کہ باقی شہداء کے سر بھی تنوں سے جدا کرو چنانچہ اس کے حکم پر جب سارے سر اس کے سامنے پیش کیے گئے تو اس نے ان سروں کو قبائل عرب میں تقسیم کر دیا اور شمر بن ذی الجوشن، قیس بن اشعث اور عمرو بن الحجاج کے ہمراہ ان سروں کو کوفہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اور خود اس دن اور اگلے دن زوال آفتاب تک وہیں رہا اور اپنے مرنے والے بدنہادوں کا جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کیا جبکہ فرزند رسول الثقلین اور ان کے عزیز و اقارب کی لاشوں کو بے گور و کفن بغیر دفن کیے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ نیز حکم دیا کہ اہل بیتؑ کی مخدرات کو بے پالان اونٹوں پر سوار کر کے ساتھ لے چلو۔ پس ان بے رحموں نے ایسا ہی کیا اور خواتین عصمت و طہارت کو بے مقنہ و

چادر ہاتھوں میں رسیاں ڈال کر بے پالان اونٹوں پر سوار کر دیا۔ جناب سجادؑ کے گلے میں آہنی طوق ڈال کر زنجیروں میں جکڑ کر بے پالان اونٹ پر سوار کر دیا اور حکم دیا کہ اس قافلے کو گنج شہدا سے گزارا جائے تا کہ اپنے وارثوں کی لاشیں بے گور و کفن دیکھ کر ان شکستہ دلوں کو اور زیادہ تکلیف ہو۔

"فَلَمَّا نَظَرَتِ النِّسْوَةُ اِلَی الْقَتْلٰی صِحْنَ وَضَرَبْنَ وُجُوْهَهُنَّ"

جب بیبیوں نے شہدا کی لاشوں کا یہ منظر دیکھا تو سب نے اپنے منہ پیٹ لیے۔ راوی کہتا ہے کہ اگرچہ سب خواتین بے تابی اور رنج والم میں منہ پیٹ رہی تھی لیکن مجھے جناب زینب کی بے قراری والا وہ منظر نہیں بھولتا کہ آپؑ ایسے دل گرفتگی اور بے تابی سے بین کر رہی تھیں کہ ہر دوست، دشمن کا دل لرز رہا تھا۔ وہ بی بی بڑی مظلومیت بھری آواز میں کہہ رہی تھی: "اے نانا محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب انبیاء پر فضیلت دی۔ تمام ملائکہ نے آپ کا جنازہ پڑھا، تمام مخلوق آپ پر درود بھیجتی ہے لیکن ہائے افسوس! آپ کا وہ بیٹا جس کو آپ نے اپنی آغوش میں پالا تھا، عید کے دن جس کے لیے آپ خود سواری بنے تھے آج وہی حسینؑ کربلا کی گرم ریت پر بے گور و کفن پڑا ہے۔ ظالموں نے اس کے ایک ایک عضو بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں کوئی اس کو دفن کرنے والا نہیں۔ نانا! تیری بیٹیوں کا کوئی سہارا نہیں ان کا کوئی وارث نہیں بچا اور انہیں لونڈیوں کی طرح قید کر کے بے پردہ لے جایا جا رہا ہے۔ نانا ہم کس سے فریاد کریں؟ ہماری فریاد سننے والا کوئی نہیں رہا؟ زینبؑ ایسے بھائی پر قربان ہو جس کو انتہائی بے رحمی سے ذبح کیا گیا۔ زینبؑ قربان ہو اس مظلوم پر جس کی شہادت کے بعد اس کے خیام کی طنابیں کاٹ دی گئیں اور اس کے اہل حرم کو لوٹا گیا۔ قربان ہو بہن اس بھائی پر جس کو ہر طرح کی تکلیفیں دے کر مظلومیت کے عالم میں مارا گیا۔ قربان جاؤں اس بھائی پر جس

Presented by www.ziaraat.com

کو تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر یکہ وتنہا قتل کر دیا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس معظمہ کے یہ بین سن کر لشکر یزید بھی رو رہا تھا۔ جانور (گھوڑے) اس معظمہ کی یہ دکھ بھری باتیں سن کر آنسو بہا رہے تھے اور ان کے آنسو ان کے سموں پر گر رہے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں میں نے ایک ننھی سی بچی کو دیکھا جس کا نام سکینہؑ تھا وہ اپنے بابا کی لاش کے ساتھ لپٹ کر اس بے قراری سے روتی تھی کہ وہ منظر دیکھ کر دل کباب ہوا جاتا تھا۔ وہ معصومہ بار بار اپنے باپ کو آوازیں دیتی تھی۔ جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو دوڑ کر اپنی ماں ربابؑ کے پاس گئی اور کہا: اماں! بابا مجھے جواب نہیں دیتے۔ اماں میں تو ان کے سینے پر سونے والی سکینہؑ ہوں۔ بابا تو مجھے آغوش میں لے کر پیار کیا کرتے تھے۔ وداع کے وقت بھی بابا نے مجھے اس طرح پیار نہیں کیا جوان کا معمول تھا۔ اماں اب بھی مجھے گلے نہیں لگایا۔ اماں میں نے بابا کو کئی آوازیں دیں لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا۔ یہ منظر اور بے تابی دیکھ کر جناب رباب بھی اور شدت سے رونے لگیں اور کہا: بیٹا کس سے شکوہ کرتی ہو، کس سے شکایت کرتی ہو۔ بیٹا! تیرے بابا چلے گئے تو یتیم ہوگئی۔ بچی دوڑ کر باپ سے لپٹ گئی جو بھی آگے بڑھتا معصومہ منتیں کرتی کہ مجھے بابا سے جدا نہ کرو۔ مجھے جی بھر کر بابا سے مل لینے دو۔ مجھے جی بھر کر رو لینے دو۔ جناب سکینہؑ کہتی کہ میں نے اپنے بابا کے کٹے ہوئے گلے سے آواز سنی آپ فرما رہے تھے۔

یا شیعتی ان شربتم ماء عذب فاذ کرونی لو سمعتم غریبا او
شہیدا فاندبونی انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی
وبجرد الخیل بعد القتل عمدا سحقونی لیتکم فی یوم
عاشورا تنظرونی کیف استسقی لطفلی فابو ان یرحمونی

وَسَقُوْهُ سَهمَ بَغيٍ عِوَضَ المَاءِ المَعِينِ يَالَرُزءٍ وَمُعَابٍ هَذَا
اَرکَانَ الحُجُونَ وَيلَهُم قَد جَرَحُوا قَلبَ رَسُولِ الثَّقَلَينِ
فَالعَنُوهُم مَا استَعتُم شِيعَتِي۔

اے میرے شیعوں کاش تم کربلا میں ہوتے اور میری غربت بے کسی کو دیکھتے کہ میں کس عجز و انکساری کے ساتھ اپنے طفل شیر خوار علیؑ اصغر کے لیے ان بے رحموں سے پانی مانگ رہا تھا۔ مگر اس قوم اشقیاء نے دو گھونٹ پانی کے اس بچے کو نہ دیئے۔ بلکہ پانی کے بدلے اس کے حلق نازنین پر ایسا تیر مارا کہ وہ بچہ تڑپ کر شہید ہوگیا۔ پس میری اس مصیبت پر پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے، وائے ہو ان اشقیاء پر کہ ان بے رحموں نے قلب رسول کو زخمی کیا، پس اے میرے شیعو! تم پر لازم ہے کہ جس قدر ممکن ہو تم ان پر لعنت کرو جنہوں نے مجھ مظلوم پر ظلم عظیم کیا۔

''اے میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پینا مجھ پیاسے کی پیاس کو یاد کر لینا' جب کسی غریب الوطن اور مظلوم کا جنازہ دیکھو تو مجھ غریب الوطن کی مصیبت کو یاد کر کے رونا۔ کیونکہ میں پیاسا یکہ وتنہا بے رحمی سے ذبح کیا گیا ہوں اور میرے مرنے کے بعد میری لاش کو گھوڑے کے سموں سے پامال کیا گیا ہے۔

ہمارا سلام ہو اس ہستی پر جس کی خدمت پر جبرائیل جیسا فرشتہ فخر و مباہات کرتا ہے جس کا جھولا فرشتے جھلائیں۔ ہمارا سلام ہو اس سید الشہداءؑ پر جس کی تربت کی مٹی شفا ہے۔ جس کی قبر کے نزدیک دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ سلام ہو اس بے کس پر جس کو امت نے غریب الوطن کر دیا۔ سلام اس مظلوم پر، جس پر تمام مخلوق نے آنسو بہائے۔ سلام ہو اس پر جو خاک و خون میں غلطاں ہوا۔ سلام ہو اس پر جس کے خیام کو لوٹ لیا

Presented by www.ziaraat.com

گیا۔ سلام ہو اس پر جس کے اہل حرم کی عزت کو پامال کیا گیا۔ سلام اس پر جس کے جسم پر اتنے زخم آئے کہ وہ شدت تکلیف سے کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف تڑپ کر کروٹیں لیتا تھا۔ سلام ہو فرزند رسولؐ پر جس کو جانوروں سے بھی بدتر حالت میں قتل کیا گیا۔ سلام ہو اس بے گور و کفن لاش پر جس کو کوئی دفنانے والا نہ تھا۔ سلام ہو اس مظلوم پر جس کی بہوؤں اور بیٹیوں کو لونڈیوں کی طرح قید کر کے بازاروں اور درباروں میں پھرایا گیا۔

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہ عَلٰی القَومِ الظّالِمین

☆☆☆☆☆

مجلس

33

لاشہ ہائے شہدائے کے واقعات پرسوز

Presented by www.ziaraat.com

تینتیسویں مجلس

لاشہائے شہداء کے واقعات پُرسوز

مَقْتَلِ اَبِی مَخْنَفٍ عَنِ الطِّرِمَّاحِ بْنِ عَدِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ قَدْ کُنْتُ مِنَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا مَعَ الْحُسَیْنِؑ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَاءَ وَقَدْ بَقِیَ فِیَّ رَمَقٌ مِنَ الْحَیٰوۃِ.

طرماح بن عدی کہتے ہیں کہ روز عاشور میں ان لوگوں میں سے تھا جو مظلوم کربلا امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے۔ میں اس قوم جفاکار سے خوب لڑا اور مجھے اس قدر زخم آئے کہ میں نڈھال ہو کر گر پڑا۔ وہ بدبخت یہ سمجھے کہ میں قتل ہو گیا ہوں جبکہ مجھ میں ابھی زندگی کی کچھ رمق موجود تھی۔

جب عمر بن سعد تمام شہداء کے سروں کو لے کر عازم کوفہ ہو چکا تو اس وقت مجھے بے ہوشی سے افاقہ ہوا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ بیس کے قریب سوار صحرائے کربلا میں نمودار ہوئے میں سمجھا کہ شاید عمر بن سعد دوبارہ کسی اور ظلم کے لیے واپس آیا ہے لیکن جب وہ سوار میرے قریب پہنچے تو میں حیران رہ گیا کہ ان کے جسموں سے ایسی خوشبو آرہی تھی کہ مشک وعنبر کی خوشبو اس کے سامنے ہیچ تھی۔ ان کے چہرے نور سے ایسے درخشاں تھے کہ چودھویں کا چاند بھی ان کے سامنے شرما جاتا۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک بزرگ جو ان سب سے زیادہ باعظمت تھے آگے بڑھے اور امام حسینؑ کی سربریدہ لاش کو اپنے سینے سے لگا کر اور خوب روئے۔ پھر کوفہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ

کیا۔ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر اقدس پرواز کرتے ہوئے آیا اور اپنے جسم اطہر کے ساتھ مل گیا۔ امام حسینؑ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اس بزرگ کی گود میں سر رکھ کر خوب روئے اور کہا:

''نانا! آپ کی امت نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ نانا! میں تیرا حسینؑ ہوں جو خاک وخون میں غلطاں ہوں نانا! مجھے اتنی بے رحمی اور مظلومیت اور ظلم سے ذبح کیا گیا جو ظلم کسی جانور پر بھی نہیں کیا جاتا۔

یہ سن کر حضرت محمد مصطفیؐ اور زیادہ رونے لگے اور فرمایا:

بیٹا حسینؑ! تیرے نانا پر تیرا اس قدر مظلومیت سے قتل کیا جانا بہت دشوار ہے

بیٹا! کیا تم نے ان کو اپنا حسب ونسب نہیں بتایا تھا؟ کہا: نانا! کیوں نہیں، میں نے ایک ایک کو اپنا حسب ونسب بتایا تھا لیکن وہ کہتے تھے حسینؑ ہم تیرے حسب ونسب سے خوب واقف ہیں پھر بھی تمہیں قتل ضرور کریں گے۔ یہ سن کر جناب رسالت مآبؐ نے اپنے ساتھ آنے والے انبیاء سے کہا تم نے دیکھا کہ میری امت نے میرے نواسے کو کس بے رحمی سے ذبح کیا ہے یہ سن کر تمام انبیاء بھی رونے لگے۔ ان سب کو روتا دیکھ کر میں بھی اتنا رویا کہ مجھے دوبارہ غش آ گیا پھر جب مجھے غش سے افاقہ ہوا تو ان بزرگوں میں سے کوئی وہاں موجود نہیں تھا اور مظلوم کربلاؑ کی لاش ویسے ہی سربریدہ پڑی تھی۔

بحار الانوار میں قبیلہ اسد کے ایک شخص سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نہر فرات کے کنارے کھیتی باڑی کیا کرتا تھا جب عمر بن سعد کوفہ کو روانہ ہو چکا تو میں وہاں آیا۔ شہدائے کربلا کی بے گوروکفن لاشوں کو دیکھا اور ان سے ایسے عجیب وغریب واقعات مشاہدہ کیئے کہ ان سب کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب ان لاشوں سے ہوا گزر کر میری طرف آتی تو خوشبو سے میرا دماغ معطر ہو جاتا۔ آسمان سے کئی

Presented by www.ziaraat.com

ستارے وہاں پر آتے اور کئی وہاں سے آسمان کی طرف جاتے۔ میں روزانہ دیکھتا کہ غروب آفتاب کے وقت ایک شیر قبلہ کی طرف سے وہاں پر آجاتا اور صبح کے وقت وہ دوبارہ قبلہ کی طرف چلا جاتا۔ جب کئی روز گزر گئے اور شیر اسی معمول سے آتا جاتا رہا تو میں نے دل میں خیال کیا کہ میں نے تو سنا تھا کہ یہ کوئی باغی ہیں جنہوں نے عبداللہ بن زیاد کے خلاف خروج کیا تھا اور عبداللہ کی فوج نے سب کو قتل کر دیا۔ اور ان کی لاشوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر چلے گئے۔

اگر ان کا یہ کہنا سچ تھا اور یہ سب بے دین اور باغی تھے تو ان کی لاشوں سے ایسی خوشبو کیوں آتی ہے اور آیا یہ شیر ان کا گوشت کھاتا ہے یا نہیں آج میں رات کو ادھر ہی ٹھہروں گا اور سارا ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا۔ پس میں رات کو وہیں ٹھہر گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ شیر مجھے آتا ہوا دکھائی دیا۔ میں چھپ گیا۔ شیر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک ایک لاش کے پاس جاتا رہا بالآخر وہ ایک لاش کے قریب گیا اور اس کے گلے کے ساتھ اپنا سر رگڑنے لگا۔ وہ اتنی شدت سے رویا تھا کہ اس حیوان کی بیتابی دیکھ کر میرا جگر پھٹ رہا تھا۔ پھر کچھ ہی دیر بعد اس صحرا میں ہر طرف اتنے دیئے روشن ہو گئے کہ وہ صحرا بقعہ نور بن گیا پھر میں نے کچھ مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو سب کے سب رو رہے تھے۔ جب میں نے کان لگائے کہ یہ کس کو رو رہے ہیں تو میں نے ایک مرد کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا:

ہائے حسین! ہائے حسینؑ! اے فرزند رسولؐ! افسوس صد افسوس کہ ان ظالموں نے آپ کو تین دن کا پیاسا ناحق ذبح کیا۔

''ان کی یہ آواز اور الفاظ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں چلتا ہوا اس شخص کے پاس پہنچا اور اس سے کہا بھائی آپ سب کون ہیں؟ اور کس پر رو رہے ہیں

اور آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے یہ سوال سن کر کہا ہم سب جن اور پریاں ہیں اور ہم فرزند رسولؐ حضرت امام حسینؑ کی مظلومیت پر رونے کے لیے آتے ہیں اور یہ مظلوم حسینؑ کی سر بریدہ لاش ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو میں بھی روتا پیٹتا اپنے گھر کو چل دیا کہ گھر والوں کو اس مظلومانہ شہادت کی خبر دوں۔

الا لَعنةُ اللّٰه عَلَی القومِ الظّالِمینَ

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 34

سرِ حسینؑ کے معجزات

چونتیسویں مجلس

سر حسینؑ کے معجزات

رُوِیَ صَاحِبُ رَوْضَةِ الْعَلَمَاءِ اِنَّهُ لَمَّا تَوَفّیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَظْلَمَتَ الْاَفَاقُ وَالْاَرْجَاءُ وَاغْبَرَّتِ الْاَرْضُ وَالسَّاءُ .... مَا اَكَلَتْ وَمَا شَرَبَتْ نَاقَتُهُ الْغَضْبَاءُ. (زندوی حنفی نے اپنی کتاب میں روضۃ العلماء میں نقل کیا ہے)

جب سید المرسلینؐ نے رحلت فرمائی تو آپ کی مفارقت اور جدائی کے غم میں آپ کی ناقہ غضباء نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ وہ ہر وقت آنسو بہاتی رہتی تھی۔ لوگوں نے جناب سیدہ فاطمہ زہراء کو اس کی اس حالت کی اطلاع دی تو جناب سیدہ رات کی تاریکی میں اس کے پاس تشریف لے گئیں اسے پیار کیا اس کے سامنے پانی اور چارہ رکھا اور بہت چاہا کہ وہ ناقہ اس میں سے کچھ کھائے پیئے لیکن اس نے کھانے پینے کی طرف مطلقاً رغبت نہ کی اور فصیح زبان میں گویا ہوئی اور عرض کیا:

''اے رسول الثقلین کی دختر! جب سے آپکے بابا کا وصال ہوا ہے دنیا مجھ پر تاریک ہوگئی ہے۔ ان کی جدائی کی وجہ سے مجھ سے نہ کچھ کھایا جاتا ہے اور نہ پیا جاتا ہے۔ آپ میری معذرت قبول فرمائیے اور مجھے کھانے پینے پر مجبور نہ کیجئے۔ اے خاتون قیامت! عنقریب میں آپ کے بابا حضورؐ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گی۔ یہاں تک کہ

Presented by www.ziaraat.com

اس باوفا ناقہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور وہ قریب المرگ ہوگئی۔ یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے جناب سیدہ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اے سیدہ! آپ کے بابا کی ناقہ قریب المرگ ہے اگر اجازت دیں تو اس کو نحر کر دیا جائے لیکن جناب سیدہ نے اس بات کی اجازت نہ دی اور کہا اس ناقہ کو میرے پدر بزرگوار دوست رکھتے تھے لہٰذا اس کو نحر نہ کیا جائے۔ پس جب وہ ناقہ مرگئی تو جناب سیدہ نے سفید کپڑے میں لپٹوا کر ایک گڑھا کھدوا کر دفن کروا دیا۔ اور اس کی وفات پر اس قدر روئیں جیسے کسی عزیز کی موت پر رویا جاتا ہے۔

پس عزیزان محترم خدا لعنت کرے اس قوم ستم شعار پر جس نے نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول حضرت امام حسینؑ کو تین دن تک پیاسا رکھ کر بڑی بے رحمی سے ذبح کیا اور ان کی لاش اطہر کو بے گور وکفن کربلا کی گرم ریت پر چھوڑ کر چلے گئے۔

روایت میں ہے کہ جب تین دن تک شہدائے کربلا کی لاشیں بے گور وکفن پڑی رہیں تو بنی اسد کے لوگوں کو اس ہلاکت خیز خبر کی اطلاع ملی وہ میدان کربلا میں آئے لیکن انہیں ابن زیاد کے خوف سے کسی کو شہداء کی لاشوں کو دفنانے کی جرأت نہ ہوئی۔ جب بنی اسد کی خواتین نے اپنے مردوں کی یہ حالت دیکھی تو بہت افسوس کیا اور روتے ہوئے کہنے لگی:

''وائے ہو تم پر کہ فاطمہ زہراؑ کے بیٹے کی لاش بے گور وکفن پڑی ہے اور تم ابن زیاد کے ڈر سے اس کو دفنانے سے گریز کر رہے ہو۔ اگر تم یہ کار خیر انجام نہیں دیتے ہو تو ہم مظلوم کی لاش کو دفنائیں گے اور ہمیں اپنے قتل ہو جانے کا بھی ذرا برابر خوف نہیں کیونکہ نواسہ رسول کی محبت میں مرنا ہمارے لیے باعث فخر ہے۔ عورتوں کی یہ باتیں سن کر مردوں کو غیرت آئی اور وہ شہداء کی لاشوں کو دفنانے پر آمادہ ہوگئے۔ مرد لاشوں کو دفنانے کے لیے جب قبریں کھودنے لگے اور انہوں نے ایک جگہ سے تھوڑی سی مٹی ہٹائی

تھی تو نیچے سے ایک لوح برآمد ہوئی جس پر لکھا تھا یہ قبر حسینؑ کے لیے تیار کی گئی ہے جس کی لاش تین دن تک بے گور وکفن پڑی رہی۔ پس انہوں نے مظلوم کربلاؑ کو اس قبر میں دفن کیا۔ اور آج بھی آپؑ وہیں مدفون ہیں۔ پھر ان کی بائیں طرف جناب علی اکبر کی لاش کو دفن کیا اور ان کی پائنتی کی طرف ایک کافی بڑا اور گہرا گڑھا کھود کر باقی سب شہداء کو وہاں دفن کر دیا۔ سوائے جناب حبیب ابن مظاہر کے کیونکہ وہ ان کا ہم قبیلہ تھا اور اسے وہ خوب پہچانتے تھے۔

لہٰذا انہیں الگ قبر میں دفنایا گیا اور جناب عباس علمدارؑ کو نہر علقمہ کے کنارے الگ دفن کیا گیا کیونکہ آپ وہیں پر شہادتِ سے سرفراز ہوئے تھے۔

روایت میں ہے کہ جب عمر بن سعد شہداء کے سرنیزوں پر بلند کرکے اپنی فتح کے طبل بجاتا ہوا شہر شہر اور قریہ قریہ سے گزرا تو مظلوم کربلاؑ کا سر بھی باقی شہداء کے ساتھ ساتھ تھا۔ ایک ثقہ راوی کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں مجھے دمشق جانے کا اتفاق ہوا میں ایک جگہ سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ کافی سارے بچے جمع ہیں اور ایک کٹے ہوئے سر کو پتھر مار رہے ہیں۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کس مجرم کا سر ہے؟ تو اس نے کہا یہ حسینؑ کا سر ہے۔ میں نے پوچھا کون حسینؑ؟ تو اس نے کہا وہ حسینؑ جس کی ماں فاطمہ زہرا بنت رسول خداؐ ہے۔

راوی کہتا ہے جب میں نے یہ منظر دیکھا کہ سر حسینؑ کی اس قدر بے حرمتی کی جا رہی ہے تو میں اس قدر رویا کہ مجھے روتے روتے غش آ گیا۔

عزادارو! وہ نازک چہرہ جس کو جناب سیدہ پیار کرتے کرتے نہیں تھکتی تھیں جب اسی نازک سر کو خاک وخون میں غلطاں کرکے یزید لعین کے دربار میں تخت کے سامنے رکھا گیا تو وہ حرام زادہ شاخ بید آپ کے دندان مبارک پر مارتا، قہقہے لگاتا اور کہتا

Presented by www.ziaraat.com

''حسینؑ تو تو بہت جلد بوڑھا ہوگیا''

آپ کے سراقدس کے دفن کے بارے میں کئی روایات ہیں لیکن جناب امام جعفر صادق علیہ فرماتے ہیں کہ موالیان حیدر کرارؑ میں سے ایک شخص نے دمشق سے سر اقدس سرقہ کر کے کربلا میں آپ کی قبر اطہر میں دفن کیا۔اسی لیے آپ کے بالین کی طرف کھڑے ہوکر زیارت پڑھنا مستحب ہے۔

الا لَعنۃُ اللّٰہ عَلٰی القومِ الظّالِمِینَ

☆☆☆☆☆

مجلس 35

قافلۂ اہلبیتؑ کی کوفہ میں آمد

Presented by www.ziaraat.com

پینتیسویں مجلس

قافلہ اہل بیت کی کوفہ میں آمد

قَدْ وَرَدَ فِی الْخَبَرِ عَنِ الْاِمَامِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ اَنَّهُ قَالَ مَنْ ذُکِرْنَا عِنْدَهُ فَبَکٰی لِمُصَابِنَا وَلِمَا اَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

چھٹے لال ولایت امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے اوپر ہونے والے مصائب کو سنے اور ان مصائب پر آنسو بہائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے گا اگرچہ وہ صحرا کے ذروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

بحار الانوار میں ایک روایت مسلم سے مروی ہے جو معماری کا کام کرتا تھا' وہ کہتا ہے کہ ایک دفعہ ابن زیاد نے مجھے کوفہ کے قلعہ کی مرمت کے لیے بلایا جو اس وقت اس کا سرکاری دفتر تھا۔ میں کام میں مشغول ہوگیا ایک دن کوفہ کے کوچہ و بازار سے ایک شور و غل بلند ہوا۔ میں نے ساتھ والے مزدور سے اس بے تحاشا شور و غل کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ عراق میں ایک خارجی نے امیر شام یزید کے حکم سے سرتابی کی اور جنگ کے دوران میں مارا گیا اب اس کا سر مع اس کے رفقاء کے سروں کے بازار کوفہ میں لوگوں کو دکھانے کے لیے لائے ہیں۔ میں نے پوچھا اس شخص کا نام کیا تھا اس نے کہا اس کا نام حسینؑ ابن علیؑ تھا۔ جب میں نے یہ ہلاکت خیز خبر سنی تو اس مزدور کو کسی بہانے سے باہر بھیجا اور خود اس قدر رویا اور اپنا منہ پیٹا کہ مجھے ایسا لگا جیسے میری آنکھوں

کی بینائی ختم ہوگئی ہے۔ پس میں وہاں سے چلا اور چلتے چلتے محلہ کناس میں جا پہنچا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ چالیس کے قریب بے پالان اونٹ آ رہے ہیں جن پر بچے اور مستورات سوار ہیں۔

آگے والے اونٹ پر سوار کو میں نے غور سے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ علی بن الحسینؑ ہیں جن کے گلے میں اس قدر وزنی طوق تھا۔ آپ کے نازک گلے کی رگوں سے خون جاری تھا اور ہاتھوں کو زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ آپؑ گریہ کر رہے تھے آپ فرما رہے تھے:

''اے بدترین امت! خدا تمہیں پراگندہ کرے۔ تم نے اپنے نبی کی اولاد کو بے گناہ قتل کیا' ان کے اہل حرم کو قید کیا۔ اپنے رسولؐ کی حرمت کا بالکل پاس نہ کیا۔ روز قیامت ہم اپنے جد بزرگوار سے تمہارے اس ظلم کی شکایت کریں گے اور وہ تم سے پوچھیں گے کہ کیا یہی اجر رسالت تھا؟ بتاؤ اس وقت کیا جواب دو گے؟ اے امت جفا کار! تم نبی کی بیٹیوں کو سر برہنہ بے پالان اونٹوں پر شہر بہ شہر پھرا رہے ہو اور اس سے بڑا ظلم یہ کہ تم ہماری مظلومیت پر مسرور ہو رہے ہو اور ہماری مصیبت پر تالیاں بجا رہے ہو''

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی مستورات ان قیدیوں کا تماشہ دیکھنے کے لیے گھروں کی چھتوں پر کھڑی تھیں' جب یہ قافلہ بازار کوفہ میں پہنچا تو کسی عورت نے ان قیدیوں کی طرف صدقہ کی کھجوریں اور روٹیاں پھینکیں۔ تو جناب ام کلثوم نے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

یَا اَهْلَ الْکُوْفَةِ اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَیْنَا حَرَامٌ.''

اے اہل کوفہ! ہم اہل بیت رسولؐ ہیں ہم پر صدقہ حرام ہے''

اور بی بی نے بچوں کے ہاتھ سے وہ کھجوریں اور روٹیاں لے کر پھینک دیں۔

Presented by www.ziaraat.com

مسلم کہتا ہے کہ ابھی بی بی کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ ایک عظیم شوروغل ہوا دیکھا تو شہداء کے سر نیزوں پر سوار آ رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک انتہائی حسین چہرہ جو رسول الثقلینؐ سے مشابہ تھا خاک وخون میں غلطاں تھا جب وہ سر جناب زینبؑ کے پاس آیا تو بی بی بھائی محبت اور ان کی مظلومیت کو دیکھ کر بے قرار ہوگئیں اور غم کے مارے اپنا سر چوب محمل کے ساتھ اتنے زور سے مارا کہ آپ کی پیشانی سے خون بہنے لگا۔ اور بھائی کے سر اقدس کی طرف اشارہ کر کے انتہائی دل گرفتگی کے ساتھ کہا:

''اے بھیا حسینؑ! یہ بدقسمت بہن تیرے قربان جائے مجھے پتہ نہ تھا کہ میری تقدیر میں یہ لکھا ہے تجھ جیسے ماہ لقا بھائی کا سر نوک نیزہ پر دیکھوں۔ اے بھائی حسینؑ اپنی سکینہؑ سے تو بات کرو قریب ہے کہ یہ معصوم سی بچی آپ کی جدائی کے غم سے دنیا سے چل بسے۔ بھیا اسے کچھ تسلی دیں۔ بھیا آپ تو ہماری معمولی سی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکتے تھے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم پر کس قدر مصیبتیں ڈھائی جا رہی ہیں؟ بھیا! ہم پر یہ سب آپ کس طرح برداشت کر رہے ہیں۔ بھیا! ذرا اپنے فرزند دلبند زین العابدینؑ کو تو دیکھو ظالموں نے اس ضعیف وناتواں بیمار کو کس طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے؟ بھلا وہ ان مصائب کو کیسے برداشت کر سکتا ہے اور اس پر مزید ظلم یہ کہ اس پر تازیانے برسائے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں کوئی اس کا حامی وناصر بھی نہیں کوئی اس کی آواز پر لبیک کہنے والا بھی نہیں۔

اپنے بیٹے کو سینے سے لگائیے اسے تسلی دیجئے۔

ابو مخنف ابن حبیب سے روایت کرتے ہیں جس وقت اشقیاء اہلبیتؑ کے سروں کو لے کر بازار کوفہ میں آئے تو تقریباً ایک گھنٹہ تک خزیمہ نامی دروازے کے پاس ٹھہرے رہے۔ میں ان سروں کے پاس گیا چلتے چلتے جب میں مظلوم کربلا حسینؑ کے سر

کے قریب گیا تو آپ سورۃ کہف کی تلاوت فرما رہے تھے جب آپ تلاوت کرتے کرتے اس آیۃ اَم حَسِبتَ اَنَّ اَصحَابَ الکَھفِ وَالرَّقِیمِ پر پہنچے تو میں نے اپنا منہ پیٹ لیا اور عرض کیا اے فرزند رسولؐ آپ کی مظلومیت کا واقعہ اصحاب کہف سے زیادہ عجیب ہے یہ منظر قیامت سے کم نہیں کہ اہل بیت رسولؐ کے سر نوک نیزہ پر سوار ہوں اور نبیؐ کی بیٹیاں سر ننگے بازاروں میں پھرائی جا رہی ہیں۔ اسی طرح ایک اور روایت مقتل ابو مخنف میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہ جس میں وہ اشقیاء اہل بیت سے سروں کو لے کر کوفہ میں آئے تو میں ایک چبوترے پر بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ نقارے اور طبل بجتے آ رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے اہل بیتؑ رسول کے سر نیزوں پر بلند کئے ہوئے آ رہے ہیں جب مظلوم کربلاؑ کا سر میرے پاس پہنچا تو مولاؑ سورۃ کھف کی اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے اَنَّ اَصحَابَ الکُھفِ وَالرَّقِیمِ جب میں نے یہ آیت سنی تو فَلَطمَتُ وَجھِی وَنَادَیتُ یَابنَ رَسُولِ اللّٰہِ حَمَلُ رَاسِکَ وَقَتلَکَ اعجَبُ مِن قِصَّۃِ اَصحَابِ الکُھفِ. میں نے اپنا منہ پیٹ لیا اور عرض کیا اے رسولؐ کے فرزند آپ کے قتل اور آپ کے سر کو نیزہ پر بلند کر کے پھرائے جانے کا واقعہ اصحاب کہف کے قصہ سے کئی درجے عجیب ہے۔ سروں کے بعد میں نے دیکھا کہ مخدرات عصمت وطہارت بے پالان اونٹوں پر سر برہنہ قید چلی آ رہی ہیں اور بچے ماؤں کی گود میں رو رہے ہیں۔ اور بیبیاں حسرت ویاس کی تصویر بنی نوحہ کرتی آ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں وَاجَدَّہُ وَامُحَمَّدَاہ لَبَّیکَ تُشَاھِدُ نَا بِھٰذِہِ الحَالِ.

اے نانا۔ اے محمدؐ ہماری اس مظلومیت پر گواہ رہنا ہم بے پالان اونٹوں پر سر برہنہ قید ہیں اور کوئی ہماری فریاد سننے والا نہیں۔

الا لَعنَۃُ اللّٰہ علی القوم الظَالمِین

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

36

خاندانِ عصمت دربارِ ابنِ زیاد میں

چھتیسویں مجلس

خاندان عصمت دربار ابن زیاد میں

فِی مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ اَنَّهُ لَمَّا دَخَلَ الْکُوْفَةَ اللِّیَامُ بِرَاسِ الْحُسَیْنِ وَاَهْلِبَیْتِه عَلٰی ابْنِ زِیَادِهٖ وَهُوَ فِی مَجْلِسٍ عَامٍّ وَقَدْ غَصَّ مَکَانُهٗ بِالْخَوَاصِ وَالْعَوَامِ.

مقتل ابومخنف میں ہے کہ جب اشقیا امامؑ مظلوم کے اہل بیتؑ کے اس لٹے ہوئے قافلے کو لے کر ابن زیادؑ کے دربار میں پہنچے تو وہ بدنہاد اپنے مصاحبین کے ساتھ دربار میں مسند نشین تھا اور دربار تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب امام زین العابدینؑ کو اس ولد الزنا کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے پوچھا تم کون ہو؟ بیمار کربلاؑ نے کہا:

میں حسینؑ کا بیٹا علی ہوں۔ اس بد بخت نے کہا مجھے تو اطلاع دی گئی ہے کہ علی ابن الحسینؑ کو معرکہ کربلا میں قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ میرے چھوٹے بھائی تھے جنہیں بے جرم وخطا انتہائی ظلم سے شہید کر دیا گیا اور وہ وقت دور نہیں جب ان مظلوں کے خون کا حساب تجھ سے مانگا جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ تو کوئی جواب نہ دے سکے گا۔ راوی کہتا ہے کہ مولاؑ کے یہ الفاظ سن کر اس نے اپنا سر جھکا لیا۔ پھر اپنے

Presented by www.ziaraat.com

سپاہیوں کی طرف متوجہ ہوا کہ مجھے ان میں سے ہر بی بی کے نام ونسب سے آگاہ کرو۔ پس سپاہیوں نے ایک بی بی کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اے امیر! یہ زینبؑ بنت علیؑ ہے یہ سن کر اس بے حیا نے کہا: ''اے علیؑ کی بیٹی مجھ سے کوئی بات کرو۔ یہ سننا تھا کہ بی بی کو جلال آیا اور فرمایا: اے دشمن خدا تو نے ہماری تذلیل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا حالانکہ تو جانتا ہے کہ ہم نبیؐ کی بیٹیاں ہیں۔ ہمارے گھر میں تو فرشتے بھی بغیر اجازت کے نہیں آیا کرتے تھے۔ اس بدبخت نے آپ کا یہ سخت لام سن کر کہا:

اے زینبؑ! تو نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بھائی کے ساتھ کیا کیا؟ وہ چاہتا تھا کہ یزید بن معاویہ سے خلافت چھین لے اور خود مسند نشین ہو۔ لیکن خدا نے اس کے ارادے کو ملیامیٹ کر دیا اور حسینؑ کی یہ آرزو بار آور نہ ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ اس گستاخ کا یہ کلام سننے کے بعد بی بی کو اتنا غصہ آیا اور آپ نے فصاحت و بلاغت سے جواب دیا گویا محسوس ہوتا تھا کہ خود امیر المومنین علی علیہ السلام بول رہے ہیں بی بی نے فرمایا:

اے نجس کتے! تیرے کہنے کے مطابق اگر میرے بھائی نے خلافت لینے کا قصد کیا تھا تو یہ بھی کوئی جرم نہیں تھا بلکہ یہ ان کا حق تھا۔ لیکن تو نے اہل بیتؑ کے ساتھ جو ظلم کیے ہیں ان کی وجہ سے تو نے خود کو عذاب جہنم کا حق دار بنا لیا ہے۔ اے بدنہاد! جو ظلم تو کر سکتا تھا وہ کر لیے! اب اس وقت کے لیے تیار رہ جب اس عادل وقہار کے دربار میں تو بطور مجرم پیش ہوگا اور میرے نانا رسول کائنات میرے بھائی کے خون کے مدعی ہوں گے۔ بتلا اس وقت تو کیا جواب دے گا؟ بی بی کا یہ کلام سن کر وہ بدبخت سخت طیش میں آیا اور چاہا کہ آگے بڑھ کر مارے بی بی کو لیکن عمر بن حریث نامی ایک شخص اٹھا اور کہا اے امیر! یہ عورت ہے اور کسی عورت پر تمہارا ہاتھ اٹھانا مناسب نہیں۔ پس وہ بدبخت

اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ جب یہ منظر مظلوم کربلا کے بیمار بیٹے نے دیکھا تو آپ کا کلیجہ غیرت سے پھٹ گیا۔ آپ نے اس لعین کو مخاطب کر کے فرمایا اے بدبخت تجھے شرم تو نہیں آتی کہ تم نبی زادیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر باتیں کر رہے ہو۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سننا تھا کہ اس بدنہاد کو اتنا غصہ آیا کہ اپنے جلادوں کو حکم دیا: کہ اس بیمار کو قتل کر دو جب وہ جلاد بیمار کربلا کی بڑھے تو جناب زینبؑ بیمار بھتیجے سے لپٹ گئیں اور فرمایا: اے بدبخت کیا حسینؑ کے قتل سے تیرا جی نہیں بھرا کہ اس آخری سہارے کو بھی ہم سے جدا کرنا چاہتے ہو؟۔ خدا کی قسم میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔ اگر تو اس کو قتل کرنے پر آمادہ ہے تو پھر پہلے مجھے قتل کر تا کہ میں بیمار بھتیجے کا قتل نہ دیکھوں۔ جب ظالم نے بی بی کا یہ اضطراب اور مصمم ارادہ دیکھا تو جلاد کو کہا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ ایسی محبت کا اظہار میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ پھر اس بدبخت نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ ان قیدیوں کو قید خانے میں بند کر دو۔ جناب زینبؑ کہتی ہیں کہ اس مظلومیت کے عالم میں ہمارا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ کسی کو ہمارے ساتھ غمخواری کی توفیق نہ ہوئی۔ اس عرصے میں ہمارے پاس کوئی عورت ہمیں فرزند رسولؐ کا پرسہ دینے نہ آئی۔ اگر کوئی عورت آئی بھی تو وہ خود کسی کی کنیز ہوتی تھی۔

راوی کہتا ہے کہ اہل بیتؑ اطہار کو زندان میں بند کرنے کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ حسینؑ کے سر کو میرے پاس لاؤ۔ جب ایک طشت میں رکھ کر مظلوم کربلا کے سر کو اس کے سامنے رکھا گیا تو وہ بدنہاد آپ کے لب ہائے نازنین پر بار بار چھڑی مارتا اور خوش ہوتا تھا۔ اس کے بعد اس نے خولی بن یزید اصبحی کو حکم دیا کہ یہ سر تم اپنی حفاظت میں اپنے گھر لے جاؤ اگر یہ گم ہوا تو تجھ سے اس کا مواخذہ کیا جائے گا۔ پس وہ بدبخت آپ کا سر لے کر گھر چلا گیا اور رومال میں لپیٹ کر اسے مکان کے ایک کونے میں رکھ

Presented by www.ziaraat.com

دیا۔ آپ کے چہرۂ انور کے نور سے اس کا گھر منور ہو گیا خولی کی بیوی جو مومنہ تھی اس کو بہت تعجب ہوا۔ اس شقی سے پوچھا کہ رومال میں کیا ہے؟ جس کی روشنی سے سارا گھر روشن ہو گیا ہے؟ اس بدبخت نے جواب دیا:

''یہ فرزند رسول حسینؑ کا سر ہے۔ وہ بی بی یہ سن کر

فَبَكَتْ وَقَالَتْ يَاعَدُوَّ اللهِ اَلْبَشِرْ بِسُخْطِ اللهِ وَعَذَابِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

بہت روئی اور کہا اے دشمن خدا! اپنے آپ کو خدا کے غضب اور عذاب کے لیے تیار رکھ۔

اے بدبخت! آج سے نہ میں تیری زوجہ ہوں اور نہ تو میرا شوہر ہے۔ اس ظالم نے باون دستے کا دستہ اس کے سر پر اتنی زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور خود گھر سے بھاگ کر اپنی دوسری بیوی ثعلبیہ کے گھر چلا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ خولی نے وہ سر اقدس تنور میں رکھ دیا تھا، خولی کی بیوی کہتی ہے کہ میں ساری رات روتی اور تڑپتی رہی اور مجھے مطلق نیند نہ آئی۔ ناگاہ میں نے سنا کہ آپ کا سر اطہر تلاوت فرما رہا ہے اور آپ یہ آیت مبارکہ تلاوت کر رہے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

یعنی عنقریب ان لوگوں کو پتہ چل جائے گا جنہوں نے ظلم کیے کہ وہ کہاں کہاں پہنچ گئے؟ وہ مومنہ کہتی ہے کہ آپ کے سر اقدس سے یہ الفاظ سن کر میں اس شدت سے روئی کہ روتے روتے مجھے غش آ گیا۔ پس جب مجھے غش سے آفاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ جناب سیدۂ کونین فاطمہ زہراؑ اپنے بیٹے کا سر آغوش میں لے کر رو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں۔

''اے میرے نور نظر اے میرے لخت جگر! افسوس صد افسوس کہ تجھ بے گناہ غریب الوطن کئی دن کا پیاسا قربانی کے جانور کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ اور کوئی تیری مدد کو نہ پہنچا۔''

وہ مومنہ کہتی ہے کہ بی بی کا یہ نوحہ سن کر غم کے مارے مجھے دوبارہ غش آ گیا، پھر جب افاقہ ہوا تو دیکھا کہ سر اقدس اسی طرح پھر تنور میں رکھا ہوا ہے۔ صبح خولی ملعون وہ سر لے کر چلا گیا۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
37

شہدائے کربلا کے سروں کی شام روانگی

سینتیسویں مجلس
شہدائے کربلا کے سروں کی شام روانگی

وَقَالَ اَبُوْ مَخْنَفٍ اِنَّ ابْنَ زِيَادٍ اِسْتَدْعٰى شِمْرًا وَ خُوْلِىُ وَعَمَرَ بْنَ الْحَجَّاجِ وَ شِيْتَ بْنَ رَبْعِى الَّذِىْ مِنَ اَرْبَعَةِ الَّذِيْنَ بَنُوْ اَرْبَعَ مَسَاجِدَ لِقَتْلَ الْحُسَيْنِ ؑ.

جب شہدائے کربلا کے سر ابن زیاد کے پاس پہنچے تو اس نے شام میں یزید کو ایک خط ارسال کیا جس میں قتل امام حسینؑ، فتح کربلا اور اہل بیتؑ کے اسیروں کے بارے میں مکمل حالات لکھ کر مبارک باد دی۔

اس کے جواب میں یزید نے ابن زیاد کو لکھا کہ مجھے تمہارے فہم وفراست کے بارے میں جو گمان تھا تم اس پر پورے اترے ہو تم نے میرے خوابوں کو تعبیر دی ہے لہٰذا ہم تم سے بہت خوش ہیں پس تم شہداء کے سر اور اہلبیتؑ کے قافلے کو میرے پاس بھیج دو تا کہ ہم دنیا والوں کو بتا سکیں کہ باغیوں کا کیا انجام ہوتا ہے؟ پس اس لعین نے بروایت ابومخنف شمر ابن ذی الجوشن خولی بن یزید اصبحی، عمر بن حجاج اور شیث بن ربعی چار افراد کی سرگردگی میں پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ شہداء کے سروں اور لٹے قافلے کو شام کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جس شہر سے گزرو وہاں کے حاکم کو حکومت کی طرف سے کہنا کہ اپنے اپنے شہروں کو سجاؤ یزید کی فوج کا استقبال کرو اور حسینؑ کے قتل کا جشن مناؤ۔

Presented by www.ziaraat.com

مندرجہ بالا چاروں افراد وہ لعین ہیں جنہوں نے امام حسینؑ نواسہ رسولؐ جگر گوشہ بتول کی شہادت کی خوشی میں کوفہ میں چار مساجد تعمیر کرائیں تھیں۔

پس یہ قافلہ کوفہ سے چلا اور پہلی منزل مقام حصاصہ کو قرار دیا۔ پھر وہاں سے منزل تکریب پر قیام کیا۔ اور حاکم شہر کو کہلا بھیجا کہ شہر کو سجاؤ سب مرد وزن زینت کریں پس انہوں نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا ان کی اس قدر خوشی کا مظاہرہ کرنے پر وہاں کے نصاریٰ نے اس کا سبب دریافت کیا تو اس قوم بدنہاد نے کہا کہ حاکم شام یزید پر کچھ لوگوں نے خروج کیا ہے پس ہم نے مع اصحاب کو قتل کیا اور ان کے اہل وعیال کو قیدی بنا کر شام لے جارہے ہیں۔ نصاریٰ نے پوچھا کہ اس کا نام کیا تھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا نام حسین ابن علیؑ تھا۔ انہوں نے پوچھا اس کی ماں کا کیا نام تھا۔ کہا فاطمۃ بنت محمدؐ یہ سن کر انہوں نے پوچھا هل هي بنتُ نبيكم قالوا نعم . کہا وہ فاطمہ جو تمہارے نبی کی بیٹی تھی؟ تو ان بدبختوں نے جواب دیا ہاں یہ اسی حسینؑ کا سر ہے اور یہ اس کے اہل وعیال۔ ہیں یہ سن کر نصاریٰ نے کہا لعنت ہو تم پر اپنے نبی کی ذریت کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہو۔ تم کیسے مسلمان ہو کہ نبی کے بیٹے کو قتل کر کے اس کی مخدرات کو قید کر کے ان کی تذلیل کرتے ہو اور مسلمانی کا دعویٰ بھی کرتے ہو؟ خدا کا شکر ہے کہ ہم اس جفا کار قوم کا حصہ نہیں ہیں۔ اس کے بعد دیر تک میں چلے گئے اور کافی دیر مظلوم کربلا کی مظلومیت پر روتے رہے۔

تکریب سے یہ قافلہ وادی نمہ میں پہنچا۔ ناگاہ رونے کی آوازیں آنے لگیں تمام جنات آپ پر گریہ کر رہے تھے اور کہتے تھے ہائے افسوس کہ وہ عظیم ہستی قتل کر دی گئی جس کی محمد مصطفیٰؐ اپنی آغوش میں پرورش کرتے رہے۔ جس کی پیشانی کے رسول خدا بوسے لیتے تھے۔ ہائے افسوس اس ہستی کو ذبح کر دیا گیا جو عرب اور عجم سب سے

زیادہ قابل تکریم تھی۔ جس کا نانا محمدؐ، جس کا بابا علیؑ اور جس کی ماں فاطمہ الزہراؑ ہیں۔

وہاں سے یہ بدبخت مرشاد نامی قریہ میں پہنچے جب وہاں کے باشندوں نے امام حسینؑ کے سر اقدس سے نور کی شعاعیں نکلتی دیکھیں تو سمجھ گئے کہ یہ کوئی بزرگ ہستی ہے اور اسے بڑے ظلم سے ذبح کیا گیا ہے اور اس کے اہل وعیال کو قید کر کے لے جایا جارہا ہے۔ لہٰذا روتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے وہ کہتے جارہے تھے اللہ تمہارے قاتلوں پر لعنت کرے۔

مقتل ابو مخنف میں سہل بن سروردی سے منقول ہے کہ جن ایام میں فرزند رسولؐ امام حسینؑ شہید ہوئے تھے انہیں ایام میں میں بھی ہزار دینار لے کر اپنے شہر سے عازم حج ہوا۔ کوفہ سے شام کی طرف چلا کہ اثنائے راہ میں میں نے ایک قافلہ دیکھا جو شام کی طرف عازم سفر تھا۔ ان کے محاصرے میں بہت سے سر تھے جو نیزوں پر بلند تھے۔ ان کے ساتھ کچھ مستورات اور بچے تھے۔ جن کے لباس پھٹے ہوئے تھے اور وہ بے پالان اونٹوں پر سوار تھے یہ دیکھ کر میں نے اہل لشکر سے پوچھا کہ تم کس کے سپاہی ہو اور یہ سر کن کے ہیں اور یہ بچے اور مستورات کون ہیں؟ تو لشکر والوں نے جواب دیا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم یزید کے سپاہی ہیں۔ یہ حسینؑ اور ان کے عزیز واقارب کے سر ہیں اور یہ ان کے اہل وعیال ہیں۔ جن ہم حاکم شام کے پاس شام لے کر جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ حسینؑ کون تھا؟ جس کو قتل کر کے تم اتنے خوش ہو رہے ہو اور اس کے اہل وعیال کو قید کر کے لے جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا یہ حسین فرزند علیؑ ابن ابی طالبؑ تھا جس نے یزید پر خروج کیا تھا میں نے پوچھا کہ اس کی قوم قبیلے کا کچھ پتہ ہے تو انہوں نے کہا اس کی ماں کا نام فاطمہ بنت محمدؐ ہے سہل کہتا ہے یہ سننا تھا کہ وفور غم سے میں رونے لگا۔ روتے روتے میں اس لٹے ہوئے قافلے کے پاس گیا دیکھا کہ

Presented by www.ziaraat.com

ایک بی بی اتنی شدت اور مظلومیت سے رو رہی ہے کہ ہر سننے والے کا جگر پھٹا جا رہا تھا اور وہ یہ بین کر رہی تھیں۔ ہائے افسوس کہ ہم لاوارث ہو گئے۔ ہمارا کوئی فریاد رس نہیں۔ اس فلک کج رفتار نے ہمیں انواع واقسام کے مصائب میں مبتلا کیا۔ سہل کہتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ بی بی کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ ام کلثوم دختر امیر المومنین علیؑ ابن طالبؑ ہیں۔

اَلا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظَّالِمِینَ

☆☆☆☆☆

مجلس
38

حالات سفرِ شام

Presented by www.ziaraat.com

اڑتیسویں مجلس

حالات سفر شام

مقتل ابو مخنف میں ہے کہ منزل مرشاد سے یہ بدکردار مقام کحیل پر پہنچے جو موصل کے قریب ہے۔ وہاں سے انہوں نے حاکم موصل خالد بن مشیط کو ایک خط بھیجا کہ ہمارے لیے کھانے پینے کا سامان لے کر فوراً ہمارے پاس پہنچو اور شہر کو خوب سجاؤ اور یزید کی فتح کا جشن مناؤ۔ چنانچہ حاکم موصل کے حکم پر سب اہل موصل نقارے بجاتے ہوئے خوش وخرم اس قافلے کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلے لیکن جب ان کی نظر مظلوم کربلا کے سر اقدس اور مستورات اور بچوں پر پڑی تو پوچھا یہ سر کن کے ہیں اور یہ عورتیں کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک باغی نے عبیداللہ ابن یاد سے بغاوت کی پس ابن زیاد نے اپنی فوج بھیج کر ان کا قلع قمع کر دیا اور ان کی عورتوں کو قید کرلیا اب ہم انہیں یزید کے پاس دمشق لے کر جا رہے ہیں۔ اہل موصل نے پوچھا کہ اس باغی اور سرکش کا نام کیا تھا تو انہوں نے کہا: حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ یہ سن کر انہوں نے کہا کیا تم نے حسینؑ بن فاطمہؑ الزہراء کو شہید کر دیا ہے! تو بدبختوں نے کہا ہاں! ہم نے اسی حسینؑ کو قتل کیا ہے۔ یہ سنتے ہی اہل موصل میں سے کئی لوگ آمادۂ جنگ ہوئے اور کہا اے ظالمو! خدا تم پر لعنت کرے تمہارے امیر اور یزید سب پر لعنت ہو۔ تم اولاد انبیاء کے قاتل ہو۔ جلدی سے یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ سب کو مار دیا جائے گا۔

روایت میں ہے کہ ان اشقیاء نے کوچ کرنے میں تھوڑی سی دیر کی تو اہل موصل تلواریں لے کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان میں سے ستر کے قریب سپاہیوں کو فی النار کر دیا اور کئی زخمی ہو گئے۔ پس وہ بھاگ کر رحبہ مزاجین میں جا ٹھہرے اور تین گھنٹے وہاں قیام کر کے شہر خزا کے قریب میں پہنچے جو کثیر الخلقت (Over Papulated) شہر تھا۔ وہاں بھی انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع پہنچائی جب اہل خزا نے ان بے دینوں کی آمد اور ارادے کی اطلاع پائی تو اپنے شہر کے دروازے بند کر لیے اور فصیل پر چڑھ کر ان پر لعنت و ملامت کی اور کہا جلد از جلد یہاں سے دفع ہو جاؤ تم اولاد انبیاء کے قاتل ہو کہیں تمہاری بدبختی کی وجہ سے ہم بھی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

ابو مخنف کہتا ہے کہ یہ سن کر وہ وہاں سے کوچ کر کے شہر نعمان میں پہنچے وہاں کے باشندے اس لشکر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان کی بہت زیادہ عزت و تکریم کی اور انہیں کھانے پینے کا سامان بھی بہم پہنچایا۔ ان کی خوشی کا یہ منظر جناب زینبؑ نے دیکھا تو پوچھا اس شہر کا نام کیا ہے۔ لوگوں نے کہا اسے بلدہ نعمانیہ کہتے ہیں آپ نے بد دعا کی خدا اس شہر کو ویران و برباد کرے اور ان لوگوں پر ایسا حاکم مسلط کرے جو ان پر ہرگز رحم نہ کرے۔ پس وہ بدکردار بلدہ نعمانیہ سے کوچ کر کے شہر شیراز میں پہنچے تو اہل شہر نے پوچھا کہ یہ کس کے سر ہیں اور یہ قیدی کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''یہ حسینؑ ابن علیؑ کا سر ہے اور یہ اس کے اہل حرم ہیں۔ یہ سننا تھا کہ اہل شہر نے تلواریں نکال لیں اور کہا یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے۔

پس وہ نامراد آگے چل دیئے اور شہر قرطان کے قریب پہنچے۔ اور شہر میں داخل ہونا چاہا لیکن وہاں کے باشندگان ان حریصوں کی حرکات سے پہلے ہی مطلع ہو چکے تھے۔ لہٰذا اپنے شہر کے دروازے بند کر لیے۔ یہ بدبخت شہر کے باہر شب بسری کرنے

Presented by www.ziaraat.com

کے بعد منزل حماۃ پر پہنچے وہاں کے باشندوں نے بھی اپنے شہر کے دروازے بند کر لیے۔ وہاں یہ بدبخت منزل حمص پر پہنچے اور ایک دیر میں ٹھہرے جب رات ہوئی تو دیر کے بوڑھے راہب نے دیکھا کہ ان سروں سے ایک ایسا نور ساطع ہو رہا ہے جو زمین سے آسمان تک چلا جا رہا ہے اور اس روشنی سے سارا دیر منور ہے تو وہ بوڑھا راہب باہر نکلا اس نے دیکھا کہ ایک سر جوان سے زیادہ نورانی ہے آسمان سے فرشتوں کی فوج در فوج اس سر کی تعظیم وتکریم کر رہے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

السلام علیک یا ابا عبداللہ ! اے بے کس ومظلوم حسین ہمارا اسلام قبول کیجئے۔

یہ منظر دیکھ کر وہ راہب ساری رات تڑپتا رہا صبح کے وقت جب ان ظالموں نے کوچ کا ارادہ کیا تو راہب نے پوچھا اے گروہ شیاطین ! تم کون ہو اور یہ سر کس مقدس ہستی کا ہے؟ تو سب نے خولی کی طرف اشارہ کیا۔ راہب نے خولی سے وہی سوال کیا تو خولی نے کہا یہ اس باغی کا سر ہے جس نے عبیداللہ ابن زیاد پر خروج کیا تھا اور یہ اس کے اہل وعیال ہیں۔

راہب کہتا ہے اس باغی کا نام کیا تھا۔ خولی نے کہا حسینؑ ابن علی یہ سن کر راہب کہتا ہے کہ کیا تم نے فاطمہ بنت محمدؐ کے بیٹے کو قتل کیا ہے؟ خولی نے کہا: ہاں وہی حسینؑ یہ سنتا تھا کہ راہب رونے پیٹنے لگا اور کہا: ''خدا کی لعنت ہو ایسی قوم پر جس نے اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کیا اور اس کے اہل حرم کو مقید کر کے شہر بہ شہر پھرا کر ان کی تذلیل کر رہے ہیں''

پھر راہب نے کہا ایک مرتبہ یہ سر اقدس کھول کر مجھے دیکھا میں زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ خولی نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ دمشق جا کر یزید کے سامنے ہی اس سر کو کھولوں گا اور انعام پاؤں گا۔ راہب نے کہا تجھے یزید سے کس قدر انعام کی امید

ہے؟ خولی نے کہا دس ہزار درہم کی راہب نے کہا اگر میں تجھے اتنی رقم دے دوں تو تھوڑی دیر کے لیے یہ سر میرے حوالے کر سکتے ہو تاکہ میں اس کی زیارت کر لوں۔ اتنی بڑی رقم کے لالچ میں آ کر اس نے سر راہب کے حوالے کرنے پر رضا مندی کا اظہار کیا۔ پس راہب نے وہ رقم دی اور سر کو لے کر اپنی عبادت گاہ میں پہنچا۔ سر اقدس کو کھولا اور مشک وگلاب سے معطر کیا اور کمال ادب اور تعظیم سے اپنی آنکھوں سے لگایا۔ اور آپ کے نازنین لبوں کے بوسے لیے۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ روتا رہا اور درج ذیل بین کرتا رہا:

''اے فرزند رسولؐ مجھ ناچیز پر یہ امر بہت دشوار ہے کہ آپ ایسی مظلومیت سے ان کتوں کے ہاتھوں ذبح کیے گئے۔ امر خولی ملعون آپ کے سر اقدس کو نوک نیزہ پر بلند کر کے اس طرح شہر بہ شہر پھراتا رہے اور آپ کے اہل حرم کو قید کر کے سر برہنہ کوچہ و بازار میں ان کی تذلیل کرتا پھرے۔ افسوس صد افسوس کہ میں کربلا میں حاضر ہو کر آپ کی نصرت نہ کر سکا۔ اب سوائے کف افسوس ملنے کے میرے پاس اور کچھ بھی نہیں۔ میرے آقا! میں اس وقت تک اپنا سر آپ کی بارگاہ سے نہ اٹھاؤں گا جب تک آپ میری شفاعت کی ضمانت نہ دے دیں'' یہ سن کر سر اقدس مظلوم کربلاؑ سے آواز آئی۔ ''اے راہب اگر میری شفاعت کے طالب ہو تو میرے نانا کے دین کا اقرار کر لو میں شفاعت کی ضمانت دیتا ہوں'' اس پر راہب نے کہا: ''مولا گواہ رہنا میں خدا کی واحدانیت اور آپ کے نانا کی رسالت اور آپ کے بابا کی امامت کا اقرار کر رہا ہوں۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 39

اھلِ بیتؑ عسقلان میں

انتالیسویں مجلس

اہل بیتؑ عسقلان میں

فِی الْمُنْتَخَبِ اَنَّهٗ لَمَّا وَصَلَ الْقَوْمُ مَعَ الرُّوْسِ وَالسَّبَایَا اِلٰی عَسْقَلَانَ وَ كَانَ اَمِیْنُ الْبَلْدَةِ یَعْقُوْبُ الْعَسْقَلَانِیْ فَاَمَرَ اَنْ یُزَیِّنَ الْبَلَدُ۔

کتاب منتخب میں منقول ہے کہ جب لشکر یزید کا یہ قافلہ شہر عسقلان کے قریب پہنچا تو وہاں کے حاکم یعقوب عسقلان (یہ بدبخت میدان کربلا میں شامل تھا) نے اپنی رعایا کو حکم دیا کہ تمام مرد و زن لباس فاخرہ پہن کر خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے لشکر یزید کا استقبال کریں اور اس عظیم فتح پر ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کریں کیونکہ اس سے زیادہ خوشی کا اور کوئی دن نہیں۔

پس یہ قافلہ بڑے کروفر سے شہر میں داخل ہوا۔ عین اسی وقت زریر خزائی نامی تاجر بھی تجارت کی غرض سے بازار عسقلان میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ تمام بازار تماشائیوں سے بھرا ہوا ہے اور سب ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ زریر نے یہ حال دیکھ کر کمال تعجب سے اہل شہر سے وجہ پوچھی اور کہا کہ یہ کن بے کسوں کے سر ہیں اور یہ عورتیں کون ہیں جو سر برہنہ اونٹوں پر سوار ہیں؟

Presented by www.ziaraat.com

لوگوں نے کہا:

تو اس شہر میں نووارد معلوم ہوتا ہے اور تجھے اس سارے معاملے کی مطلقاً خبر نہیں۔ اس نے کہا: میں تاجر ہوں اور ابھی تھوڑی دیر پہلے شہر میں آیا ہوں۔ اور مجھے واقعاً کوئی علم نہیں''

پس لوگوں نے بتایا کہ حاکم شام یزید بن معاویہ کے مخالفین کی ایک جماعت نے سرزمین عراق پر سرکشی اور بغاوت کی تھی۔ یزید نے ایک لشکر عظیم بھیج کر ان سب کو قتل کروا دیا اور ان کے اہل حرم کو قید کر دیا۔ یہ انہیں کے سر ہیں اور یہ ان کی عورتیں ہیں۔ زریر نے پوچھا وہ باغی مسلمانوں میں سے تھا یا کفار میں سے؟ بتایا گیا کہ وہ نہ صرف مسلمانوں میں سے تھے بلکہ عظیم مؤمنین لیکن ان کا سردار حکومت کا مدعی تھا اس لیے مارا گیا۔ زریر کہتا ہے اس کا نام ونسب کیا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس کا نام حسینؑ ابن علیؑ تھا۔ اور اس کی ماں فاطمہؑ بنت محمدؐ تھی۔ جب زریر نے یہ سنا کہ فرزند رسول کو قتل کیا گیا ہے تو اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا لعنت ہو تم پر رسول کے بیٹے کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہو۔ لعنت ہو تمہارے دین پر کہ دین کی اساس کو ذبح کر کے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو۔ اس ظلم عظیم پر گریہ وبکا کرنے کے بجائے خوش ہو رہے ہو اور اس دن کو روز عید قرار دے رہے ہو۔ پس وہ روتا پیٹتا جناب سید الساجدینؑ کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اس ظلم عظیم پر پرسہ دیا' سلام کیا مولا نے اس کی طرف دیکھ کر سلام کا جواب دیا۔ اور کہا اے سعادت مند تعجب ہے کہ ہمارے حال پر تمام مردوزن خوشی منا رہے ہیں اور تم رو رہے ہو۔ زریر کہتا ہے کہ میں نے کہا مولا میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ مولا آپ کی مظلومیت دیکھ کر جگر پاش پاش ہوا جاتا ہے لیکن مولا کیا کروں میں غریب الوطن ہوں اور اپنے قوم قبیلے سے بہت دور ہوں ورنہ ان اشقیاء سے لڑتے لڑتے اپنی جان آپ

کے قدموں پر نچھاور کر دیتا۔ مولاؑ نے اس کے یہ جذبات محبت دیکھ کر کہا خدا تجھے اس اظہار ہمدردی پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ زریر نے کہا مولا میرے لائق کوئی حکم ہو تو ارشاد فرمائیے۔

مولا نے کہا زریر اگر کر سکتے ہو تو کسی طرح اس شخص کو راضی کر کے آگے لے جاؤ جس کے پاس اس سر والا نیزہ ہے تاکہ لوگ اس سر کو دیکھنے میں مشغول ہو جائیں اور رسول کی بیٹیاں ان ظالموں کی نظروں سے محفوظ ہو جائیں۔ زریر کہتا ہے کہ میں نے اس نیزہ بردار ملعون کو پچاس مثقال سونا دیا اور بہت منتوں سے اسے مخدرات عصمت و طہارت کے اونٹوں سے آگے لے گیا۔ پس تماشائی سر اقدس مظلوم کربلاؑ کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ میں دوبارہ مولاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مولاؑ اور کوئی حکم ہو جو میں بجا لاؤں۔ مولا نے کہا زریر ممکن ہو تو کچھ چادریں لا دو تاکہ میں اپنی ماؤں اور بہنوں کے سر ڈھانپ سکوں۔ زریر کہتا ہے کہ میں نے حکم کی تعمیل کی کہ اسی اثنا میں ایک شوروغل بلند ہوا کہ شمر آ رہا ہے میں نے شمر کو دیکھا تو صبر اور ضبط نہ کر سکا اور شمر کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا: ''خدا تجھ پر لعنت کرے شرم نہیں آتی رسول ثقلینؐ کے بیٹے کو تین دن کا پیاسا رکھ کر جانوروں سے بھی بدتر سلوک کے ساتھ بے جرم وخطا ذبح کر دیا۔ آپ رسولؐ کی بیٹیوں کو سر برہنہ بے پالان اونٹوں پر شہر بہ شہر پھرا کر ان کی تذلیل کرتے ہو اور اس ظلم عظیم پر نادم ہونے کی بجائے خوشیاں منا رہے ہو؟ اس بدبخت نے یہ الفاظ سنے تو طیش میں آ گیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو مارو زریر کہتا ہے کہ انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش گیا۔ رات کے کسی حصے میں جب مجھے ہوش آیا تو وہ قافلہ جا چکا تھا۔

الا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 40

قافلۂ اہلِ بیتؑ دمشق میں

چالیسویں مجلس

قافلہ اہل بیتؑ دمشق میں

فِی کُتُبِ السِّیَرِ وَالْاَخْبَارِ اَنَّهُ لَمَّا قَرُبَ الْكُفَّارُ مِنْ دَمِشْقِ وَارَادُو اَنْ يَدْخُلُوا فِيهِ بِالرُّؤُسِ وَالنِّسَاءِ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوهِ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ عَظُمَ ذٰلِکَ عَلٰی بَنَاتِ مُحَمَّدٍ۔

تاریخ کی معتبر کتب میں منقول ہے کہ جب فوج یزید اہل بیت کے قافلے کے ساتھ دمشق کے قریب پہنچی تو سب نے باہم مشورہ کیا کہ اب رات ہو گئی ہے لہٰذا کل صبح کے وقت شہداء کے سروں اور مستورات کو بازار سے لے کر گزریں گے تاکہ ان کی تذلیل میں کوئی کسر نہ رہ جائے راوی کہتا ہے کہ جب حیرت خیز خبر نبی زادیوں کو ملی تو وہ نہایت بے قرار اور مضطر ہوئیں اس خبر سے ہر بی بی کا غم دو چند ہو گیا پس جناب ام کلثوم نے شمر ملعون کو اپنے قریب بلوایا اور فرمایا:

''شمر! میں تجھ سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں اگر نبی کی بیٹی سمجھ کر مان لو گے تو یہ عرب کی حمیت سے بعید نہیں ہوگا۔'' اس شقی القلب نے کہا آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟

جناب ام کلثوم نے فرمایا:

''ہم نے سنا ہے کہ کل صبح تم ہم بے وارثوں کو لے کر بازار شام میں جاؤ گے

Presented by www.ziaraat.com

اور ہم بے کسوں کا تماشہ دیکھنے کے لیے تماش بین بھی جمع ہوں گے۔ اے شمر! میں یہ چاہتی ہوں کہ ہمیں ایسے راستے سے لے جاؤ جس پر تماشائی کم ہوں نیز شہداء کے سروں والے نیزہ برداروں کو کہنا کہ وہ ہم سے آگے آگے چلیں تاکہ لوگ سروں کو دیکھنے میں مشغول ہو جائیں اور ہم نامحرموں کی نظروں سے محفوظ رہیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس ملعون نے بی بی کی یہ خواہش سن اس پر عمل کرنے کے حکم دیا کہ مستورات کو ایسے راستے سے لا کر چلو جس پر تماشائیوں کی بھیڑ ہو۔ اور نیزہ بردار بھی عورتوں کے ساتھ ساتھ چلیں تاکہ ان کی تذلیل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہو۔

چنانچہ اس بدنہاد کے حکم کے مطابق ویسا ہی کیا گیا وہ قافلے کے آگے آگے یہ اعلان کرتا جارہا تھا:

''اے اہل شام! باغیوں کا یہ قافلہ آرہا ہے ان کا تماشا دیکھو۔ اللہ کا شکر ہے کہ حسینؑ مع اپنے اصحاب کے قتل ہوگیا اور اس کے اہل حرم قید ہو کر امیر شام کے دربار میں لائے جارہے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس تذلیل و تفضیح کے ساتھ یہ قافلہ کئی مشکل مراحل طے کرتے ہوئے قصر یزید تک پہنچا یزید لعین اپنے تخت پر بڑے کروفر سے بیٹھا شراب خوری اور شطرنج کھیلنے میں مصروف تھا۔ سارا دربار زرنگار کرسیوں سے بھرا ہوا تھا۔ عوام و خواص اپنی اپنی مسندوں پر شیطان کی طرح براجمان تھے۔ اور حاکم شام نے اعلان کروا رکھا تھا کہ آج تمام امور دنیا موقوف کر کے عید مناؤ قمار بازی اور شراب خوری کرو۔ لہٰذا ہر طرف تماشائیوں کا اژدھام تھا۔ ایسے دردناک ماحول سے گزر کر سایہ عصمت میں پروان چڑھنے والی نبی کی بیٹیاں داخل دربار ہوئیں۔ سب سے پہلے یزید نے امام حسینؑ کا سر طلب کیا، خولی ملعون مظلوم کربلا کے سراقدس کو ایک طشت میں رکھ کر یزید کے سامنے لے گیا۔ اور اتنی حقارت سے وہ سر یزید کے تخت کے نیچے گرایا

کہ ابوالقاسم بن محمد کہتا ہے کہ پس میں نے اس سے زیادہ حقارت سے کو کوئی چیز بھی پھینکتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ پس جب خولی نے طشت سے رومال اٹھایا۔ یزید بید کی چھڑی مظلوم کربلا کے ہونٹوں اور دانتوں پر مارتا اور قہقہے لگاتا اور کہتا:

''حسینؑ تمہارے ہونٹ کتنے خوبصورت ہیں؟ حسینؑ تو کتنی جلدی بوڑھا ہوگیا'' راوی کہتا ہے کہ یزید کا یہ ظلم وستم دیکھ کر دربار میں موجود ابو برزہ سلمی نامی ایک شخص کو بہت غصہ آیا اس نے کہا:

''یزید خدا تجھ پر لعنت کرے اور تمہارے دونوں ہاتھ قطع کرے اور تجھے سخت عذاب میں مبتلا کرے رسول خدا کے بیٹے کے لبوں پر چھڑی مار رہا ہے۔ اے ملعون! خدا کی قسم میں نے خود دیکھا کہ رسول ثقلینؐ ان لبوں کے بار بار بوسے لیا کرتے تھے اور کہتے تھے تم میری آنکھوں کا نور ہو۔ اور جوانان جنت کے سردار ہو۔

خدا تمہارے قاتلوں پر لعنت کرے اور تم پر ظلم کرنے والوں کو نار جہنم میں داخل کرے کیونکہ وہ بدترین جگہ ہے۔ یزید ابو برزہ کی یہ لعن طعن سن کر سخت غضب ناک ہوا اور کہا ابو برزہ اگر تو بوڑھا نہ ہوگیا ہوتا اور عقل و فہم کے ہوتے ہوئے یہ سب کچھ کہتا تو میں ابھی تجھے قتل کروا دیتا۔ لیکن اب یہاں سے نقل جاؤ پس اس بدبخت نے ابو برزہ کو ذلیل و خوار کر کے اپنی ناپاک محفل سے نکلوا دیا۔

پھر حکم دیا کہ حسینؑ کے سر کو لوگوں کی عبرت کے لیے دمشق کی جامع مسجد کے دروازے پر لٹکا دو۔ پس ایسے ہی کیا گیا۔ پھر وہ بدبخت اہلبیتؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا مجھے ان عورتوں کے نام ونسب سے آگاہ کرو۔ پس یزید کے سپاہیوں نے ایک ایک بی بی کا تعارف کروانا شروع کیا اور کہا:

''امیر وہ زینبؑ! ہے وہ ام کلثومؑ! ہے وہ رقیہؑ! ہے۔ وہ سکینہؑ! ہے وہ

Presented by www.ziaraat.com

......جناب سکینہؑ کہتی ہیں کہ جب وہ بد زبان ہمارا نام و نسب بتا رہے تھے تو دربار میں بیٹھے ہوئے ایک شامی نے میری طرف اشارہ کر کے کہا! یزید یہ بچی مجھے دے دو کیونکہ مجھے کنیز کی شدید ضرورت ہے۔ جب جناب سکینہؑ نے اس گستاخ کے یہ الفاظ سنے تو ڈر کے مارے اپنی پھوپھی کے دامن کو پکڑ لیا کہ کہیں بدنہاد مجھے اس شامی کی کنیزی میں نہ دے دے۔ جب جناب زینبؑ نے معصوم سکینہؑ کا یہ حال دیکھا تو آپ کو تسلی دی کہ یہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتا۔ جب یزید نے جناب زینبؑ کے یہ الفاظ سنے تو غضب ناک ہو کر کہا:

خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو اس لڑکی کو ابھی اس شامی کے حوالے کر دوں۔

جناب زینبؑ نے اس کی یہ بات سن کر کہا: یزید تو جھوٹا ہے تو ایسا ہرگز نہیں کرسکتا کیونکہ یہ نبیؐ کی نواسی ہے اور نبیوں کی بیٹیاں کسی کی کنیزی میں نہیں رہ سکتیں۔ آپ کے یہ الفاظ سن کر وہ بدبخت اور بھی طیش میں آیا اور کہا زینبؑ تو جانتی نہیں کہ میں کون ہوں؟ کیا تمہیں اپنی جان کی مطلق کوئی پروا نہیں۔ پس جناب رسالت مآبؐ اور حضرت علیؑ کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے لگا اور ان کی طرف خروج کی نسبت دینے لگا۔

اس پر جناب زینبؑ نے فرمایا:

اے دشمن خدا جن کی وجہ سے دین کی آبیاری ہوئی ہے ان کی طرف خروج کی نسبت دیتا ہے۔ یزید کیا ہوا جو تو آج مسند نشین ہے اور تیرے ہاتھ میں عنان حکومت ہے۔ ہم کنیزوں کی طرح تیرے دربار میں لاچاروں اور مجبوروں کی طرح کھڑے ہیں جو کہنا چاہتا ہے کہہ لے لیکن اپنے انجام کو نہ بھول۔ کل تجھے ان تمام مظالم کا حساب دینا ہوگا'' یہ سن کر اس بدبخت نے اپنا سر جھکا لیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب اس مرد شامی نے جناب سکینہؑ کو اپنی کنیزی

میں لینے پر بار بار اصرار کیا تو جناب ام کلثوم نے غصے میں آ کر فرمایا! اے لئیم! خدا تیری زبان کو قطع کرے، تیری آنکھیں ضائع ہوں تیرے ہاتھ پاؤں شل ہوں اور خدا تجھے واصل جہنم کرے راوی کہتا ہے کہ ابھی جناب ام کلثومؑ کے یہ الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ وہ بدبخت عذاب میں مبتلا ہو گیا اس کی زبان قطع ہو گئی آنکھوں سے نابینا ہو گیا۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے اور وہیں دربار میں واصل جہنم ہو گیا۔

اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
41
مخدراتِ عصمت بازارِ شام میں

اکتالیسویں مجلس

مخدرات عصمت بازار شام میں

معتبر روایت میں ہے کہ جب یزید پلید کو اہل بیتؑ کے قافلے کے بارے میں یہ اطلاع دی گئی کہ وہ دمشق کے باہر آ چکے ہیں تو اس نے حکم دیا کہ شہداء کے سروں اور مستورات کو ایسے راستے سے لایا جائے جس پر تماشائی زیادہ ہوں۔ تا کہ ہر کوئی علیؑ کی بیٹیوں کو سر برہنہ دیکھے اور ان کی خوب تذلیل ہو اور سروں کے ساتھ بیس ہزار سپاہی ہوں اور وہ دمشق دروازہ اوسط سے شہر میں داخل ہوں۔ پس اس بدبخت کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ شہداء کے سروں کو نیزوں پر بلند کر کے اس دروازہ پر پہنچے اور ایک گھنٹہ تک مظلوم کربلاؑ کے سر کو اس دروازے پر لٹکائے رکھا۔ تا کہ لوگ خوب جی بھر کر ان کے سر کا تماشا دیکھ سکیں۔ پھر یہ بدبخت دروازہ فرادیس پر پہنچے وہاں بھی ایک جم غفیر مظلوموں کا تماشا دیکھنے کے لیے موجود تھا۔ وہاں سے یہ بدکردار باب ساعات پر پہنچے اور تین گھنٹے تک سر مظلوم کربلاؑ کو اس دروازے پر نصب کیے رکھا۔ یاد رہے کہ یہ دروازہ ترک و دیلم کی کنیزوں کو ٹھہرانے کے لیئے تھا۔ جہاں نبی کی بیٹیوں کو کھڑے رکھا گیا۔ قافلے کے آگے آگے ایک سگ ناپاک بلند آواز سے اعلان کرتا جا رہا تھا اے اہل شام! یہ علیؑ و بتولؑ کی بیٹیاں ہیں جو امیر شام کے دربار میں پیشی کے لیے لے جائی جا رہی ہیں۔ راوی کہتا ہے اس وقت جناب علی بن الحسینؑ سید الساجدین بھی ایک بے پالان شتر پر سوار تھے اور آپ کے پاؤں کو اونٹ کے پیٹ کے ساتھ اس طرح باندھا

Presented by www.ziaraat.com

گیا تھا کہ آپ کے پاؤں کی پنڈلیوں سے خون جاری تھا۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ابراھیم بن طلحہ نامی ایک بدنہاد حضرت امام زین العابدین کے پاس آیا اور کہا:

''اے علیؑ بن الحسینؑ خدا کا شکر ہے کہ آج تو شرمندہ، ذلیل اور مغلوب اور قید ہو کر یہاں پہنچا ہے'' مولاؑ نے اس کی یہ گستاخی سن کر فرمایا:

''او بدبخت! ابھی جب اذان ہوگی تو غور سے سننا تجھے خود بخود پتہ چل جائے گا کہ کون غالب ہے اور کون مغلوب ہے۔ پس یہ قافلہء اہل بیتؑ انتہائی تکالیف سہتا ہوا مشکل اور دشوار گزار راستے سے قصر یزید تک پہنچا۔ دروازے پر پہنچ کر توقف کیا اور اجازت طلب کی کافی دیر کے بعد اجازت ملی اور یہ قافلہ اندر داخل ہوا۔ اس وقت یزید سر پر جواہر سے مرصع تاج سجائے لباس فاخرہ زیب تن کئے تخت سلطنت پر شیطان کی طرح براجمان تھا۔ پورا دربار عمائدین اور خواص وعوام سے بھرا ہوا تھا۔ سب سے پہلے اس بدکردار نے مظلوم کربلاؑ کا سر طلب کیا جب سر پیش کیا گیا تو بید کی چھڑی آپ کے لبوں پر مارتا اور کہتا: ''لوگو! یہ اس شخص کا سر ہے جو اپنے آپکو مجھ سے افضل سمجھتا تھا۔ اور اپنے آپ کو سزاوار خلافت سمجھتا تھا۔ اپنے باپ کو میرے باپ سے افضل اور اپنی ماں کو میری ماں سے افضل جانتا تھا۔

صاحب بحارالانوار نے جناب سید الساجدینؑ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یزید یہ باتیں کر رہا تھا تو بادشاہ روم کا سفیر بھی وہاں پر موجود تھا۔ اس نے پوچھا یزید یہ مقتول کون ہے اور اس کا حسب نسب کیا ہے۔ یزید نے پوچھا تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو تو اس نے جواب دیا:

''اے امیر میں جب اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاتا ہوں تو وہ مجھ سے ان علاقوں کے عجیب وغریب واقعات سنتا ہے۔ اگر مجھے اس مقتول کے نام ونسب سے

آگاہی ہو جائے تو میں یہ قصہ اپنے بادشاہ کو سناؤں گا۔ پس یزید نے کہا اس کا نام حسین ابن علیؑ ہے۔ رومی نے کہا: ''میں اس کے اور اس کے باپ کے نام سے آگاہ ہو چکا ہوں'' اس کی ماں کا نام بتاؤ یزید؟ نے کہا اس کی ماں کا نام فاطمہؑ بنت محمدؐ ہے یہ سن کر اس رومی نے کہا اے یزید خدا تجھ پر اور تیرے دین پر لعنت کرے یَا یَزِیْدُ لِی دِینٌ اَحسَنُ مِنْ دِینِکَ ۔ اے یزید میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اگرچہ ان میں اور مجھ میں کئی پشتوں کا فاصلہ ہے لیکن میری قوم آج بھی میری عزت کرتی ہے اور میرے پاؤں کی مٹی کو آنکھوں سے لگاتی ہے۔ تو کیسا بے حیا اور بے دین ہے کہ تو نے اپنے نبیؐ کے نواسے کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں۔ پس تمہارا دین کتنا بدتر ہے اور تو خود کتنا بدتر ہے اس کی یہ گفتگو سن کر یزید کو سخت طیش آیا اور کہا اس کو قتل کر ڈالو۔ رومی سفیر نے کہا یزید تو مجھے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے؟ یزید نے کہا ہاں! ابھی اور اسی وقت پس اس رومی نے کہا یزید سن رات کو خواب میں میرے پاس جناب محمدؐ تشریف لائے تھے اور مجھے بشارت دی تھی کہ اے نصرانی! تو اہل بہشت میں سے ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک میں متعجب تھا کہ میں نصرانی ہوں اور مسلمانوں کے نبی مجھے جنت کی بشارت دے رہا ہے اب سمجھتا ہوں کہ وہ کیوں مجھے جنت کی بشارت دے رہے تھے۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمدؐ سید الانبیاء ہیں۔ پھر اس نے سر اقدس مظلومؑ کو اپنے سینے سے لگایا آپ کے لبوں پر بوسے دیئے اور کہا حسینؑ: گواہ رہنا میں تیرے نانا کی شریعت پر مر رہا ہوں۔ اتنے میں جلاد نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور وہ خوش بخت مظلوم کربلا کا سر آغوش میں لے کر راہی بہشت ہوا۔

اَلاَ لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِین

Presented by www.ziaraat.com

مجلس
42
اہلِ حرم دربارِ یزید میں

بیالیسویں مجلس
اہل حرم دربار یزید میں

فِی البِحَارِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بِن اَدْھَمْ اَنَّهُ قَالَ کُنْتُ اَسِیحُ مَعَ القَافِلَةِ فِی البَارِیَةِ

بحار الانوار میں ہے۔ ابراہیم بن ادھم سے منقول ہے کہ ایک سال میں حج کے لیے احجاج کے ایک قافلے کے ساتھ چلا۔ ایک منزل پہ میں کسی وجہ سے قافلے سے جدا ہوگیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک کم سن، خوبصورت بچہ پیدل چلا جا رہا ہے۔ میں نے سوچا اس دشت پر بلا اور صحرائے بے آب و گیاہ میں یہ صغیر سن تن تنہا کہاں جا رہا ہے؟ اس کے پاس نہ کوئی زادراہ ہے نہ کوئی سواری۔ پس میں اس بچے کے قریب گیا۔ سلام کیا اور پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے تمہارے پاس کوئی زادراہ ہے نہ کوئی سواری پس اس نے جواب سلام کے بعد فرمایا:

زَادِی تَقْوَی وَرَحِلَتِی رِجْلَایَ وَقَصْدِیْ مَوْلَایَ.

میرا زادراہ تقویٰ ہے۔ میرے پاؤں میری سواری ہیں اور میرا مقصود اپنے پروردگار کے گھر حاضری ہے۔

میں نے عرض کیا:

نظر زادراہ قطع نظر کے آپ کے پاس تو کھانے پینے کے لیے بھی کچھ نہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

جواب ملا:

''اے شیخ! اگر تجھے کوئی اپنے گھر بلائے تو کیا تو اپنے گھر سے اپنا کھانا ساتھ لے کر جائے گا؟ ابراہیم کہتا ہے:

''جب اس بچے سے میں نے یہ کلام بلاغت نظام سنا تو چپ ہو گیا۔ میں نے کہا اچھا پھر ذرا جلدی کریں کہ کہیں آپ راستہ نہ بھول جائیں۔ جواب ملا اے شیخ! منزل مقصود تک پہنچانا بھی اسی مالک کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ابراہیمؒ کہتا ہے کہ میں اس شہزادے سے محو گفتگو تھا کہ ایک حسین نوجوان سفید لباس زیب تن کیے نمودار ہوا۔ اور اس شہزادے کے قریب آ کر بڑے ادب سے سلام کیا' معانقہ کیا اور واپس چلا گیا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو میں جلدی سے اس کے قریب پہنچا اور کہا تجھے اس ذات کبریا کی قسم جس نے تجھے یہ حسن عطا فرمایا ہے بتا یہ شہزادہ کون ہے جس کا تو اتنا ادب واحترام کر رہا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کیا تو نہیں جانتا یہ علی زین العابدینؑ ہیں اور حسینؑ بن علیؑ کے بیٹے ہیں۔ پس میں مولا امام سجادؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

''مولاؑ یہ بزرگ کون تھے جو آپ کو سلام کر رہے تھے۔ مولاؑ نے جواب دیا! ابراہیم یہ حضرت خضرؑ (نبی) تھے اور یہ ان کا روزانہ کا معمول ہے کہ میری خدمت میں پہنچ کر مجھے سلام کرتے ہیں اور رخصت ہو جاتے ہیں۔

عزادارو! کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جس ہستی کے سلام کے لیے انبیاء آئیں مسلمانوں نے اس پر اتنے ظلم کیے کہ ساری زندگی روتے رہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا! بابا جان آپ کے بابا کی شہادت کے بعد اہل کوفہ وشام کس طرح آپ کو قید کر کے یزید کے پاس لے گئے تو آپؑ نے فرمایا:

''بیٹا! وہ مجھے ایک بے پالان اونٹ پر سوار کر کے میرے بابا کا سر نوک نیزہ پر بلند کر کے' مخدرات عصمت وطہارت کو رسیوں میں باندھ کر لے گئے۔ نیزہ بردار سپاہی ہمارے اردگرد تھے۔ بیٹا! اگر ہم میں سے کوئی اس ظلم عظیم پر روتا تھا تو وہ لعین ہمیں نیزے مارتے تھے۔ بس اسی ظلم وجور کے ساتھ ہم دمشق میں داخل ہوئے جب ہمیں یزید کے پاس لے جایا گیا تو ہم اہل بیتؑ کے بارہ افراد ایک رسی میں بندھے ہوئے تھے اور یزید ملعون لباس فاخرہ زیب تن کیے بڑے غرور سے تخت نشین تھا اور ہماری طرف مطلقاً توجہ نہیں کر رہا تھا۔ پس میں نے اسے مخاطب کر کے کہا:

''یزید میں تجھ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں''

اس نے بڑے غرور سے کہا:

''کہو لیکن کوئی نامناسب بات نہ کرنا'' میں نے کہا:

''یزید ذرا یہ تو بتا کہ اگر رسول کائنات ہمیں اس ذلت وخواری سے تیرے سامنے بندھا ہوا دیکھیں تو تیرے بارے میں کیا فرمائیں گے۔''

سید ابن طاؤس نقل کرتے ہیں کہ آپ کا یہ کلام سن کر بدبخت لرز گیا اور اپنے سپاہیوں سے کہا کہ ان کی گردن کی رسیاں کھول دو۔ اس کے بعد یزید نے کہا مجھے ان مستورات کے نام ونسب سے آگاہ کرو۔ سپاہی ایک ایک بی بی کا تعارف کروانے لگے۔ اس شقی نے ایک ننھی بچی کی طرف اشارہ کر کے کہا: کہ بتاؤ یہ بچی کون ہے؟ جس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو ڈھانپا ہوا ہے۔ سپاہی نے کہا:

''اے امیر! یہ سکینہؑ بنت الحسینؑ ہے۔ یزید نے جناب سکینہؑ کی طرف دیکھ کر کہا: ''اے بچی کیا تیرا نام سکینہؑ ہے؟ یہ سننا تھا کہ جناب سکینہؑ بلند آواز سے رونے لگیں۔ یزید نے پوچھا: ''بچی! تیرے اس رونے کا سبب کیا ہے؟'' تو جناب سکینہ نے

Presented by www.ziaraat.com

جواب دیا“

یزید! اس سے بڑھ کر رونے والی اور بات کیا ہوسکتی ہے کہ میں نبی کی نواسی ہو کر تیرے دربار میں لوگوں کے سامنے سر برہنہ کھڑی ہوں اور تجھ سے ہم کلام ہوں۔

یزید نے کہا:

”سکینہ! اس قید میں گزرے ہوئے وقت کے بارے میں کچھ بتاؤ“؟

جناب سکینہ نے کہا:

”یزید ہم اہل بیتؑ پر اتنے ظلم ہوئے ہیں کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے پس ان مصائب میں سب سے ادنیٰ مصیبت یہ ہے کہ جب سے میرے بابا شہید ہوئے تب سے مجھے سونا نصیب نہیں ہوا۔ اور میرے نہ سونے کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم سب کو بے پالان اونٹوں پر سوار کر دیا گیا تو مجھے ایک انتہائی کمزور اور لاغر اونٹ پر بٹھایا گیا جو راستے میں ٹھوکریں کھا کر گر پڑتا تھا اور میں بھی اس سے گر پڑتی تھی اور اس اونٹ سے گرنے کے خوف سے اگر پیدل چلتے چلتے تھک کر گر پڑتی تھی تو یہ بے رحم رجز بن قیس جو تیرے سامنے کھڑا ہے مجھے تازیانے مارتا تھا۔ ایسے میں کوئی میری فریاد سننے والا بھی نہ تھا۔ یزید کیا کیا سنو گے۔ تمہارے سپاہیوں نے جب میرے بیمار ناتواں بھائی سجادؑ کو اونٹ پر سوار کرایا تو وہ شدت مرض اور کمزوری سے گر پڑتے تھے۔ پس انہوں نے میرے بھائی کی دونوں ٹانگوں سے رسیاں باندھ کر اونٹ کے پیٹ کے ساتھ باندھ دیں جس کی وجہ سے ان کی پنڈلیاں زخمی ہو گئیں ہیں۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس 43

مظلومِ کربلا کی شہادت کی خبر مدینے میں

Presented by www.ziaraat.com

تینتالیسویں مجلس

مظلوم کربلاؑ کی شہادت کی خبر مدینے میں

قَالَ الصَّادِقُ اِنَّ الْبُكَاءَ عَلَى الْحُسَيْنِ يَحُطُّ الذُّنُوبَ الْعِظَامَ

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ میرے جد امجد حسینؑ کی مصیبت پر رونا گناہان کبیرہ کو محو کر دیتا ہے۔

روایت میں ہے کہ جس وقت سادات کا لٹا ہوا قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا اور اس نے مظلوم کربلا کا سر اپنے سامنے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور مختلف شہروں میں اپنے حکام کو اس مضمون کا ایک خط لکھا ''خدا کا شکر ہے کہ ہم نے کافی جدوجہد کے بعد حسینؑ ابن علیؑ پر فتح حاصل کر لی اس کا کٹا ہوا سر میرے سامنے پڑا ہوا ہے اور اس کے اہل حرم قید ہو کر میرے سامنے کھڑے ہیں۔ پس تم سب کو مبارک ہو۔ تم جلد از جلد اس خبر کو عام کر دو تا کہ آل سفیان کے خیر خواہ خوشیاں منائیں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کے شیعہ مغموم و گریاں ہوں۔ خط لکھوانے کے بعد وہ عبدالمالک سلمٰی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے کہا یہ خط لے کر فوراً حاکم مدینہ عمرو بن سعید کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ جلد از جلد قتل حسینؑ کی خبر کو عام کر دے۔ عبدالمالک کہتا ہے کہ میں وہ خط لے کر مدینہ روانہ ہو گیا۔ اثنائے راہ میں مجھے ایک قرشی شخص ملا اس نے پوچھا کہ تو شام کی طرف سے آ رہا ہے، کیا تمہیں خبر ہے کہ کربلا میں ہونے والی جنگ میں کون فتح یاب ہوا ہے۔

عبدالمالک کہتا ہے میں نے کہا کہ میں یزید کا پیغام رساں ہوں اگر یہ معلوم کرنا ہے کہ کون فتح مند ہوا تو آؤ میرے ساتھ حاکم مدینہ کے پاس چلو تا کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ کون فاتح ہے۔ جب اس نے یہ جواب سنا تو انا للہ.......... پڑا۔ اور کہا:

حاکم مدینہ کے پاس جا کر کیا کرنا ہے؟ تیرے انداز ہی نے بتا دیا ہے کہ ہمارے آقا و مولا کائنات کے سردار حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ عبدالملک کہتا ہے کہ میں اسے روتا پیٹتا چھوڑ کر حاکم مدینہ کے پاس پہنچا سلام جواب کے بعد اس سے کہا کہ میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جس کو پڑھ کر تم خوش ہو جاؤ گے۔ جب اس نے وہ خط پڑھا تو بہت خوش ہوا اور مجھے حکم دیا کہ مدینہ کی گلی کوچوں میں اس بات کا اعلان کر دو۔ پس میں نے مدینہ کی گلیوں میں اعلان کیا لوگو! امیر شام نے حسینؑ ابن علیؑ پر فتح حاصل کر لی اور انہیں مع انصار کے قتل کر دیا ہے عبدالملک کہتا ہے کہ جب میں محلہ بنی ہاشم میں پہنچا اور امام حسینؑ کی شہادت کی خبر کا اعلان کیا تو ہر گھر سے رونے پیٹنے کی آوازیں آنے لگیں۔ ہائے حسینؑ! ہائے حسینؑ! کی آوازیں آ رہی تھیں کوئی بی بی یہ کہہ رہی تھی اے حسینؑ افسوس صد افسوس کہ آپ کی شہادت کی خبر سننے کے لیے اب تک زندہ ہوں ہائے افسوس میں اس سے پہلے کیوں نہ مر گئی۔ محلہ بنی ہاشم میں قیامت برپا تھی کہ میں نے دیکھا کہ ایک گھر سے ایک بی بی باہر نکلی اس کے پیچھے اور بھی مستورات تھیں میں نے اہل محلہ سے پوچھا کہ یہ بیبیاں کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا اپنی نگاہیں جھکا لو کیونکہ یہ وہ مستورات ہیں جن کی کنیزوں کو ابھی باہر آنا گوارا نہیں ہے۔ لیکن مظلوم کربلا کی شہادت نے ان کو باہر آنے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ بی بی جو سب سے آگے ہے وہ جناب عقیل کی بیٹی ہیں۔

ان کے پیچھے ان کی بہنیں، ام ہانی، اسماء، رملہ اور زینب ہیں۔ یہ معظمہ بی بی

Presented by www.ziaraat.com

عباس باوفا کی ماں جناب ام البنین ہیں۔ پس وہ بیبیاں اسی طرح روتیں پیٹتیں روضہ رسول پر پہنچیں اور رسول معظم کو پرسہ دینے لگیں کہ اے کائنات کے رسولؐ! ظالموں نے تیرے بیٹے حسین کو تشنہ لبی کے عالم میں بے رحمی سے قتل کر دیا اور تمہاری بیٹیوں کو سر برہنہ شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ یا رسول اللہؐ! ہم بے وارث ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ جب بیبیوں نے یہ خبر سنائی تو رسول کائنات کی قبر کانپنے لگی۔ اور مجھے جناب ام البنینؑ کے رونے کا وہ منظر بھی نہیں بھولتا کہ بی بی کہتی تھیں:

''اے حسینؑ! مجھے اس سے قبل موت کیوں نہ آ گئی کہ آپ کی شہادت کی خبر سن رہی ہوں''

اور بی بی کا یہ وطیرہ تھا کہ جب تک زندہ رہیں روزانہ قبر رسولؐ اور جنت البقیع میں جا کر ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ کہہ کر روتی رہتی تھیں۔

اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰالِمِيْنَ

☆☆☆☆

مجلس 44

اہلبیتؑ کی دمشق سے دوبارہ کربلا روانگی

Presented by www.ziaraat.com

چوالیسویں مجلس

اہلبیتؑ کی دمشق سے دوبارہ کربلا روانگی

فِی الْمُنْتَخَبِ اَنَّهُ لَمَا نَدَعُ يَزِيْدُ عَلٰی اَفْعَالِهِ فَاسْتَدْعٰی بِحَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَهُمْ يَا اَهْلَبَيْتِ الرِّسَالَةِ اَيُّمَا اَحَبُّ اَلَيْكُنَّ الْمَقَامُ فِی الشَّامِ وِالرُّجُوْعُ اِلَی الْمَدِيْنَةِ۔

کتاب منتخب میں ہے کہ جب اہل بیت کو قید ہوئے ایک سال پورا ہوگیا اور یزید کو اپنے افعال و کردار سے کچھ ندامت ہوئی تو اس نے اہل حرم کو قید خانہ سے طلب کر کے کہا: ''اے اہلبیتؑ رسول! تمہیں قید سے رہا کیا جاتا ہے۔ تم شام میں رہنا چاہتے ہو یا واپس مدینے جانا پسند کرتے ہو سب اہلبیتؑ اطہار نے باہم مشورہ کر کے کہا:

''یزید! ہم اپنے جد بزرگوار کے روضہ اطہر کی زیارت کے مشتاق ہیں پس ہمیں مدینہ جانے دو''

یزید نے کہا: اے علی ابن الحسینؑ! اگر کوئی خواہش ہو تو بتاؤ تا کہ میں پوری کروں جس سے آپ کے نقصان کا ازالہ ہو سکے۔ یہ سن کر جناب سید الساجدین نے رو کر کہا ''یزید تو میرا کیا کیا نقصان پورا کر سکتا ہے؟ کیا میری جدہ فاطمہؑ کے ہاتھ کا بنا ہوا گلو بند ان کی چادر اور پراہن واپس کر سکتا ہے؟ یہ سن کر وہ بدبخت خاموش ہوگیا۔ پھر

کافی دیر بعد کہا سجادؑ یہ سب کچھ میرے بس میں نہیں۔ پس قافلہ اہلبیت بشیر بن جزلم جو کہ اہل بیتؑ کا وفادار تھا کی سربراہی میں کربلا کی طرف عازم سفر ہوا۔ بشیر جو کہ تمام راستوں سے واقف تھا اہل بیتؑ کے اس قافلے کو لے کر میدان کربلا میں پہنچا ادھر جب قافلہ سادات کی خبر حضرت عبداللہ بن جابر انصاری کو ملی جو کہ مدینہ سے مظلوم کربلاؑ کی زیارت کے لیے آیا ہوا تھا دوڑتا ہوا مولا کی خدمت میں آیا روتے پیٹتے آپ کو شہداء کا پرسہ دیا۔ یہ قافلہ چلتا ہوا قبر مظلوم کربلاؑ پر پہنچا۔ بھائی کی قبر کو دیکھ کر جناب زینب کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا اور آپ بھائی کی قبر اطہر سے لپٹ کر اتنا روئیں کہ قیامت بپا ہوگئی۔ روای کہتا ہے کہ قریب تھا کہ جناب زینبؑ کی روح پرواز کر جائے۔ باقی بیبیاں بھی قبر اطہر کے گرد رو پیٹ رہی تھیں۔ ہر طرف ماتم کا کہرام مچا ہوا تھا۔ جب یہ آوازیں بنی اسد اور اہل غاضریہ نے سنیں تو ان کی عورتیں بھی سر و پا برہنہ دوڑتی ہوئی آئیں اور بیبیوں کو پرسہ دیا۔ ایک روایت کے مطابق تین دن رات اور دوسری روایت کے مطابق سات شب و روز عزاداری ہوتی رہی۔ پھر بشیر بن جزلم نے مولا سجادؑ کی خدمت میں عرض کیا: ''مولا چلنا چاہیے کیونکہ جنگل بیابان ہے۔ میں حالات سے مطمئن نہیں ہوں'' پس کوچ کا فیصلہ ہوا سب افراد اہلبیتؑ شہداء کو الوداع کرتے روتے پیٹتے تیار ہو گئے لیکن جناب زینبؑ بھائی کی قبر سے لپٹ گئیں اور باوجود کوشش کے جانے پر تیار نہ ہوئیں۔ بالآخر سید سجادؑ کے کہنے پر حکم امام سمجھ کر جناب زینبؑ قبر اطہر سے جدا ہونے کے لیے تیار ہوئیں اور یہ بین کرتی ہوئی روانہ ہوئیں۔

''اے میرے مظلوم بھائی! زینبؑ کو تیری قبر سے جدا ہونا گوارا نہیں لیکن کیا کروں لاچاری کی حالت میں جدا ہو رہی ہوں۔ دل تو چاہتا ہے کہ ساری زندگی مجاور بن کر یہاں یہ گزار دوں''

Presented by www.ziaraat.com

پھر آپ نے زمین کربلا کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے زمین کربلا میں تجھ کو اپنی امانت سپرد کر کے جا رہی ہوں اس سید و سردار کا خیال رکھنا میرے بے غسل و کفن بھائی کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

اَلاَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

☆☆☆☆

مجلس 45

قافلہ اہلبیتؑ کی مدینہ کی طرف روانگی

Presented by www.ziaraat.com

پینتالیسویں مجلس
قافلہ اہل بیتؑ کی مدینہ کی طرف روانگی

عَنْ زُرَارَةَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ یَا زُرَارَةِ اِنَّ السَّمَاءِ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ۔

زراہ کہتے ہیں کہ مجھے صادق آل محمدؐ نے فرمایا۔ اے زراہ مرے جد مظلوم کی مظلومیت پر چالیس دن تک آسمان خون برساتا رہا۔ چالیس دن تک زمین بھی روتی رہی۔ سورج کو چالیس دن تک گہن لگا رہا۔ اس غم سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگئے اور چالیس دن تک ملائکہ بھی روتے رہے۔ اے زرارہ! جب سے مظلوم کربلا شہید ہوئے کسی ہاشمی خاتون نے نہ سر میں تیل ڈالا نہ کنگھی کی، نہ خضاب لگایا، نہ مہندی لگائی اور نہ ہی آنکھوں میں سُرمہ ڈالا۔

اور جب تک عبداللہ ابن زیاد کا سر کٹ کر ہمارے پاس نہ آیا تمام مستورات دن رات روتی رہتی تھیں۔

بشیر بن جزلم روایت کرتا ہے کہ کربلا سے سادات کا یہ لٹا ہوا قافلہ جب مدینہ کے پاس پہنچا تو بیمار کربلا نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا بشیر مدینہ میں چلے جاؤ اور لوگوں کو خبر دو کہ نواسہ رسولؐ امام حسینؑ شہیدؑ ہوگئے پس میں آپ کے حکم کے مطابق مسجد نبوی

میں گیا اور اعلان کیا۔

یَا اَهْلَ یَثْرِبَ لَامَقَامَ لَكُمْ بِهَا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَادْمُعِی مِدْرَارُ
الْجِسْمُ بِكَرْ بَلَاَ مَضَرَّجٌ
وَالرَّاسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاةِ یُدَارُ

اے مدینہ کے رہنے والو! اب مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہا کیونکہ اس کا رئیس اور مالک نواسہ رسولؐ کربلا میں مکروفریب سے قتل کردیا گیا۔ اس کا لاشہ بے گوروکفن تپتی ہوئی ریت پر پڑا رہا جبکہ اس کے سر کو ایک مدت تک نوک نیزہ پر بلند کر کے پھرایا جاتا رہا۔

اے مدینہ والو! مدینہ کے وارث یزید کی قید گزار کر شہر کے باہر آئے بیٹھے ہیں علیؑ ابن الحسینؑ اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ شہر کے باہر موجود ہیں۔

بشیر کہتا ہے کہ اس خبر کا سننا تھا کہ مدینہ کی عورتیں ننگے سر اور ننگے پاؤں روتی پیٹتی شہر سے باہر کو دوڑیں۔ ہر طرف حشر کا سا سماں تھا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ اعلان سننے کے بعد ایک بچی نے مجھے اپنے در دولت پر بلوایا اس کے رونے کا منظر قیامت سے کم نہیں تھا۔ اس نے مجھے کہا: ''اے شخص! تو نے اتنی ہلاکت خیز خبر کتنی آسانی سے سنا ڈالی۔ اس خبر سے مرا مرض اور بڑھ گیا اور سوائے رونے کے اس کا اور کوئی علاج نہیں۔ تیری اس خبر نے مجھے مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا:

''آقا زادی! میں تو آپ کا غلام ہوں' بھلا میری کیا مجال کہ سید و سردار حسینؑ کی شہادت کی خبر کا اعلان کرسکوں۔

میں تو بیمار کربلا علیؑ بن الحسینؑ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ بشیر کہتا ہے کہ ابھی

Presented by www.ziaraat.com

میں اس شہزادی سے باتیں ہی کر رہا تھا کہ ہاشمی مستورات روتی پیٹتی مجھے چھوڑ کر شہر سے باہر امام زین العابدینؑ کی طرف روانہ ہوگئیں۔

پس میں گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر جانے لگا۔ لیکن گلیوں میں اس قدر ہجوم تھا کہ مجھے گھوڑے سے اترنا پڑا۔ میں پیدل چلتا ہوا بیمار کربلا کے پاس پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ پرسہ دینے والوں کا بے حد ہجوم تھا مولا خود بھی رو رہے تھے اور باقی سب مرد و زن بھی رو رہے تھے۔ بیمار کربلاؑ نے روتے ہوئے سب کو خاموشی کا اشارہ کیا جب لوگ خاموش ہوئے تو آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار کی شہادت سے لے کر بقیہ تمام سارے مصائب لوگوں کو بتائے اور کہا یہ ایسے عظیم مصائب ہیں جن پر کائنات کی ہر شے رو رہی ہے۔ اور ملائکہ مقربین بھی اس ظلم عظیم پر نوحہ کناں ہیں۔ پس ایسی حالت میں مولا نے شہر میں داخلے کا ارادہ فرمایا۔ جب شہر کے بالکل قریب پہنچے تو جناب ام کلثومؑ نے ایسا دردناک نوحہ پڑھا کہ ہر سننے والے کا کلیجہ چھلنی ہوگیا۔ آپ نے فرمایا:

مَدِينَةَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِيْنَا
فَبِا لْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
خَرَجْنَ مِنكَ بِاَهْلِيْنَ جَمْعًا
رجعنا الْاَرْجَالَ وَلَا بَنِيْنَا

اے ہمارے نانا کے شہر! ہم کو قبول نہ کرنا۔ کیونکہ ہم لٹ کر بکمال حسرت ویاس تجھ میں داخل ہو رہے ہیں جب گئے تھے تو سارا کنبہ ہمارے ساتھ تھا جبکہ آج ہم اس بے کسی سے آرہے ہیں کہ اولاد اور وارثوں میں سے کوئی ہمارے ساتھ نہیں۔

اے مدینہ! آج ہم کس طرح تجھ میں داخل ہونا گوارا کریں کہ جس روز ہم یہاں سے چلے تھے عونؑ، جعفرؑ، عبداللہ، محمد، علی اصغرؑ، قاسمؑ، اکبرؑ، عباسؑ اور حسینؑ آقا

ہمارے ساتھ تھے آج ہم کس مظلومیت اور تنہائی سے تجھ میں آرہے ہیں اٹھارہ بنی ہاشم کے جوانوں میں سے کوئی بھی ہمارے ساتھ نہیں۔ سب کو آن واحد میں بھیڑ بکریوں کی طرح بے رحمی سے ذبح کر دیا گیا۔ اے ہمارے نانا کے شہر ہمارے جد بزرگوار کو بتا کہ تیری بیٹیاں روتی پیٹتی شہر میں داخل ہو رہی ہیں۔ اے مدینہ! ہمارے نانا کو خبر دے کہ تیری امت نے تیرے بیٹے کو انتہائی ظلم سے شہید کر دیا اور تیری بیٹیوں کو قید کر کے بے مقنہ و چادر شہر بہ شہر پھرایا گیا اور کسی نے اس کا لحاظ نہ کیا کہ ہم آپ کی بیٹیاں ہیں۔ پھر بی بی نے اپنے نانا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے نانا! کاش آپ دیکھتے کہ آپ کی باعصمت بیٹیوں کو تیری امت نے کس طرح قید کر کے بے پالان اونٹوں پر باندھ کر حبش اور زنجبار کی کنیزوں کی طرح شہر بہ شہر پھرایا اور ایسے حال میں ہماری فریاد سننے والا بھی کوئی نہیں تھا۔

اس کے بعد بی بی نے اپنی ماں فاطمہ زہراؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اماں! آپ کے سوا ہم کسے اپنے حال سے مطلع کریں۔ اماں کاش آپ دیکھتیں کہ ان ظالموں نے آپ کی بیٹیوں کو کس طرح قیدی کر کے ذلت و خواری سے شہر بہ شہر تماشائیوں کے ہجوم سے گزرا۔ اماں ہمارے سارے وارث ذبح کر دیئے گئے۔ اماں دن رات ہم پر اتنے ظلم ڈھائے گئے کہ غم کی وجہ سے ہماری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اماں اپنے وارثوں کی شہادت کے بعد اس دنیا اور دنیا کی زندگی پر خاک ہے۔ ہم جب تک زندہ رہیں ہماری زندگی موت سے بدتر ہے۔

بشیر کہتا ہے اسی حالت میں روتے پیٹتے سادات کا قافلہ شہر میں داخل ہوا۔ اور سیدھا روضہ رسول پر پہنچا جب جناب زینب نانا کی قبر پر پہنچیں تو قبر سے لپٹ گئیں اور کہا نانا میں آپ کی بیٹی زینب ہوں۔ نانا! حسینؑ ایسا بھائی قتل کرا کے آپ کو اس ظلم کی

Presented by www.ziaraat.com

خبر سنانے کے لیے آئی ہوں۔ نانا آپ کا وہ بیٹا جس کو آپ نے اپنی آغوش میں پالا تھا۔ کربلا کے میدان میں بے یار و مددگار پیاسا ذبح کر دیا گیا اور اس کی لاش کئی روز تک بے گور و کفن گرم ریت پر تڑپتی رہی۔

منقول ہے کہ یہ الفاظ سن کر قبر رسولؐ لرزنے لگی۔ راوی کہتا ہے کہ ہر طرف کہرام مچا ہوا تھا کہ ایک بچی آگے بڑھی اور پھوپھی کا دامن پکڑ کر پوچھا۔ پھوپھی این ابی ، این اخی القاسم واین علی الاکبر . این علی الاصغر ، این عمی العباس پھوپھی میرے بابا کہاں ہے؟ میرا بھائی قاسمؑ کدھر ہے؟ علی اکبرؑ کہاں ہے؟ علی اصغرؑ کہاں ہے؟ میرے چچا عباس کہاں ہیں؟ جب بیبیوں نے یہ الفاظ سنے تو اس قدر گریہ و بکا اور ماتم ہوا کہ گویا مدینہ کی دیواریں بھی چیخ چیخ کر رو رہی ہوں۔ اور جب یہ لٹا ہوا قافلہ اپنے گھر میں پہنچا تو وارثوں سے خالی گھر کو دیکھ کر کئی مخدرات عصمت بے ہوش ہوگئیں۔ روایت کے الفاظ ہیں کہ پھر یہ بیبیاں جب تک زندہ رہیں ان کی ساری زندگی روتے روتے گزر گئی۔ اور جناب ام البنینؑ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ جنت البقیع میں جاتیں اور ہائے حسین! ہائے حسینؑ! کہہ کر روتی رہتیں۔ اہل مدینہ آپ کے بین اور نوحے سن کر روتے تھے۔

الا لَعنَةُ اللهِ عَلَی القَومِ الظّالِمِینَ

☆☆☆☆

مجلس

46

زیارتِ حسینؑ کے فضائل

Presented by www.ziaraat.com

چھیالیسویں مجلس
زیارت حسینؑ کے فضائل

عن الرّضاؑ انّهٗ قال مَنْ ترکَ السّعیَ فی حَوائجِه یومَ عاشورا قضی اللّٰهُ عزّوجلّ حوائجَ الدّنیا والاٰخرة.

حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص روز عاشور اپنی حاجات کے لیے سعی نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی دنیوی اور اخروی تمام حاجات کو برلائے گا۔ جو مومن اس دن کو روز غم قرار دے گا خدا روز قیامت کو اس کے لیے روز فرحت و آرام قرار دے گا۔ جس شخص نے روز عاشور کو روز برکت سمجھ کر دنیاوی مال و دولت کو گھر میں ذخیرہ کیا خدا اس میں ہرگز برکت نہ دے گا اور روز قیامت اس کو یزید بن معاویہ عبداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد کے ساتھ محشور فرمائے گا۔

پس ہر مؤمن کو اس روز دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اپنے گھر میں صف ماتم بچھانی چاہیے اور مظلوم کربلاؑ پر اس طرح رونا پیٹنا چاہیے جس طرح کوئی ماں اپنے جوان بیٹے کی موت پر روتی پیٹتی ہے۔ جب کوئی مؤمن دوسرے مؤمن سے ملے تو مظلوم کربلاؑ کی شہادت کی تعزیت پیش کرے۔ ہر مؤمن پر لازم ہے کہ دور یا نزدیک سے زیارت امام حسینؑ بجالائے اور دو رکعت نماز زیارت بھی ادا کرے۔ اس

دن کو فاقہ ہی بسر کرے اور عصر کے وقت فاقہ کشی کرے اور مظلوم کربلا کے قاتلوں پر لعنت کرے پس جو مؤمن اس دن کو اس طرح گزارے گا خداوند متعال اس کو ہزار حج، ہزار عمرہ اور ہزار ایسے جہاد کا ثواب عطا فرمائے گا جو اس نے رسالتؐ مآب کی معیت میں کیا ہو۔

ہر نبی، ہر وصی، ہر صدیق اور ہر شہید کی شہادت کا اجر اس کو عطا فرمایا جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام بیمار ہوئے تو اپنے خادم سے کہا کہ کسی شخص کو روضۂ اطہر امام حسینؑ پر بھیجو کہ میری شفاء کے لیے دعا کرے۔ میں باہر آیا اور ایک شخص سے مولا کی یہ خواہش بیان کی تو وہ شخص مان گیا اور کربلا میں مظلوم کربلاؑ کے روضہ پر جانے کے لیے تیار ہوگیا۔ لیکن اس نے ایک سوال کیا کہ امام حسینؑ بھی امامؑ ہیں اور امام جعفر صادق بھی امامؑ ہیں پھر مجھے وہاں دعا کے لیے کیوں بھیج رہے ہیں؟ میں نے واپس آ کر اس سوالی کا سوال آپ کی خدمت میں دہرایا تو آپ نے فرمایا: وہ سچ کہہ رہا ہے کہ میں بھی امامؑ ہوں اور وہ بھی امامؑ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کئی جگہوں کو دعا کی قبولیت سے سرفراز فرمایا ہے اور قبر مطہر امام حسینؑ ان مقامات میں سے ہے۔ پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مظلومانہ شہادت کے عوض انہیں چند امور خصوصی طور پر عطا فرمائے ہیں۔ امامت ان کی اولاد میں رکھی گئی ہے۔ ان کی قبر اطہر کی خاک کے اندر شفا عطا فرمائی ہے اور ان کی زیارت کے آنے اور جانے میں جتنا عرصہ لگتا ہے وہ زائر کی عمر میں محسوب نہیں ہوتا۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں ہمارے ہر محبّ کو چاہیے کہ مظلوم کربلا حضرت امام حسینؑ کی قبر اطہر کی زیارت کرے کیونکہ ان کی قبر اطہر کی زیارت کرنے والا ناگہانی حادثات سے محفوظ، پانی میں

Presented by www.ziaraat.com

ڈوب کر مرنے سے محفوظ، آگ میں جلنے سے محفوظ، مکان کے گرنے سے محفوظ اور درندے کے پھاڑ کھانے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص معرفت کے ساتھ امام حسینؑ کی زیارت کرے خدا اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام حسینؑ کی قبر کی زیارت قصد قربت سے کرے اور اس کے دل میں خودنمائی کا قصد نہ ہو وہ مومن گناہوں کی آلودگی سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح دھلنے کے بعد کپڑا پاک صاف ہو جاتا ہے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور زیارت کے لیے ہر قدم کے بدلے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ مظلوم کربلاؑ کی قبر اطہر کے زائر کے پسینہ سے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس زائر کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مظلوم کربلاؑ کی قبر اطہر کی زیارت نہ کرے (وسائل کے دستیاب ہونے کی صورت میں) اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ ناقص الایمان اور ناقص الدین مرا اور اگر اپنے (نیک) اعمال کی وجہ سے بہشت میں جائے تو زائرین سے کم درجہ میں ہوگا۔ نیز آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص حج بیت اللہ بجالائے لیکن آپ کی قبر اطہر کی زیارت نہ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ایک حق کو ترک کیا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جو مومن روز عرفہ مظلوم کربلاؑ کی قبر مطہر کی زیارت کرے اللہ تعالیٰ اس کو ایسے ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب عطا فرمائے گا جو جناب رسول کائناتؐ اور امام آخر الزمان کی معیت میں بجالایا ہو نیز آپ نے فرمایا

کہ روز عرفہ اللہ تعالیٰ پہلے زائرین امام حسینؑ پر نظر کرتا ہے پھر حجاج کرام پر کیونکہ حج پر آنے والوں میں ولدالزنا بھی ہوتے ہیں جبکہ زائرین میں سے کوئی ولدالزنا نہیں ہوتا کیونکہ قبر حسینؑ پر ولدالزنا نہیں جا سکتا۔

امام حسینؑ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص میری شہادت کے بعد میری قبر کی زیارت کو آئے گا میں روز قیامت ضرور اس سے ملاقات کروں گا وہ خواہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو۔

امام حسینؑ کی زیارت کے فضائل بے شمار ہیں یہاں صرف مومنین کی رغبت کے لیے چند ایک کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

الا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس 47

امام سجادؑ کے فضائل و مصائب

سینتالیسویں مجلس

امام سجادؑ کے فضائل ومصائب

فِی الْبِحَارِ اَنَّ عَلِیَّ بْنِ الْحُسَیْنِؑ وُلِدَ فِی الْمَدِیْنَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ.

بحارالانوار میں ہے کہ آسمانِ ولایت کے چوتھے تاجدار حضرت امام زین العابدینؑ بروز جمعہ المبارک پندرہ جمادی الاولیٰ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔ اور ۲۵ محرم سن ۹۵ ھ میں زہر سے شہید ہوئے۔

آپ کا نام نامی علیؑ کنیت ابومحمد اور ابوالحسن تھی۔ مشہور القابات میں سے زین العابدین، سید الساجدین، امین اور بکا (یعنی زیادہ رونے والا) ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ ایران کے مشہور بادشاہ یزدگرد کی بیٹی جناب بی بی شہر بانو ہیں اور آپ کے والد گرامی امام حسینؑ ہیں۔ آپ زہد وتقویٰ، لباس وطعام اور فصاحت و بلاغت میں اپنے جد بزرگوار جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے مشابہ تھے۔

آپ معمولی کھانا تناول فرماتے اور کھردرا لباس زیب تن کرتے تھے۔ رحم دلی آپ کا خاص وصف تھا۔ آپ رات کی تاریکی میں اپنی پشت مبارک پر آٹا، روٹیاں، اور لکڑیاں رکھ کر فقرا، مساکین، یتیموں اور بیواؤں کے گھر رکھ آتے اور ان کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی۔ جب آپ کی شہادت ہوئی تو پھر ان لوگوں کو پتہ چلا یہ ہمارے مددگار

Presented by www.ziaraat.com

اور غم گسار علی بن الحسینؑ تھے۔ جب آپ کو غسل دیا جانے لگا تو لوگوں نے دیکھا کہ وزن اٹھانے کی وجہ سے آپ کی پشت مبارک پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام آپؑ کی خدمت اقدس میں گئے تو دیکھا کہ کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کی حالت متغیر ہے۔ شب بیداری کی وجہ سے آپ کے چہرے کا رنگ زعفران کی مانند ہے کثرت سجود کی بنا پر پیشانی پر نشانات ہیں اور قیام و رکوع کی وجہ سے آپؑ کی ٹانگوں پر ورم ہیں۔

امام محمد باقرؑ آپ کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگے۔ مولاؑ کو ان کے رونے کا سبب معلوم تھا کہ میری محبت کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا کہ ذرا وہ کتاب اٹھا کر لانا جس میں سید الوصیین امام المتقین امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی عبادت کا حال مذکور ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام وہ کتاب لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ آپؑ نے اس میں سے کچھ باتیں ان کی عبادت گزاری کی سنائیں اور پھر فرمایا:

بھلا کس کی مجال ہے کہ خداوند تعالیٰ کی عبادت میں امیر المومنین جیسی مشقت کا متحمل ہو سکے''

روایت میں ہے کہ جب آپ وضو فرمانے لگتے تو آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ زرد ہو جاتا۔ جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا:

'ایک عبد خدا کا رنگ کیسے کیوں نہ ہو جو رب جلیل کی بارگاہ میں حاضری کا طلب گار ہو۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آپ مصلّٰی عبادت پر کھڑے ہوتے تو خضوع و خشوع کا یہ حال ہوتا کہ آپ نازک سی شاخ کی مانند لرزتے تھے۔

آپ شب و روز میں ہزار رکعت نماز ادا فرماتے۔ اور آپ کا حال یہ ہوتا جیسے کوئی ادنیٰ غلام رب جلیل کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ کثرت عبادت و سجدہ کی وجہ سے آپ کے

اعضاء اس قدر سخت ہو جاتے تھے کہ ہر سال ان کو چھری سے کاٹنا پڑتا تھا۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی ریش اطہر آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔ اور سجدہ میں عرض کرتے میرے اللہ میرے مالک! تیرا یہ ادنا سا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔ خدایا اس مشکل امر کو میرے لیے آسان فرما۔

جب آپ نماز میں مشغول ہوتے تو پھر آپ اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے خواہ بلانے والا زور زور سے بلاتا رہتا۔

روایت میں ہے کہ ایک رات آپ نماز تہجد میں مشغول تھے کہ شیطان اژدھے کی صورت میں آپ کی طرف بڑھنے لگا لیکن آپ مطلقاً اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ پس اس ملعون نے آپؑ کی ایک انگلی اپنے منہ میں لے لی اور اسے خوب چبایا لیکن اس عاشق الٰہی کو بالکل پتہ نہ چلا اور تکلیف کا اصلاً احساس نہ ہوا یہ منظر دیکھ کر غیب سے آواز آئی اَنتَ زَینُ العَابِدِینَ حَقًّا حقیقت میں آپ عبادت گزاروں کی زینت ہیں اور اسی بنا پر آپ کا یہ لقب مشہور عام ہوا۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک بیٹا کنویں میں گر گیا۔ گھر میں رونے پیٹنے کی آواز بلند ہوتی رہی، لیکن آپ عبادت خدا میں مشغول رہے۔ بعد میں اس بیٹے کو زندہ سلامت نکال لیا آپ نے کبھی اپنے غلاموں اور کنیزوں کو کسی قصور پر نہیں مارا تھا بلکہ اس اونٹنی کو جس پر آپ نے بائیس حج ادا فرمائے تھے کبھی ایک تازیانہ تک نہ مارا تھا۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کو بہت برا بھلا کہا اور کئی سخت کلمات کہے لیکن آپؑ مع اصحاب کے اس کے گھر گئے اور فرمایا:

''اے عبد خدا! جو کچھ تو نے میرے بارے میں کہا ہے اگر وہ سچ تھا تو میں خدا

Presented by www.ziaraat.com

سے اس کی بخشش کا طلب گار ہوں اور اگر وہ کلمات درست نہ تھے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اس پر تمہارا مواخذہ نہ فرمائے۔ لیکن اتنا بڑا متحمل بردبار اور صابر ہونے کے باوجود مظلوم کربلا کے مصائب پر اتنا روتے تھے کہ آپ کو صبر نہ آتا تھا۔ آپ ہر وقت روتے رہتے تھے۔ بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کی کنیز سے کہا کہ مجھے مولا کے اوصاف وکمال سے آگاہ کرو۔ تو کنیز نے کہا:

''مفصل جاننا چاہتے ہو یا مجمل؟ اس نے عرض کیا بطور اختصار بتا دو۔ تو اس کنیز نے کہا: ''جب سے میں ان کی کنیزی میں آئی ہوں رات کو کبھی میں نے ان کے لیے بستر نہیں بنایا کیونکہ آپؑ ساری رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور دن کو آپؑ کے سامنے کبھی کھانا نہیں رکھا کیونکہ آپؑ روزے سے ہوتے ہیں۔ اور افطار کے وقت جب آپؑ کے سامنے پانی اور کھانا لے کر جاؤں تو آپ اسے دیکھ کر روتے ہیں اور فرماتے ہیں:

''افسوس صد افسوس! میرے پدر بزرگوار تشنہ لب شہید ہوں اور میں ٹھنڈا پانی پیوں۔ پھر اس قدر روتے کہ آنسو اس پانی اور کھانے پر گرنے لگتے۔ (اور وہ ان آنسوؤں سے بھیگ جاتا)

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

☆☆☆☆

مجلس 48

امام موسیٰ کاظمؑ کے فضائل و مصائب

Presented by www.ziaraat.com

اڑتالیسویں مجلس

امام موسیٰ کاظم کے فضائل و مصائب

فِی الْبحارِ اَنَّ مُوسیٰ ابْنُ جَعْفرٍ وَلِدَ بِمَنْزِلٍ بَیْنَ الْمَلَةِ والْمَدِیْنة یُقَالُ لَهُ اَبْوُاء لتبع مِنْ صَفَرٍ سَنَةً ثَمانٍ وَ عِشْرِیْنَ وَمائَةَ مِنَ الْهِجْرَة۔

بحارالانوار میں مروی ہے کہ امام جن و بشر حضرت موسیٰ بن جعفر سات صفر ۱۲۸ھ کو مکہ و مدینہ کے درمیان ربوا کے مقام پر متولد ہوئے اور ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو سندی بن شاہک کی قید میں بغداد میں زہر کے اثر سے آپ کی شہادت ہوئی۔

آپ کا اسم مبارک موسیٰ، کنیت ابوالحسن اور مشہور القاب صالح۔ کاظم، صابر، امین اور زین المجتہدین ہیں۔ اپنے زمانہ میں علم و حلم، زہد و تقویٰ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ بلکہ آپ اپنے زمانے میں تمام اوصاف و کمالات میں سب سے افضل واشرف اور برتر تھے۔

عیون اخبار الرضا میں علی بن یقطین سے منقول ہے کہ ہارون الرشید نے اپنی محفل میں ایک شعبدہ باز ساحر کو بلایا تا کہ وہ اپنے جادو سے آپ کو عاجز اور نادم کرے۔ پس ہارون نے اپنے دستر خوان پر اپنے قریب آپؑ کو جگہ دی اور اس ساحر

کو اشارہ کیا پس مولا جو لقمہ توڑتے جادوگر جادو سے اسے اڑا دیتا۔ یہ دیکھ کر ہارون اور اس کے رفقا ہنسنے لگے۔

جب مولاؑ نے اس جادوگر کی گستاخی مشاہدہ کی تو آپ نے قالین پر بنے ہوئے شیر کو آواز دی یا اسد اللہ خد عدو اللہ اے اللہ کے شیر اس دشمن خدا کو کھا جا۔ یہ کہنا تھا کہ وہ شیر زندہ ہوا اور اس جادوگر کو چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر ہارون اور اس کے رفقاء بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو کہا:

''اے ابوالحسنؑ خدا کے لیے اس شیر کو حکم دیجئے کہ اس شخص کو اگل دے۔ رحم کرنا آپ کے خاندان کا شیوہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا:

''ہارون اگر حضرت موسیٰ کے عصا نے وہ جادوگر اگل دیئے ہوتے تو میں بھی ایسا کر دیتا۔ پس اس کا دوبارہ زندہ ہونا ممکن نہیں۔

ایک مرتبہ علی بن یقطین جو کہ آپ کا حب دار اور ہارون کا وزیر تھا نے خط لکھا کہ مولا پاؤں کا مسح کرنے یا دھونے کے بارے میں لکھ بھیجیں تا کہ میں اس پر عمل کروں۔ یہاں اس مسئلہ پر بحث ہو رہی ہے۔ پس جواب میں آپ نے لکھا کہ تجھ پر لازم ہے کہ تین مرتبہ کلی کرو تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالو، تین مرتبہ منہ دھوؤ۔ تین مرتبہ داڑھی میں خلال کرو۔ تین بار بازو دھو، تین بار کانوں کے ظاہر و باطن کا مسح کر اور پھر تین بار پاؤں دھوؤ۔ اور اس کے خلاف ہرگز نہ کرنا۔ علی بن یقطین اسی طرح وضو کرنے لگا۔ ادھر ہارون کے مصاحبین ہر وقت اس سے کہتے کہ علی بن یقطین رافضی ہے اس کو نکال دو۔ پس اس نے کہا کہ دیکھتے ہیں کہ علی بن یقطین وضو کیسے کرتا ہے۔ چنانچہ ہارون اور اس کے رفقا چھپ کر اس کا وضو دیکھتے رہے مذکورہ طریقے سے وضو دیکھ کر ہارون نے کہا میں نہ کہتا تھا کہ یہ شیعہ نہیں ہے۔ لوگ سب جھوٹ بولتے ہیں۔ ابھی یہ

Presented by www.ziaraat.com

امتحان ختم ہوا ہی تھا کہ امام موسیٰ کاظمؑ کا قاصد پہنچ گیا اور مولا کا فرمان پہنچایا کہ آج کے بعد اس طرح وضو کرنا جس طرح حکم خدا ہے اور ساتھ ہی وضو کا طریقہ بھی بتا دیا۔ پس علی بن یقطین آپ کے بتائے ہوئے طریقے سے وضو کرنے لگا۔

بحار الانوار میں ہے کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید مدینہ منورہ گیا اور امام موسیٰ کاظم کو اپنے جد کے روضہ اطہر پر نماز پڑھتے دیکھا تو دلی عداوت کی بناء پر اپنے سپاہیوں سے کہا: انہیں قید کرلو پھر حاکم بصرہ عیسیٰ کے پاس بھیج دیا کہ انہیں قید میں رکھو۔ اس بدبخت نے آپ کو ایک تنگ وتاریک کمرے میں قید کر دیا۔ وہ کمرہ ہر وقت مقفل رہتا سوائے دو وقت کے، ایک جب آپ نے وضو کرنا ہوتا، دوسرے جب وقت افطار ہوتا۔ اس کے بعد اس ملعون نے آپ کو حاکم بغداد فضل بن ربیع کے پاس بھجوا دیا اور حکم دیا کہ آپ کو قید سخت میں رکھو۔ اس نے مولا کو زنجیروں میں باندھ کر پہلے سے بھی تنگ کمرے میں قید کر دیا۔ مولا اس شدید تکلیف کے باوجود دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت خدا میں مشغول رہتے اور صبر وشکر کے سوا کوئی کلمہ زبان اقدس پر جاری نہ کرتے۔ ہارون نے کئی بار کوشش کی کہ آپ کو دوران قید تلوار سے شہید کروا دے جب بسیار کوشش کے باوجود ایسا نہ کرسکا تو داروغہ زندان سندی بن شاہک کو حکم دیا کہ زہر دے کر انہیں ہلاک کر دے۔ اس ملعون نے ایسا ہی کیا۔ آپ اس زہر سے علیل ہوگئے تین شب وروز آپ تڑپتے رہے۔

مسیب کہتا ہے کہ میں زندان کا کلید بردار اور نگران تھا۔ تیسری شب امام موسیٰ کاظم نے مجھے بلوایا اور کہا مسیب میں آج رات مدینہ جانا چاہتا ہوں۔ مسیب کہتا ہے میں نے عرض کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ میں اکیلا تو یہاں پر نہیں ہوں، دوسرے لوگ بھی نگرانی کررہے ہیں اگر میں دروازہ کھول بھی دوں تب بھی آپ نہیں جاسکیں گے۔

مولا نے فرمایا:

مسیب میں ہرگز نہیں چاہتا کہ تو میرے لیے دروازہ کھولے اور نہ ہی میں اس کا محتاج ہوں۔ اتنا کہہ کر آپ نے کچھ پڑھا تو ساری زنجیریں گر پڑیں اور دروازہ خود بخود کھل گیا آپ میری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ واپس اپنی جگہ پر آگئے اور وہ زنجیریں پہن لیں اور مجھے فرمایا:

مسیب آج رات میں اپنے مالک کے پاس جا رہا ہوں تمہیں صرف یہ کرنا ہے کہ جب میں تجھ سے پانی طلب کروں اور میرے جسم کا رنگ بدل جائے تو سمجھ لینا کہ تیرا امامؑ اس دنیا سے چل بسا۔ پس میرے مرنے کی اطلاع اس وقت تک کسی کو نہ دینا جب تک میرا بیٹا امام رضاؑ یہاں سے نہ چلا جائے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ پس میں آپ کی مفارقت پر بہت رویا۔ میں نے آپ کی رحلت کی خبر سندی بن شاہک کو دی تو وہ ملعون میرے ساتھ قید خانہ میں آیا اور آپ کی موت کی تصدیق کی۔ ان بدبختوں نے آپ کی لاش اٹھائی اور ساتھ ساتھ کہتے تھے:

''اے لوگو! یہ رافقیون کے امامؑ کی لاش ہے جس نے دیکھنی ہو دیکھ لے۔ وہ اتنی ذلت سے لاش اٹھائے لے جا رہے تھے اور آپ کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہے تھے کہ جن کے بیان سے دل چھلنی ہو جاتا ہے۔ پس اس مظلومیت کے ساتھ مولا نے دنیا فانی سے کوچ فرمایا۔

الا لَعنةُ اللّٰهِ علَى القَومِ الظّالِمِينَ

☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

مجلس

49

امام رضاؑ کے فضائل و مصائب

انچاسویں مجلس

امام رضاؑ کے فضائل و مصائب

آٹھویں تاجدار ولایت حضرت امام رضاؑ ۱۱ ذی قعدہ ۱۵۳ھ کو مدینہ منورہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی علیؑ کنیت ابوالحسنؑ مشہور القابات صابر، رضی، وفی اور رضا ہیں آپ کی انگشتری پر ماشاء اللہ لاحول وقوۃ الا باللہ کندہ تھا۔

فِی عُیُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیُقْتَلُ وَلَدِیْ فِی اَرْضِ طُوْسٍ اِسْمُهٗ اِسْمِی وَاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمُ ابْنِ عِمْرَانَ مُوْسٰی. فَمَنْ زَارَ فِیْ غُرْبَتِهٖ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلُ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَقَطْرَاتِ الْاَمْطَارِ وَاَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ

عیون اخبار رضا میں امیر کائناتؑ سے منقول ہے کہ عنقریب طوس میں میرا ایک بیٹا شہید ہوگا جو میرا ہمنام ہوگا اور اس کے والد گرامی کا نام عمران کے بیٹے والا یعنی موسیٰ ہوگا۔

پس ہمارے حب داروں میں سے جو ان کی قبر اطہر کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ اور آئندہ سارے گناہ معاف فرمائے گا خواہ وہ آسمان کے ستاروں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں جتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

عیون اخبار رضاؑ میں خود امام رضاؑ سے مروی ہے کہ جس نے طوس میں میری زیارت کی گویا اس نے رسول کائناتؐ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہزار حج اور ہزار عمرۂ مقبول کا ثواب عطا فرمائے گا۔ میں اور ہمارے آباء واجداد روز قیامت اس کے شفیع ہوں گے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا خراسان کی زمین میں قتل ہوگا

Presented by www.ziaraat.com

پس جس مؤمن نے ان کی زیارت کی ان کے حق امامت وولایت کا اعتراف کرتے ہوئے روز قیامت میں اس کا ہاتھ پکڑ کر داخل بہشت کروں گا۔ اگرچہ اس مومن نے گناہان کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا مولا ان کے حق کی معرفت سے کیا مراد ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ آدمی اقرار کرتا ہو کہ وہ امام منصوص من اللہ ہیں اور ان کی اطاعت فرض ہے۔ پس جو میرے اس بیٹے کی اس شرط کے ساتھ زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ کو ستر ہزار ایسے شہداء کے برابر ثواب عطا فرمائے گا جنہوں نے رسول اکرمؐ کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا ہو۔

عیون اخبار رضاؑ میں خود امام رضا فرماتے ہیں کہ جس نے عالم غربت میں میری زیارت کی اللہ تعالیٰ اسے لاکھ شہید، لاکھ صدیق، لاکھ حج، لاکھ عمرہ، اور لاکھ مجاہد کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے ہمارے ساتھ محشور فرمائے گا۔ اور جنت میں وہ ہمارے ساتھ اعلیٰ درجات کا حامل ہوگا۔

امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے غسل کرے اور پھر میری زیارت کرے وہ گناہوں کی آلودگی سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہو۔

ابی نصر بزنطی سے منقول ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام رضاؑ کے ایک خاص آثار میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ہمارے شیعوں میں سے جو میری قبر کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ہزار حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔ پس میں نے اس بات کا ذکر آپؑ کے فرزند حضرت امام محمد تقیؑ سے ذکر کیا اور پوچھا مولا کیا واقعاً آپ کے پدر بزرگوار کی قبر کی زیارت ہزار حج کے برابر ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم ان کے حق معرفت کی شرط کے ساتھ ان کی قبر کی زیارت ایک ہزار نہیں بلکہ دس ہزار حج کے ثواب کے برابر ہے۔

بحار الانوار میں ہے کہ جب مامون الرشید نے ایک شخص کو بھیج کر آپ کو

مدینہ کے ہر گھر میں ایسا کہرام بپا ہوا گویا مدینہ کے درو دیوار گر پڑیں گے۔ مولاؑ نے اپنے اقربا کو اکٹھا کیا ان سے ملے اور ان میں بارہ ہزار دینار تقسیم کیے۔ اور فرمایا:

میں تم سب کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں آج کے بعد پھر ملاقات نہ ہوگی۔''

مولا ایک ایک کو رخصت کرتے اور روتے رہے۔ سب عزیز و اقارب کو وداع کرنے کے بعد سب کو روتا پیٹتا چھوڑ کر آپ قبر رسول کائنات پر آئے اور کافی دیر قبر سے لپٹ کر روتے رہے۔

راوی کہتا ہے کہ مولا قبر اطہر کو وداع کر کے باہر آتے پھر شدت جذبات سے واپس جا کر قبر سے لپٹ جاتے۔ کئی بار آپ نے ایسے ہی کیا پھر بڑی حسرت ویاس سے قبر اطہر سے وداع ہوئے اور بلند آواز سے روتے ہوئے خراسان کے لیے عازم سفر ہوئے۔ جب آپ طوس کے قریب پہنچے تو مامون الرشید نے ظاہر داری کے طور پر ارکان حکومت کے ساتھ شہر کے باہر آپ کا استقبال کیا۔ اور ظاہری طور پر بڑے عزت واحترام کے ساتھ آپ کو لے کر شہر میں آیا۔ پھر چند دن بعد کہا: اے فرزند رسول! خلافت آپ کا حق ہے لہٰذا آپ خلافت سنبھالیں آپ نے قبول نہ فرمائی اس نے پھر کہا اچھا اگر آپ خلافت قبول نہیں فرماتے تو میرے ولی عہد بن جائیں آپ نے فرمایا:

مامون تیری ولی عہدی اس شخص کو زیبا ہے جس نے تیرے بعد زندہ رہنا ہے بھلا وہ شخص ولی عہد کیسے بن سکتا ہے جو غریب الوطن تجھ سے پہلے زہر سے شہید کر دیا جائے اور زمین و آسمان اس کی مظلومیت پر آنسو بہائیں۔ پس یہ سن کر وہ ملعون غضبناک ہو گیا اور کہا:

''اے علی! ابن موسیٰ اگر آپ نے میری ولی عہدی قبول نہ کی تو میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ پس امام خاموش ہو گئے اور اس نے آپ کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا اور لوگوں سے بیعت بھی لے لی۔ لیکن اس کے عزیز و اقارب کو اس امر سے بڑی

Presented by www.ziaraat.com

تشویش ہوئی اور مامون کو سخت سست کہا۔ اور اس نے آپؑ کے قتل کا وعدہ لیا۔ پس وہ ملعون ہمیشہ آپ کے قتل کے درپے رہتا اور ایسے موقع کی تلاش میں رہتا کہ کسی نہ کسی طرح امام رضا کو شہید کر دے۔ ایک روز اس نے اپنے رفقاء سے کہا کہ نماز تہجد کے دوران ان کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ ایک رات شمشیر بکف آپ کے حجرہ میں داخل ہوئے لیکن ان کو دیکھ کر سب تھر تھر کانپنے لگے اور کسی کو آپ کے قتل کی جرات نہ ہوئی حالانکہ آپؑ اس وقت سجدہ کی حالت میں تھے پس وہ نامراد واپس لوٹ آئے۔

جب وہ بدبخت کسی اور طرح آپؑ کو شہید نہ کر سکا تو ایک دن انگوروں میں زہر ملوایا اور آپ کے سامنے پیش کیے اور کہا:

''اے علی ابن موسیٰ! کھاؤ یہ بہت قیمتی اور نفیس انگور ہیں۔ آپؑ نے انگوروں کی طرف دیکھا اور سب کچھ سمجھ کر فرمایا:

امون جنت کے انگور ان سے کہیں خوش ذائقہ ہیں۔ لیکن اس نے بہت اصرار کیا تو مولا نے چند دانے کھا لیے۔ زہر نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا آپ گرتے پڑتے واپس لوٹ آئے۔

ابو صلت کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو بہت اذیت اور تکلیف میں دیکھا آپ اس زہر کے اثر سے بستر پر ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ اور کسی کروٹ آپ کو چین نہ آتا تھا۔ پس مولاؑ نے مجھے فرمایا کہ ابو صلت دروازہ بند کر دو میں نے آپ کے حکم کے مطابق دروازہ بند کر دیا۔ میں صحن خانہ میں کھڑا آپ کی مظلومیت پر رو رہا تھا کہ اچانک میں نے صحن میں ایک سات سالہ بچے کو دیکھا جو نہایت خوب صورت اور امام رضاؑ کے ہم شکل تھے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ آپؑ کے فرزند ارجمند حضرت امام جوادؑ ہیں۔ پس وہ شاہزادہ عالی وقار روتے ہوئے آپ کے حجرہ میں داخل ہوا۔

بار بار ان کی پیشانی چومتے تھے۔ پھر انہیں اپنے ساتھ لٹا کر کچھ باتیں کیں جنہیں میں مطلقاً نہ سمجھ سکا۔ اس کے بعد آپ راہی جنت ہوئے گویا آپ صرف اپنے فرزند کی آمد کے منتظر تھے۔ امام محمد تقیؑ ان کی وفات حسرت آیات پر بے قراری سے ہائے بابا! ہائے بابا! کہتے ہوئے روتے تھے کہ میرا جگر پھٹا جا رہا تھا۔ اور ایسے لگتا تھا کہ در و دیوار سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ پس آپؑ نے خود اپنے والد گرامی کو غسل دیا حنوط کیا کفن پہنایا۔ تابوت میں رکھ کر آپ پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپ کی لاش اطہر کو اسی طرح بستر پر لٹا دیا۔ پھر یکایک امام محمد تقیؑ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد جب مامون کو آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے کمال عیاری سے اپنے رفقاء کے ساتھ بلند آواز سے رونا شروع کیا۔ مامون نے اپنا گریبان چاک کیا اپنے منہ پر طمانچے مارے انہیں غسل وکفن دیا اور ارکان حکومت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

آپ کی شہادت کی خبر سن کر طوس کے ہر گھر سے رونے پیٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ امام رضاؑ کی ہمشیرہ فاطمہؑ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ وہ آپ کی جدائی میں دن رات روتی رہتی تھیں پھر بھائی کے مفارقت کے غم سے مغلوب ہو کر ان کی ملاقات کے لیے عازم طوس ہوئیں۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتی ہوئی جب شہر سارہ میں پہنچیں تو بیمار ہو گئیں۔ اہلیان شہر سے پوچھا کہ یہاں سے قم کتنی دور ہے؟ لوگوں نے بتایا دس فرسخ۔ آپؑ نے فرمایا: ''مجھے قم تک پہنچا دو۔ پس جب آپ شہر قم کے قریب پہنچیں اور یہ خبر اہل قم تک پہنچی تو سب اشراف قم آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے اور قم کے حاکم موسیٰ بن خزرج کمال ادب سے آپ کی ناقہ کی مہار تھام کر اشراف شہر کیساتھ شہر قم میں داخل ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

میں ماتم داری ہو رہی ہے۔ ہر گھر سے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ تمام مرد وزن نے سیاہ لباس پہنا ہوا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر جناب معصومہؑ نے پوچھا کہ شہر میں کون رئیس فوت ہو گیا ہے۔ جس کے غم میں سارا شہر ماتم اور رونے میں مصروف ہے سب خاموش رہے۔ پھر مخدومہ دارین نے فرمایا:

تجھے ہمارے حق کی قسم! مجھے بتاؤ کہ کون فوت ہوا ہے اور شہر میں کس کا ماتم ہو رہا ہے؟'' جب معظمہ نے اصرار کیا تو وہ تمام لوگ رونے لگے۔ انہوں نے اپنے عمامے اتار کر پھینک دیئے اور عرض کیا: ''آقا زادی! کئی دن ہو گئے ہیں کہ مامون ملعون نے آپ کے بھائی حضرت امام رضا کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ پس ہم اس بے کس غریب الوطن کی مصیبت پر رو رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ جب جناب معصومہ نے یہ خبر سنی تو غش کھا کر گر پڑیں۔ جب افاقہ ہوا تو ہائے بھائی! ہائے غریب! کہہ کر رونے لگیں۔ روتے روتے آپ بے حال ہو جاتیں اور کہتیں ہائے بھائی! آپ کی شہادت کی خبر سننے سے پہلے مجھے موت کیوں نہ آ گئی۔ سترہ دن تک آپ بھائی کا ماتم کرتی رہیں اور روتی رہیں اور سترہ دن بعد آپ بھی بھائی کی جدائی میں رحلت فرما گئیں۔ اس معظمہ کی رحلت سے شہر قم میں ایک مرتبہ پھر قیامت بپا ہو گئی۔

الا لَعْنَةُ اللهِ علی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com